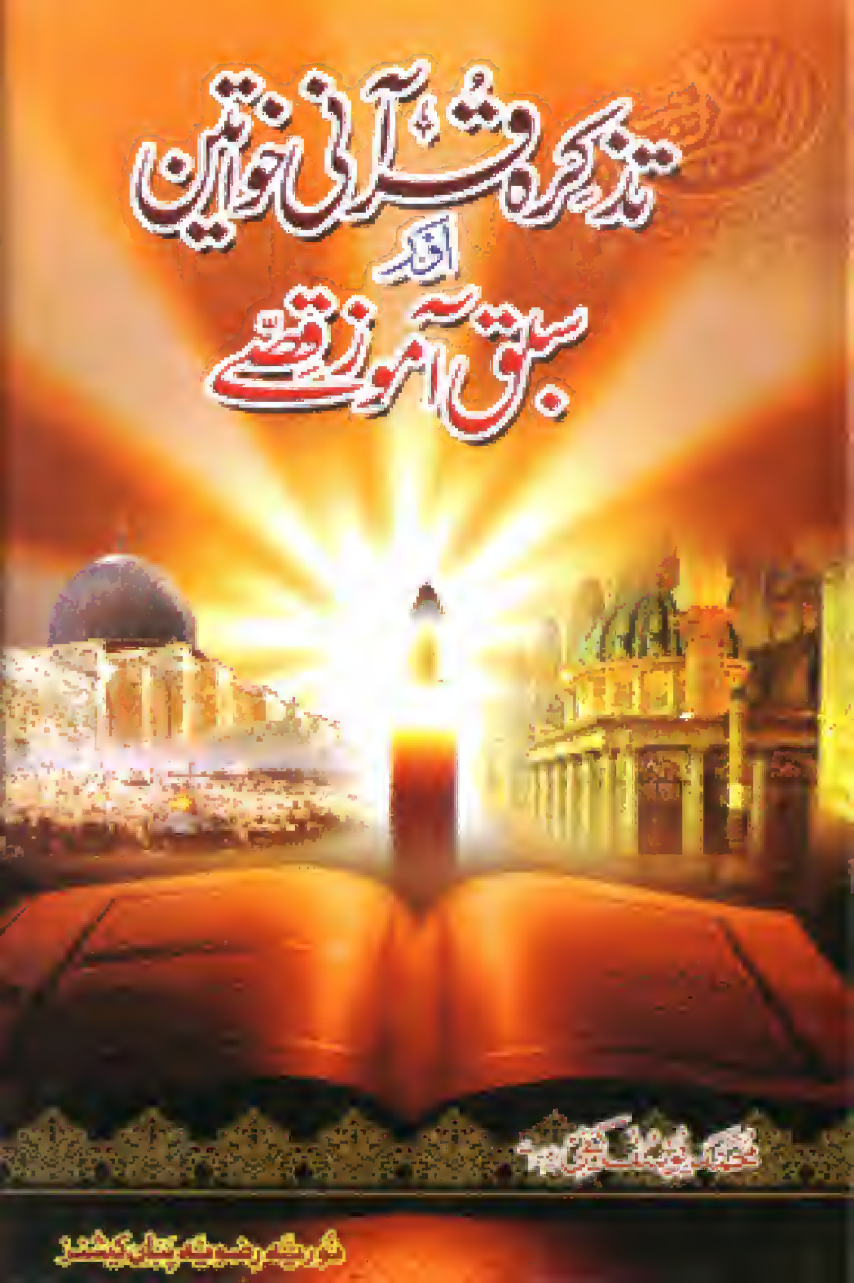
تذکرہ قرآنی خواتین
اور
سبق آموز قصے
نوریہ رضویہ پبلی کیشنز

انتساب

میری پیاری رفیقۂ حیات کے نام...... جو میری شریکِ حیات ہونے کے ساتھ یہ کتاب لکھنے میں میری معاون و مددگار رہیں۔ اُنہوں نے بچوں کی تعلیم و تربیت کو احسن طریقہ سے پورا کیا، گھریلو ذمہ داریوں کو خوش اسلوبی سے سرانجام دیا اور مجھے علمی خدمات کیلئے گھریلو فکروں اور مصروفیتوں سے آزاد کر دیا۔ میری تمام ترعلمی کاوشیں ان کے تعاون کی مرہونِ منت ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے اور ہمیشہ خوش و خرم اور صحت مند رکھے اور ان کے علم و عمل میں برکت عطا کرے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

تم سلامت رہو ہزار برس
ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار

احقر العباد

محمد یوسف کیفی (ایم۔اے)

بہ فیضانِ کرم

مرجع علماء وصوفیا، سند الواصلین، مخزن علم و حکمت، واقفِ اسرار شریعت و رموز طریقت، زینتُ القراء، منبع رشد و ہدایت، قدوۃ العارفین سیّدی مرشدی حضرت خواجہ صوفی عزیز الرحمٰن صاحب صدیقی نقشبندی مجددی مجیدی دامت برکاتہم العالیہ...... کیونکہ

ع دین و دنیا میں جو پایا انہی سے پایا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ ناشر

سورج کی روشنی اگر روئے زمین سے سلب کرلی جائے تو ہوسکتا ہے کہ انسان تباہ نہ ہو لیکن کتابِ ہدایت کی روشنی سے اگر انسان محروم کردیا جائے تو پھر کوئی طاقت اسے تباہی سے نہیں بچاسکتی۔ خدا نے اپنے بندوں پر جو بے پایاں احسانات کیے ہیں ان میں سب سے عظیم احسان قرآنِ حکیم ہے اور دنیا کی دوسری تمام کتابوں کے مقابلے میں اس کا ایک نمایاں امتیاز یہ ہے کہ یہ صرف تعمیرِ زندگی کے اُصول واحکام ہی نہیں دیتا بلکہ ان اصول واحکام کے مطابق زندگی تعمیر کرنے کا جذبہ اور زبردست قوت بھی عطا کرتا ہے حقیقت یہ ہے کہ انسان کیلئے قرآن حکیم کی تعلیمات ہی سب سے بڑا سرمایہ ہیں بشرطیکہ اُسے اس قدردانی کی توفیق حاصل ہو۔

نوریہ رضویہ پبلی کیشنز گراں قدر کتب کو عمدہ معیار پر شائع کرنے کا تہیہ کئے ہوئے ہے۔ پاکستان کے مذہبی ودینی کتب کے ناشرین میں اس کو ایک مقام حاصل ہے۔ (الحمدللہ) اس کتاب 'تذکرہ قرآنی خواتین' سے پہلے یہ ادارہ جناب محمد یوسف کیفی (ایم۔اے) کی گراں قدر کتب 'تذکرہ نقشبندیہ مجددیہ مجیدیہ' سیرت رسولِ ہاشمی سیّدنا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور عبرتناک قرآنی قصے' زیورِ طباعت سے آراستہ کرچکا ہے۔ اور اصحاب ذوق قارئین سے یہ تینوں کتابیں دادِ تحسین حاصل کرچکی ہیں۔ اب ادارہ ان کی تحقیقی کاوش 'تذکرہ قرآنی خواتین' شائع کرنے کا اعزاز حاصل کررہا ہے۔ اس کتاب کی خصوصیت یہ ہے کہ مصنف نے قرآن وحدیث اور بائبل کے مستند حوالوں سے اس کو اس طرح ترتیب دیا ہے کہ قاری کسی قسم کی تشنگی محسوس نہیں کرتا۔ یہ کتاب مطالعہ قرآن میں بھی مددگار ثابت ہوگی (ان شاء اللہ)۔ ان کی اسی سلسلے کی دوسری کڑی 'تذکرہ اولیاء اللہ خواتین' جلد منظرعام پر آرہی ہے اور قارئین کیلئے یہ کتاب بھی ایک بہترین تحفہ ثابت ہوگی۔

آخر میں اللہ عزّ وجل سے دعا ہے کہ وہ اس کتاب کو اُمتِ مسلمہ کی اصلاح کا باعث بنائے اور قرآن فہمی میں مددگار بنائے اور قرآن فہمی میں مددگار ثابت ہو۔ فاضل مصنف، ناشر، کمپوزر، ان کے والدین، اساتذہ کرام، مشائخ کرام اور ہر اُس شخص کو ساقیٔ کوثر تاجدارِ انبیاء نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب فرمائے جس نے کسی بھی مرحلہ پر اس کتاب میں تعاون فرمایا ہو۔ آمین

دعاؤں کا طلبگار

سیّد محمد شجاعت رسول قادری

پیش لفظ

خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم کے مصداق صحابہ رضی اللہ عنہم، تابعین وتبع تابعین رحمۃ اللہ علیہم اور صلحائے اُمت رحمۃ اللہ علیہم جن کے نقش قدم پر چل کر ہی موجودہ دور کے مسلمانوں کی اصلاح وفلاح ہو سکے گی ان کے احوال میں بکثرت کتابیں بفضلہٖ تعالیٰ اُردو زبان میں لکھی گئیں اور لکھی جائیں گی۔ 'قرآنی خواتین' کے کردار اور زہد وعبادت اور اُن کی عملی زندگی پر مکمل بحث اس کتاب کا موضوع ہے۔ قرآن وحدیث، بائبل اور تاریخی لحاظ سے ان کے تمام حالات کو یکجا کرنے کی ایک ادنیٰ سی کوشش کی گئی ہے۔ 'صالحاتِ اُمت' پر کافی کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔ لیکن صرف 'قرآنی خواتین' کے حالات پر کوئی کتاب مارکیٹ میں دستیاب نہیں ہے اگرچہ 'صالحاتِ اُمت' کے متعلق کافی سرمایہ عربی زبان میں موجود ہے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے الاصابہ فی تمیز الصحابہ میں قرنِ اوّل کی ۱۵۴۳ (پندرہ سو تینتالیس) محدث خواتین کا ذکر کیا ہے۔ تہذیب الاسماء، تاریخ بغداد خطیب وغیرہ کتب میں خواتین سلف کے تذکرے لکھے گئے ہیں۔ نفحات الانس، اخبار الاخیار میں بھی عارفات کا تذکرہ ہے غرض کہ اسلامی تاریخ میں ہزارہا خواتین کے احوال ملتے ہیں۔ اس سلسلے میں ہماری ایک عاجزانہ تالیف 'تذکرہ اولیاء اللہ خواتین' بہت جلد قارئین کرام کی خدمت میں پیش کر دی جائے گی۔

یہ کتاب جیسا کہ نام سے ظاہر ہے صرف قرآنِ حکیم میں مذکور خواتین کے حالات و واقعات پر مشتمل ہے۔ کتاب کی ابتداء اُمّ البشر حضرت حوا علیہا السلام سے کی گئی ہے اگرچہ قرآن حکیم میں ان کے متعلق تفصیلات نہیں ہیں لیکن ہم نے کوشش کی ہے کہ جو حالات بھی ملے ان کو قرآن وحدیث اور بائبل کے لحاظ سے درج کر دیا ہے تاکہ قاری کی دلچسپی برقرار رہے اور ساتھ ساتھ علمی معلومات میں اضافہ ہو۔ افسانوی اور بے بنیاد باتوں کی بھی نشاندہی کر دی گئی ہے۔ یعنی واقعات کے انتخاب میں خاص احتیاط مدِنظر رکھی گئی ہے۔

قارئین محترم! اللہ تعالیٰ حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنے نبی حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ساتھی بناتا ہے۔ حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مصر سے ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو لاتی ہیں۔ پھر اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوتے ہیں، کعبہ بنتا ہے اور پھر اسی کعبے کو وہ شان حاصل ہوتی ہے جو دنیا میں کسی کو حاصل نہیں ہوئی کعبہ حج کی بنیاد بنتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنے نبی علیہ السلام کا ساتھی نہ بناتا تو دنیا والوں کو تحریکِ اسلامی کا مرکز ہرگز نہ مل سکتا۔ اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حالات سے ایک اسرائیلی خاتون (حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ) ایک اسرائیلی لڑکی (حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ہمشیرہ) اور فرعون کی بیوی حضرت آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو الگ کر دیا جاتا تو تحریک اسلامی کی وہ تاریخ ہمیں کہاں سے ہاتھ آتی جو بڑی تفصیل کے ساتھ قرآن حکیم میں ملتی ہے۔

آں کتاب زندہ قرآنِ حکیم حکمتِ اولا یزال است و قدیم

اسی طرح قارئین کرام! قرآنِ حکیم کی سورۂ یوسف مطالعہ فرمایئے معلوم ایسا ہوتا ہے کہ 'زلیخا' سے ٹکرانے کیلئے ایک نبی کوسوں دور سے مصر لایا گیا اور زلیخا کی شکست پر تحریکِ اسلامی کو نقطۂ عروج ملا۔ زلیخا کا کردار منفی ہی سہی اگر یہی منفی کردار سورۂ یوسف کے واقعات میں نہ جوڑا جاتا تو یہ قصہ 'احسن القصص' ہرگز نہ بنتا۔ اللہ تعالیٰ علیم وخبیر ہے۔ ہر تخریب میں تعمیر کے پہلو کی بہترین مثال یہ واقعہ ہے۔

ناظرین کی سہولت کیلئے ہم نے حوالہ جات کا خاص خیال رکھا ہے۔ قرآنِ حکیم کی سورت کا نام بمعہ آیت نمبر اور اُردو ترجمہ دیا گیا ہے تاکہ قاری آسانی سے وہ آیت قرآنِ حکیم میں ملاحظہ کر سکے۔ حدیث کا اُردو ترجمہ اور کتاب کا نام اور جلد نمبر، صفحہ چھاپہ اور ایڈیشن کا بھی حوالہ درج کر دیا گیا ہے۔

ان تمام باتوں کے ساتھ ممکن بلکہ اغلب ہے مجھ ہیچدان سے تحریر وحوالہ میں کچھ فروگذاشتیں ہوگئی ہوں۔ لیکن میرے جیسا ناکارہ اور عاجز انسان اس سے زیادہ اور کر بھی کیا سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہیچدان کی اس خدمت کو شرفِ قبول بخشے اور میرے گناہوں کا کفارہ بنائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ہیچدان

محمد یوسف کیفی (ایم۔اے)

صدر شعبہ علوم اسلامیہ

پاکستان انگلش اسکول وکالج کویت

کلماتِ تشکر

☆ اللہ ربّ العزت اور محبوب ربّ العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد والدین کریمین کے نام جو میری پیدائش اور تربیت کا وسیلہ بنے۔ اللہ تعالیٰ ان کے جنت میں درجات بلند فرمائے۔ آمین

☆ فیضانِ اولیاء پیارے وطن عزیز پاکستان اور اُمتِ مسلمہ کے نام جس کا میں فرد ہوں اور جو میری پہچان ہے۔

☆ سیّدی مرشدی قدوۃ الاولیاء منبع رشد وہدایت حضرت الحاج خواجہ صوفی عزیز الرحمٰن صدیقی نقشبندی مجددی مدظلہ العالی کے نام جن کی رہنمائی اور حوصلہ افزائی کی بناء پر مجھے یہ کتاب تالیف کرنے کا حوصلہ ملا۔

☆ جملہ رفقائے محترم بالخصوص محمد یوسف بختاور صاحب، سیّد یوسف سیّد ہاشم الرفاعی مدظلہ العالی (کویت) الحاج صوفی شکرالدین صاحب، حاجی محمد لطیف صاحب، جناب محمد عمر صاحب، پروفیسر مسز میمونہ مشہود صاحبہ، جناب محمد یونس صاحب، پرنسپل جناب سیّد سلمان پذیر احمد صاحب، احسن رضا ہاشمی صاحب، امجد علی خان صاحب، حافظ شبیر احمد صاحب، جناب منیر احمد قادری صاحب، جناب محمد ادریس رانا صاحب، مرزا محمد انور صاحب، پروفیسر عمرانہ سجاد، پروفیسر ظہور احمد، عبدالستار صاحب، پروفیسر مسز ساجدہ نجم، پروفیسر مسز ظل ہما، مسز عنبرین احمد صاحبہ اور پروفیسر محمد آصف باجوہ صاحب کے نام جن کی حوصلہ افزائی اور قدر شناسی کی بناء پر مجھے یہ کتاب تالیف کرنے کا حوصلہ ملا۔

☆ تمام قارئین، ناظرین اور قرآنی ذوق رکھنے والے طلباء و طالبات اور شائقین علم قرآن کے نام جو اس کتاب سے استفادہ کر کے مزید مطالعہ اور عمل صالح کی راہ پر گامزن ہوں اور قرآن حکیم میں غور خوض کر کے اس کا نور حاصل کر سکیں۔

☆ تمام موجود اور مرحوم علماء کرام اور ادیبوں کے نام جن کی کتب اور تحریروں سے میں نے خوشہ چینی کی۔ جزاہم اللہ تعالیٰ

☆ پسرانِ باسعادت محمد شہباز (بٹ)، سہیل اختر، محمد نعیم، محمد ابراہیم، دختران نیک اختران، رفیقۂ حیات اور برادر محمد یٰسین صاحب کے نام جو اس کتاب کی تیاری میں ممد و معاون ثابت ہوئے۔

☆ کتاب کے ناشر جناب سیّد محمد شجاعت رسول قادری، اس کتاب کے کمپوزر اور آرٹسٹ کا بھی تہہ دل سے شکر گزار ہوں جنہوں نے کتاب کے حسن میں عملاً حصہ لے کر زادِ آخرت بنایا۔ اس کی طباعت میں جو حسن و کمال کارفرما ہے وہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے بعد ناشر کی سرپرستی اور مخلصانہ توجہ کا نتیجہ ہے۔ جزاہم اللہ تعالیٰ عنا وعن جمیع المسلمین

☆ آخر میں عاجز مؤلف ان تمام حضرات کی کرم فرمائیوں کا تہہ دل سے شکر گزار ہے جنہوں نے اپنا قیمتی وقت حرج کر کے اس کتاب کی ترتیب و تصنیف کے سلسلہ میں تحریری، تقریری، قولی، فعلی اور اخلاقی امداد فرما کر قرآن حکیم سے دلی محبت کا ثبوت فراہم کیا۔

اے خدائے ہر بلند و پستی — شش چیز عطا بکن ز ہستی
ایمان و امان و تن درستی — علم و عمل و فراخ دستی

(سیّد ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

دعا گو

محمد یوسف کیفی (ایم۔اے)

مالی تعاون و اشتراک

ہم جناب محمد یوسف صاحب، جناب قاسم نعمان صاحب، جناب رضوان یوسف صاحب اور والدہ محترمہ (جناب قاسم نعمان صاحب اور رضوان یوسف صاحب) کے شکر گزار ہیں کہ جن کے خصوصی تعاون و اشتراک سے کتاب ہٰذا کی طباعت میں سہولت میسر آسکی۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو دین و دنیا کے کاموں میں آسانیاں اور برکت عطا فرمائے۔ ان کے مال و جان اور علم و عمل میں برکت عطا فرمائے اور ان کو ہمیشہ صحتِ کاملہ سے نوازے۔ آمین

برائے ایصال ثواب

(والدین کریمین جناب ابوقاسم محمد یوسف صاحب)

(۱) عنایت علی والد محترم و مرحوم (۲) اللہ رکھی والدہ محترمہ و مرحومہ اللہ تعالیٰ ان کی قبروں کو منور فرمائے اور ان کے درجات بلند فرمائے اور تمام مومنین و مومنات کی مغفرت فرمائے۔ آمین

یا اللہ! ہمارے اعمال میں اخلاص پیدا فرما اور انہیں قبول فرما کر ہمارے نامۂ اعمال میں درج فرما، ہماری لغزشوں کو معاف فرما، ہمیں اپنے والدین کا فرماں بردار اور اطاعت گزار بنا، ہمارے والدین پر رحم فرما، ان کی بخشش فرما اور ان کو اپنی رضا اور خوشنودی عطا فرما اور ان پر اپنی لطف و کرم کی بارشیں برسا۔

یا اللہ! ہمیں علمِ نافع عطا فرما اور اس میں خیر و برکت عطا فرما۔ آمین

دعا گو۔ فقیر حقیر سراپا تقصیر

محمد یوسف کیفی (ایم۔اے)

محمد یوسف کیفی تعارف اور تصنیفات کے آئینے میں

﴿ از پروفیسر عمرانہ سجاد صدر شعبہ اردو۔ پاکستان انگلش اسکول و کالج کویت ﴾

جس شخص کے نام میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت کا کیف موجود ہو اس کا قلم بے ساختہ 'سیرتِ رسول ہاشمی' لکھنے پر تیار ہو جاتا ہے۔ مطالعہ کی کمی کا قلق دل میں ہو تو 'شوقِ ناتمام' کے ذریعے اپنے جذبات کا اظہار کرتا ہے۔ وقت کی عینک سے بدلتے ہوئے زمانے کا مشاہدہ کرے تو 'قرآن اور جدید سائنس' کا امتزاج پیش کرتا ہے۔ حیات و ممات کا فلسفہ سمجھنے اور سمجھانے کی آرزو جنم لے تو 'اقبال اور تصوف' کو ہمراہ سفر کر لیتا ہے۔ نئی نسل سے بداخلاقی کی شکایت ہو تو 'اسلامی اخلاق و تصوف' لکھ کر روحانی تسکین حاصل کرتا ہے اور اگر دورِ مادیت پرستی سے دامن بچا کر گزرنے کا خواہاں ہو تو 'کونوا مع الصادقین' اور تذکرہ نقشبندیہ مجددیہ مجیدیہ کیلئے 'کشکول نقشبندیہ' ہاتھ میں پکڑ کر عارفوں، صوفیوں، قلندروں کے نظریات و خصائل کے نقش و نگار تراشنے لگتا ہے۔

لیکن جب اس کے دل کے کسی گوشے میں یہ احساس ہوتا ہے کہ اس کا وجود، وجودِ زن کا مرہونِ منت ہے تو اس صوفی منش درویش کے قلم کا حسن، حسن یوسف کی طرح علمیت کے حسین جواہر لٹانے لگتا ہے اس میں شک نہیں کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت کا کیف اور حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن کا کیف یکجا کر دیا جائے تو محمد یوسف کیفی ہی بنتا ہے۔ تو پھر کیسے ممکن تھا کہ ان کا قلم 'تذکرہ قرآنی خواتین' پر نہ اُٹھتا۔ یوں تو اس موضوع سے متعلق بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ لیکن اختصار اور سادگی سے لکھی گئی تحریروں کی نہ صرف کمی ہوگی بلکہ عام لوگوں کی اُن تک رسائی بھی ضرور مشکل ہوگی۔

کیفی صاحب کے ساتھ درس و تدریس کے فرائض انجام دیتے ہوئے تقریباً دو سال کا عرصہ گزر چکا ہے۔ اس دوران میں نے ہمیشہ انہیں شفیق، اصولوں کے پابند، منکسر المزاج اور مدد و معاون پایا وہ میرے لئے قابل قدر ہیں۔ اُن کی تحریر پڑھ کر یہ احساس ہوتا ہے کہ انہیں صفحہ قرطاس پر حقائق کو ترتیب اور سادگی کے ساتھ پیش کرنے کا ہنر آتا ہے۔ خاص طور پر 'تذکرہ قرآنی خواتین' ان کے عمیق مطالعے کا منہ بولتا ثبوت ہے اِن شاء اللہ یہ کتاب نہ صرف تحقیق کیلئے مددگار ثابت ہوگی بلکہ ہر دور کی خواتین کی اصلاح کیلئے بہترین تحفے کے مصداق ہوگی۔ خاص طور پر اُن لوگوں کیلئے جو 'سورۂ یوسف' میں عزیزِ مصر کے قول کو پڑھ کر ہر عورت پر مکر و فریب کا لیبل چسپاں کر دیتے ہیں۔

محمد یوسف کیفی صاحب کی شخصیت کے بیان میں شدتِ عقیدت یا مبالغہ آرائی سے کام لینے کی بجائے میں ایک اجنبی کا جملہ دہراؤں گی جس نے یہ کہا تھا کہ پاکستان انگلش اسکول وکالج کویت میں محمد یوسف جیسے درویش صفت انسان کے علاوہ کچھ نہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اُن کے علم سے فیض حاصل کرنے کا موقع فراہم کرتا رہے، اس صحرا میں اُن کے خیالات کے چمن کو یونہی دینِ اسلام کی خوشبو سے مہکاتا رہے اور زورِ قلم میں روز بروز اضافہ کرے۔ گو کہ لکھنے کا ہنر بھی مجھ سے کوسوں دور ہے لیکن اُن کی شخصیت کو دیکھ کر یہ شعر ضرور یاد آتا ہے کہ ؎

بہت کچھ سکھایا ہے حالات نے
یہ درویش دنیا کا ممنون ہے

دعا کی طالبہ

عمرانہ سجاد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریظ

از مشہور دانشور، ماہر تعلیم محترم جناب سلمان نذیر احمد صاحب

پرنسپل پاکستان انگلش اسکول و کالج، الکویت

قرآن کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تحریکِ اسلامی کو تاریخی طور پر سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حالات سے مرتب فرما کر ہمارے سامنے پیش فرمایا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پہلے جستہ جستہ حالات ملتے ہیں۔ ان حالات کا نتیجہ بھی ہمارے سامنے آتا ہے۔ لیکن ان حالات کی جو ترتیب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے واقعات میں پائی جاتی ہے وہ اس سے پہلے نظر نہیں آتی۔ آج سے تقریباً پانچ ہزار برس پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اُر (Ur) کے مقام پر ایک نبی کی حیثیت سے اُٹھنا، والدین کا مخالف ہونا، بستی والوں کا دشمن ہو جانا، اُر (عراق) کے بادشاہ نمرود کا برہم ہونا، حضرت ابراہیم علیہ السلام کا آگ میں ڈالا جانا، پھر آنجناب علیہ السلام کی ہجرت، جنگلوں بیابانوں میں گھوم پھر کر اللہ کے بندوں کو تلاش کرنا اور انہیں اللہ کا پیغام پہنچانا۔ پھر مصر پہنچنا۔ مصر سے تحریک اسلامی کیلئے ایک بہترین خاتون کا ملنا پھر اولاد کی دعا، اللہ تعالیٰ کا اولاد سے نوازنا، تحریک اسلامی کے مرکزی مقام کا چنا جانا، وہیں کعبے کی تعمیر اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا وغیرہ۔

تاریخی طور پر یہ سب ثابت ہے۔ مرکزی نقطہ عروج یعنی کعبہ کی تعمیر تک پہنچتے پہنچتے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جن مرحلوں سے گزارا گیا ان مرحلوں میں عورت کے کردار کو الگ کر دیا جائے یا یوں کہئے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان مرحلوں میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو عورت کی ذات سے قوت نہ پہنچائی جاتی تو آنجناب علیہ السلام کے حالات سے تحریکِ اسلامی کی جو اوّلین تاریخ ہمیں ملی ہے وہ اس طرح نہ ہوتی۔

وجودِ زن سے ہے تصویرِ کائنات میں رنگ
اسی کے ساز سے ہے زندگی کا سوزِ دروں

(اقبال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

محترم محمد یوسف کیفی (ایم۔اے) صدر شعبۂ علوم اسلامیہ محتاجِ تعارف نہیں۔ ان کی اب تک جو کتب زیورِ طباعت سے آراستہ ہوچکی ہیں۔ ان میں سے تذکرہ نقشبندیہ مجددیہ مجیدیہ، سیرت رسولِ ہاشمی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور عبرت ناک قرآنی قصے، تجلیات سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قابلِ ذکر ہیں۔ زیرِ نظر کتاب تذکرہ قرآنی خواتین بہت کاوشوں کے بعد اب شائع ہوچکی ہے آپکی ان کتب کے علاوہ تقریباً پندرہ کتب تکمیل کے آخری مراحل میں پہنچ چکی ہیں آپ کی یہ خدمات یقیناً مبارک بادی مستحق ہیں۔ میرے لئے یہ امر باعثِ خیر وبرکت ہے کہ مجھے ان کی چاروں مذکورہ کتب پر تقاریظ لکھنے کا شرف حاصل ہوا۔ انہوں نے جب بھی اپنی اس خواہش کا اظہار کیا کہ میں ان کی کتاب پر تقریظ لکھوں تو مجھ سے انکار نہ ہوسکا یہ ان کا حسن ظن ہے اور میں برکت کے حصول کیلئے چند الفاظ رقم کر دیتا ہوں۔ کیونکہ وہ میرے کالج کے سینئر استاد ہیں اور عرصہ پینتیس سال سے طلبا و طالبات کی روحانی تربیت اور اسلامی تعلیمات سے ان کو بہرہ ور کر رہے ہیں۔ قدرت نے ان کو بے شمار صلاحیتوں سے نوازا ہے۔ سادگی اور وقار کا اعلیٰ نمونہ ہونے کے ساتھ ساتھ نہایت علمی اور علم سے محبت کرنے والی شخصیت ہیں۔ میں تو اتنا کہہ سکتا ہوں کہ محترم محمد یوسف کیفی صاحب ہمہ جہت شخصیت کے مالک ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے علم وعمل میں برکت اور ترقی نصیب کرے۔ آمین

آپ کے عرب ٹائمز (کویت) میں چھپنے والے گزشتہ اور کویت ٹائمز (کویت) کے حالیہ مضامین اسلامی عقائد و اعمال کا سادہ سلیس مگر دلنشین بیان اور کتاب وسنت سے خصوصی استفادہ کے سبب وہ بہت قابل قدر ہیں اور ان میں عبرت وبصیرت کا بڑا سامان ہوتا ہے۔ بندہ ان کے ہر مضمون کا بالاستیعاب مطالعہ کرتا ہے۔ 'قرآنی خواتین' اپنے موضوع کے لحاظ سے ایک نہایت تحقیقی کاوش اور اچھوتا اسلوب ہے۔ اگرچہ اس موضوع سے ملتی جلتی کچھ کتابیں مارکیٹ میں دستیاب ہیں اس کتاب کا معیار عام کتب سے بہت ہٹ کر نظر آتا ہے۔ قرآن حکیم نے اگر کسی خاتون کی طرف اشارہ کیا ہے تو فاضل مصنف نے قرآن وحدیث، بائبل اور تاریخ سے حوالے دے کر تفصیلی حالات تحریر کئے ہیں کہ قاری کسی قسم کی تشنگی محسوس نہیں کرتا اور نہ ڈھیروں کتابیں کھنگالنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ ایسی کتاب کو قارئین تک پہنچانا بہت مشکل کام ہے۔ کیونکہ یہ اپنے رنگ کی محققانہ بلکہ مختلف حیثیتوں سے لاجواب تالیف ہے جس میں فاضل مؤلف نے بڑے علمی اور تاریخی انداز میں 'قرآنی خواتین' کو مرتب کر کے قارئین کی علمی تشنگی کو پورا کر دیا ہے۔

ایں سعادت بزورِ بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

اللہ ربّ العزت سے دعا گو ہوں کہ ربِّ ذوالجلال ان کی مساعی مخلصانہ کو قبول فرما کر سعادتِ دارین نصیب فرمائے اور آخرت میں کامیابی وکامرانی وسرفرازی سے نوازے۔ آمین

و صلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیّدنا محمّد وآلہٖ وسلم

نیک تمناؤں کے ساتھ

سلمان پذیر احمد

پرنسپل پاکستان انگلش اسکول وکالج کویت

اُمہاتُ الانبیاء علیہم السلام

☆ حضرت حوا علیہا السلام (بنی نوع انسان کی ماں)

☆ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ محترمہ (یوکید)

☆ حضرت اسحٰق علیہ السلام کی والدہ محترم (حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا)

☆ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی والدہ محترمہ (حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا)

☆ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ محترمہ (حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا)

انبیاء علیہم السلام کی بیویوں کا کردار

☆ حضرت آدم علیہ السلام کی زوجہ (حضرت حوا علیہا السلام) ممتا کی جیتی جاگتی مثال تھیں۔

☆ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی بیوی جود و کرم میں اپنی مثال آپ تھیں۔

☆ حضرت یعقوب علیہ السلام کی بیوی نہایت وفادار اور راضی برضا رہنے والی تھیں۔

☆ حضرت ایوب علیہ السلام کی بیوی نہایت صبر کرنے والی، مخلص اور اپنے شوہر کی فرماں بردار تھیں۔

☆ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بیوی ایک پاکیزہ، حیادار اور دیانتدار خاتون تھیں۔

☆ حضرت زکریا علیہ السلام کی بیوی اللہ عزوجل کی اطاعت اور اخلاص میں بلند ترین مقام پر فائز تھیں۔

☆ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دونوں بیویاں مومن، متقی، پرہیزگار اور فرماں بردار تھیں۔

☆ حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی جو نہایت ضدی، دعوتِ توحید کا مذاق اُڑانے والی اور مومنوں کو اذیت پہنچانے والی تھی۔

☆ حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی جو شوہر کے راز کھولنے والی، بد اخلاق اور بری خصلتوں کی حامل تھی۔

حضرت حوا علیہا السلام

(زوجہ حضرت آدم علیہ السلام)

۱......قرآن وسنت کی رو سے سب سے پہلے نبی علیہ السلام کی زوجہ محترمہ۔

۲......اس کرۂ ارضی پر زندگی پانے والی سب سے پہلی خاتون۔

۳...... مرد وعورت سمیت سارے انسانوں کی ماں۔

٤......ان کا نام حوا اس لئے تھا کیونکہ ان کو ایک جاندار سے پیدا کیا گیا تھا۔ پھر اس لئے کہ وہ سارے انسانوں کی ماں تھیں۔

٥......وہ سب ماؤں کی ماں اور مامتا میں ان کیلئے ایک اعلیٰ مثال اور نمونہ تھیں۔

٦......اپنے شوہر آدم علیہ السلام کے ساتھ کعبہ مشرفہ کی تعمیر میں حصہ لیا۔

۷......ایک مرتبہ کے حمل میں ان کے یہاں دو جڑواں بچے (ایک لڑکا اور ایک لڑکی) پیدا ہوتے تھے اور ان کی شادی پھر دوسرے حمل سے پیدا ہونے والے جڑواں بچوں سے ہوتی تھی اور یوں زندگی آگے بڑھتی رہی۔

☆......ارشاد باری تعالیٰ: (ترجمہ): اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تم کو ایک جاندار سے پیدا کیا اور اس جاندار سے اس کا جوڑ پیدا کیا اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا ئیں۔ (النساء:۱)

حضرت حوا علیہا السلام

"Eve" The Mother of Mankind

اللہ تعالیٰ نے دنیا کی خلافت کے منصب پر سرفراز کرنے کیلئے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور ان کی شکل وصورت بنائی، پھر فرشتوں کو حکم دیا کہ ان کے آگے سجدہ کرو، خدا کا حکم سنتے ہی تمام فرشتے سجدے میں گر پڑے لیکن ابلیس نے جس کو اپنی کبریائی پر بڑا ناز تھا تکبر کا اظہار کیا اور اکڑ کر کہا کہ میں آگ سے پیدا کیا گیا ہوں پھر حقیری مٹی سے پیدا کیے گئے آدم کو سجدہ کیوں کروں؟ چنانچہ اس نے سجدہ کرنے سے انکار کردیا اور خدا کی نافرمانی کر بیٹھا، یہی نہیں بلکہ اس نے کہا کہ اگر تُو مجھے قیامت کے دن تک مہلت دے تو میں تیرے بندوں کو اسی طرح بہکاؤں گا اور گھات میں بیٹھ کر تیرے سیدھے سادھے راستے سے ہٹاتا رہوں گا۔ اللہ نے شیطان (ابلیس) کو مہلت دے دی اور یہ بھی کہہ دیا کہ تو میرے نیک بندوں کو گمراہ نہ کرسکے گا۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو جنت میں ٹھہرایا، آدم علیہ السلام چونکہ جنت میں اکیلے تھے اس لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کی تنہائی دور کرنے اور ان کی تسکین قلب کیلئے ان کا جوڑا حضرت حوا علیہا السلام کو پیدا کیا۔

دونوں کیلئے جنت میں تمام ضروریات مکمل کردیں اور کہہ دیا کہ جو کچھ اور جہاں سے چاہو کھاؤ لیکن اس درخت کے قریب نہ جانا۔ شیطان کے دل میں حسد کی آگ بھڑک رہی تھی اور وہ انتقام کی گھات میں لگا ہوا تھا چنانچہ اس نے دونوں کو ورغلانا اور پھسلانا شروع کردیا اور طرح طرح کے لالچ دلاتا اور کہتا کہ تمہارے ربّ نے تم دونوں کو اس درخت کے قریب ہونے سے محض اس وجہ سے روکا ہے کہ اس کا پھل کھاتے ہی تمہیں ابدی زندگی مل جائے گی اور جنت میں تمہارا قیام مستقل ہوجائے گا اور شیطان لعین نے اپنے دعویٰ میں ربّ کی قسم بھی کھائی۔ چنانچہ آدم وحوا بھی اس کی باتوں میں آگئے اور انہوں نے شجرِ ممنوعہ کا پھل کھالیا، پھل کا مزہ چکھتے ہی دونوں کے ستر ایک دوسرے کے سامنے کھل گئے اور وہ اپنے ستر کو درخت کے پتوں سے ڈھانپنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو متنبہ کیا کہ میں نے تم دونوں کو اس درخت کا پھل کھانے سے نہیں روکا تھا اور یہ نہیں بتایا تھا کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے؟ اس وقت وہ چوکنا ہوئے اور انہیں اپنی غلطی کا احساس ہوگیا فوراً ہی گڑگڑا کر معافی مانگی اور یہ دعا کی...... اے ہمارے ربّ! ہم نے اپنے اوپر ستم کیا، اب اگر تو نے ہمیں معاف نہ فرمایا اور ہم پر رحم نہ فرمایا تو یقیناً ہم تباہ ہوجائیں گے۔ (سورۃ الاعراف:۲۳)

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی اور جس مقصد کیلئے ان کی تخلیق کی تھی اسے پورا کرنے کیلئے انہیں اور شیطان (تینوں) کو دنیا میں بھیج دیا اور حکم دیا کہ تم دنیا میں ایک دوسرے کے دشمن رہوگے۔ تمہیں ایک مقررہ مدت تک دنیا میں بھیجا جارہا ہے۔ دنیا میں جو لوگ میری ہدایت کے مطابق عمل کریں گے وہ انعام سے نوازے جائیں گے اور جو کفر کریں گے اور اللہ کے رسول کو جھٹلائیں گے ان کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

قرآنی آیات اور تذکرۂ حضرت حوا علیہا السلام

ترجمہ آیات سورۃ البقرہ۔ آیات ۳۵ تا ۳۸

☆ اور ہم نے فرمایا اے آدم! رہو تم اور تمہاری بیوی اس جنت میں اور دونوں کھاؤ اس سے جتنا چاہو جہاں سے چاہو اور مت نزدیک جانا اس درخت کے ورنہ ہو جاؤ گے اپنا حق تلف کرنے والوں سے۔ (۳۵)

☆ پھر پھسلا دیا اُنہیں شیطان نے اس درخت کے باعث اور نکلوا دیا ان دونوں کو وہاں سے جہاں وہ تھے اور ہم نے فرمایا اُتر جاؤ تم ایک دوسرے کے دشمن رہو گے اور (اب) تمہارا زمین میں ٹھکانہ ہے اور فائدہ اُٹھانا ہے وقتِ مقرر تک۔ (۳۶)

☆ پھر سیکھ لئے آدم نے اپنے ربّ سے چند کلمے تو اللہ نے اس کی توبہ قبول کی بے شک وہی ہے توبہ قبول کرنے والا نہایت رحم فرمانے والا۔ (۳۷)

☆ ہم نے حکم دیا اُتر جاؤ اس جنت سے سب کے سب پھر اگر آئے تمہارے پاس میری طرف سے (پیغام) ہدایت تو جس نے پیروی کی میری ہدایت کی اُنہیں نہ تو کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ (۳۸)

ترجمہ سورۃ الاعراف۔ آیات ۱۹ تا ۲۵

☆ اور اے آدم! رہو تم اور تمہاری بیوی جنت میں اور کھاؤ جہاں سے چاہو اور مت نزدیک جانا اس (خاص) درخت کے ورنہ تم دونوں ہو جاؤ گے اپنا نقصان کرنے والوں سے۔ (۱۹)

☆ پھر وسوسہ ڈالا ان کے (دلوں میں) شیطان نے تا کہ بے پردہ کر دے ان کیلئے جو ڈھانپا گیا تھا ان کی شرم گاہوں سے اور (اُنہیں) کہا کہ نہیں منع کیا تمہیں تمہارے ربّ نے اس درخت سے مگر اس لئے کہ کہیں نہ بن جاؤ تم دونوں فرشتے یا کہیں نہ ہو جاؤ ہمیشہ زندہ رہنے والوں سے۔ (۲۰)

☆ اور قسم اُٹھائی ان کے سامنے کہ میں تم دونوں کا خیر خواہ ہوں۔ (۲۱)

☆ پس شیطان نے نیچے گرا دیا ان کو دھوکہ سے پھر جب دونوں نے چکھ لیا درخت سے تو ظاہر ہو گئیں ان پر ان کی شرم گاہیں اور چپکانے لگ گئے اپنے (بدن) پر جنت کے پتے اور ندا دی اُنہیں اُن کے ربّ نے کیا نہیں منع کیا تھا میں نے تمہیں اس درخت سے اور کیا نہ فرمایا تھا تمہیں کہ بلا شبہ شیطان تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے۔ (۲۲)

☆ دونوں نے عرض کی اے ہمارے پروردگار! ہم نے ظلم کیا اپنی جانوں پر اور اگر نہ بخشش فرمائے تو ہمارے لئے اور نہ رحم فرمائے ہم پر تو یقیناً ہم نقصان والوں سے ہو جائیں گے۔ (۲۳)

☆ اللہ تعالیٰ نے فرمایا نیچے اُتر جاؤ تم ایک دوسرے کے دشمن رہو گے اور تمہارے لئے زمین میں ٹھکانہ ہے اور نفع اُٹھانا ہے ایک وقت تک۔ (۲۴)

☆ (نیز) فرمایا اسی زمین میں تم زندہ رہو گے اور اسی میں مرو گے اور اسی سے تم اُٹھائے جاؤ گے۔ (۲۵)

﴿ترجمہ سورۂ طٰہٰ۔ آیات ۱۱۷ تا ۱۲۳﴾

☆ اور ہم نے فرمادیا اے آدم! بے شک یہ تیرا بھی دشمن ہے اور تیری زوجہ کا بھی سو (ایسا نہ ہو) کہ وہ نکال دے تمہیں جنت سے اور تم مصیبت میں پڑ جاؤ۔ (۱۱۷)

☆ بے شک تمہارے لئے یہ ہے کہ تمہیں نہ بھوک لگے گی یہاں اور نہ تم ننگے ہو گے۔ (۱۱۸)

☆ اور تمہیں نہ پیاس لگے گی یہاں اور نہ دھوپ ستائے گی۔ (۱۱۹)

☆ پس شیطان نے اُن کے دل میں وسوسہ ڈالا اُس نے کہا اے آدم! کیا میں آگاہ کروں تمہیں ہیشگی کے درخت پر اور ایسی بادشاہی پر جو کبھی زائل نہ ہو۔ (۱۲۰)

☆ سو (اس کے پھسلانے سے) دونوں نے کھا لیا اس درخت سے تو (فوراً) برہنہ ہوگئیں ان پر ان کی شرم گاہیں اور وہ چپکانے لگے اپنے (جسم) پر جنت (کے) درختوں کے پتے۔ اور حکم عدولی ہوگئی آدم سے اپنے ربّ کی سو وہ بامراد نہ ہوا۔ (۱۲۱)

☆ پھر (اپنے قرب کیلئے) چن لیا اُنہیں اپنے ربّ نے اور (عفو و رحمت سے) توجہ فرمائی اور ہدایت بخشی۔ (۱۲۲)

☆ حکم ملا دونوں اُتر جاؤ یہاں سے اکٹھے تم ایک دوسرے کے دشمن ہو گے۔ پس اگر آئے تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت تو جس نے پیروی کی میری ہدایت کی تو وہ نہ بھٹکے گا اور نہ بدنصیب ہوگا۔ (۱۲۳)

حضرت حوا علیہا السلام کی تخلیق کے بارے میں کئی اقوال ہیں۔ پہلے قول کے مطابق حضرت آدم علیہ السلام کے بعد حضرت حوا علیہا السلام کی تخلیق کی گئی۔ ایک دوسرے قول کے مطابق حضرت حوا علیہا السلام کو پہلے تخلیق کیا گیا۔ پھر آدم علیہ السلام اور حوا علیہا السلام دونوں کو جنت میں رہنے کا حکم فرمایا۔ حضرت حوا علیہا السلام کی تخلیق کے بارے میں جو باتیں تورات (کتاب پیدائش، ۲: ۱۸۔۲۳) میں بیان کی گئی ہیں یہی باتیں بخاری اور مسلم کی روایتوں میں مذکور ہیں، یعنی یہ کہ حضرت آدم علیہ السلام کی ایک پسلی نکال کر اس سے حضرت حوا علیہا السلام کو پیدا کیا گیا اور نکالی گئی پسلی کی جگہ گوشت بھر دیا۔ قرآنِ حکیم میں یوں ارشاد ہے.....لوگو اپنے ربّ سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان (Single Cell) سے پیدا کیا پھر اس (جان) سے اس کا زوج پیدا کیا۔ (سورۃ النساء: ۱)

(تفصیل ہماری کتاب 'قرآن اور سائنس' میں ملاحظہ فرمائیں۔)

قرآن حکیم میں آدم علیہ السلام اور حوا علیہا السلام کا قصہ پڑھنے سے ہمیں کئی باتیں معلوم ہوتی ہیں:۔

۱ ...... اللہ تعالیٰ نے حضرت حوا علیہا السلام کو اس لئے پیدا فرمایا تھا تاکہ حضرت آدم علیہ السلام کی تنہائی دور ہو اور ان کا دل بہلے (سکون حاصل کرے)۔ سورۂ اعراف میں ہے: وہی ہے جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اس کا جوڑا بنایا تاکہ وہ اسکے پاس سکون حاصل کرے۔ (آیت:۱۸۹)

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے عورت کی تخلیق اس مقصد سے کی ہے کہ وہ بیوی بن کر شوہر کیلئے سکون کا باعث بنے۔ قرآن حکیم نے ایک دوسری جگہ اس بات کو صراحت کے ساتھ بیان کیا ہے: اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری جنس سے بیویاں بنائیں تاکہ تم ان کے پاس سکون حاصل کرو۔ (سورۃ الروم:۲۱)

۲ ...... قرآن حکیم سے معلوم ہوتا ہے کہ شیطان نے آدم و حوا دونوں کو بہکایا، عام طور پر یہ مشہور ہو گیا تھا اور بائبل (Bible) سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ شیطان نے پہلے حوا کو بہکایا اور پھر حوا علیہا السلام نے آدم علیہ السلام کو بہکایا (شجرِ ممنوعہ کے پاس جانے کیلئے آمادہ کیا) لیکن قرآن حکیم اس بات کی تردید کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ بھٹکنے میں دونوں برابر کے شریک ہیں۔ اس میں صرف حوا کا قصور نہیں۔ فازلھما الشیطٰن پھر شیطان نے ان دونوں کو پھسلا دیا۔ (سورۃ البقرۃ:۳۶) اس سے واضح بات اور کیا ہو سکتی ہے۔ اس لئے قرآن حکیم کا فرمان ہی حرف آخر ہے۔

۳ ...... انسان سے غلطیاں سرزد ہوتی رہتی ہیں اس وقت اگر وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ و استغفار کرے اور گڑگڑا کر معافی مانگے تو اللہ تعالیٰ اس سے بہت خوش ہوتا ہے اور اسے معاف کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ انسان سے کوئی غلطی یا گناہ ہو جائے تو وہ اس پر ڈھٹائی کا رویہ اختیار نہ کرے بلکہ اس سے اپنی غلطیوں کی معافی مانگے اور اس کے سامنے سجدہ ریز ہو اور اپنی غلطی پر نادم و پشیمان ہو کر اسی کے سامنے اپنا ہاتھ پھیلا دے تو اُس وقت خدا اس کے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے اور اسے دوگنا اجر دیتا ہے۔

٤..... شیطان انسان کا شروع سے ہی دشمن ہے اسے دشمن ہی سمجھنا چاہیئے اور کبھی اس کے بہکاوے میں نہیں آنا چاہیئے۔ مگر خواہشاتِ نفس کیلئے جو ترغیبات وہ پیش کرتا ہے، ان سے دھوکہ کھا کر آدمی اسے اپنا دوست بنا لیتا ہے اور وقتی طور پر اپنے دشمن سے شکست کھا جاتا ہے اور اُس کے جال میں پھنس جاتا ہے۔ اس لئے شیطان کے بارے میں کہا گیا ہے ؎

مرے فتنے اگر شوخی پہ آئیں　　　نچاؤں انگلیوں پہ اس جہاں کو

نیک نیت کے سرزد ہونے والی خطاؤں اور غلطیوں کی بات مختلف ہے۔ اللہ تعالیٰ بہت معاف کرنے والا بخشنے والا ہے۔

محسن انسانیت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا..... یقیناً اللہ تعالیٰ نے میری خاطر میری اُمت سے بھول چوک اور اُس (کام) سے کہ جس پر وہ مجبور کیے گئے درگزر (معاف) کیا ہے۔ (ابن ماجہ، بیہقی، بروایت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

قرآن حکیم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے..... تو جو کوئی مجبور ہو جائے بشرطیکہ سرکش اور حد سے نکلنے والا نہ ہو اس پر کچھ گناہ نہیں۔ (سورۃ البقرۃ:١٧٣)

جب تری شانِ کریمی پہ نظر جاتی ہے　　　زندگی کتنے مراحل سے گزر جاتی ہے

☆ قرآن حکیم میں حضرت حوا علیہا السلام کو پیدا کرنے کا اس طرح ذکر ہے..... (اللہ) وہی ہے جس نے تم کو ایک ذات سے پیدا کیا اور اُسی ذات سے اسی کی بیوی کو بنایا تا کہ اس کی طرف سکون حاصل کرے۔ (سورۃ الاعراف:١٨٩)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، عورتوں کے ساتھ خیر خواہی اور اچھا سلوک کرو۔ کیونکہ عورت کو پسلی سے پیدا کیا گیا ہے اور پسلی میں سب سے زیادہ ٹیڑھا پن اس کے اوپر والے حصے میں ہوتا ہے، اگر تم اس کو سیدھا کرو گے تو اس کو توڑ دو گے اور اگر اس کو چھوڑو گے تو وہ ٹیڑھی رہے گی، سو عورتوں کے ساتھ خیر خواہی کرو۔ (صحیح بخاری، ج ا ص ٤٦٩ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی)

امام ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں: حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر کئی صحابہ علیہم الرضوان بیان کرتے ہیں کہ پھر ابلیس کو جنت سے نکال دیا گیا اور اس پر لعنت کی گئی اور حضرت آدم علیہ السلام کو جنت میں رکھا گیا۔ حضرت آدم علیہ السلام جنت میں تھے اور ان کو وحشت ہوتی تھی ان کی بیوی نہیں تھی جس سے ان کو سکون ملے۔ ایک دن وہ سو گئے جب وہ بیدار ہوئے تو ان کے سرہانے ایک عورت بیٹھی ہوئی تھی جس کو اللہ تعالیٰ نے ان کی پسلی سے پیدا کیا تھا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے پوچھا تم کون ہو؟ اُس نے کہا عورت۔ پوچھا تم کو کیوں پیدا کیا گیا ہے؟ کہا تا کہ تم کو مجھ سے سکون ملے۔ فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام سے پوچھا اے آدم (علیہ السلام)! اس کا نام کیا ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا، حوا۔ پوچھا آپ نے نام حوا کیوں رکھا؟ فرمایا اس لئے کہ یہ 'حیّ' (زندہ شخص) سے پیدا کی گئی ہے۔ تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اے آدم! تم اور تمہاری بیوی جنت میں رہو اور اس جنت میں سے جہاں سے چاہو خوب کھاؤ۔ (جامع البیان، ج ا ص ١٨٦)

حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام کو زمین پر کہاں اُتارا گیا

اس جگہ اور مقام کے بارے میں جہاں حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام کو اُتارا گیا متعدد روایات اور اقوال ملتے ہیں۔ کچھ علماء کرام فرماتے ہیں کہ آدم علیہ السلام کو ہندوستان میں اتارا گیا اور حوا علیہا السلام کو جدہ میں (عربی زبان میں جدۃ بولتے ہیں، جس کے معنی دادی یا نانی کے آتے ہیں۔ شاید اسی لئے اس کا نام 'جدہ' پڑ گیا۔ واللہ اعلم بالصواب) اور دونوں مزدلفہ کے مقام پر قریب آئے اور عرفات کے مقام پر دونوں نے ایک دوسرے کو پہچانا (شاید اسی لئے میدان کا نام عرفات پڑ گیا کیونکہ عرفات کے معنی ہیں پہچاننے کی جگہ۔ عرف سے)

ابن کثیر دمشقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کیا ہے کہ آدم علیہ السلام کو جبل صفا پر اتارا گیا اور حضرت حوا علیہا السلام کو جبل مروہ پر۔ اور طبری رحمۃ اللہ علیہ نے کسی جگہ کا تعین نہیں کیا بلکہ یہ کہا کہ ان سب اقوال کا کوئی ٹھوس ثبوت نہیں ملا۔ علاوہ اس کے آدم علیہ السلام کو ہندوستان میں اُتارا گیا تھا کہ علماء اسلام کو اس کی صحت سے انکار نہیں۔ (تاریخ طبری، ج ا ص ۱۸۰)

جس وقت حضرت حوا علیہا السلام جنت سے نکلیں، انہوں نے جان لیا تھا کہ اب انہوں نے سکون وسلامتی کو ہمیشہ کیلئے خیر باد کہہ دیا ہے اور زمین پر آ کر وہ اپنے شوہر حضرت آدم علیہ السلام سے مل کر زندگی کی مشقتوں اور صعوبتوں سے نبرد آزما ہونے کیلئے تیار ہوگئیں کہ یہاں ان دونوں کو اپنا پیٹ پالنے کیلئے محنت ومشقت کرنی پڑتی تھی جبکہ جنت میں دونوں نہایت فراخی اور آسودگی کے ساتھ کھاتے پیتے تھے۔

اور زمین پر آنے کے بعد ہی آدم علیہ السلام کو لوہا سازی سکھائی گئی اور کھیتی باڑی کرنے کا حکم ملا تو آدم علیہ السلام نے زمین پر ہل چلایا، بیج بویا اور کھیتی کو پانی دیا اور جب فصل تیار ہوگئی تو اسے کاٹا، سکھایا، چھانا پھٹکا اور جب دانہ الگ ہوگیا تو اسے پیسا اور اب اسکے بعد حضرت حوا علیہا السلام کی ذمہ داری شروع ہوگئی کہ انہوں نے آٹا گوندھا، پھر پکایا اور کھایا۔ (تاریخ طبری، ج ا ص ۸۳۔ تھوڑے سے تصرف کے ساتھ)

حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام کی محنت ومشقت کا یہ سفر جاری رہا اور حضرت حوا علیہا السلام نے اون (Wool) کا تنا سیکھا، جس کے بعد آدم علیہ السلام نے اپنے لئے ایک جبہ بنایا اور حضرت حوا علیہا السلام کیلئے کرتا اور دوپٹہ بنایا۔ پھر دونوں نے وہ پہنا۔ (الکامل، ج ا ص ۳۸)

ابو جعفر طبری رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام اور حوا علیہا السلام کے پاس ایک فرشتہ بھیجا تاکہ وہ انہیں بتائے کہ انہیں کیا پہننا ہے اور اپنا ستر کس طرح ڈھانپنا ہے۔

حضرت حوا علیہا السلام اور تعمیر خانہ کعبہ

حضرت حوا علیہا السلام، حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ کعبہ شریف کی تعمیر کیلئے اُٹھ کھڑی ہوئیں، جس کا اشارہ انہیں بارگاہِ ایزدی سے ملا تھا۔ اس گھر کی تعمیر میں حصہ لیا جس کو اللہ تعالیٰ نے عبادت کیلئے کرۂ ارض پر بننے والا پہلا گھر قرار دیا اور اس کو باعثِ برکت اور تمام عالم کیلئے موجبِ ہدایت بنایا اور جو اس میں داخل ہو گیا وہ محفوظ ہو گیا کہ وہ ہر خوفزدہ کیلئے پناہ گاہِ امن ہے اور زمین کے کسی خطہ کو یہ شرف حاصل نہیں۔ حضرت حوا علیہا السلام مٹی اٹھا اٹھا کر لے جاتی تھیں اور حضرت آدم علیہ السلام کی اس کام میں مدد کرتی تھیں اور ان دونوں (میاں بیوی) کا تعمیر کعبہ میں حصہ لینا سنتِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بھی ثابت ہے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو سیّدنا آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام کے پاس بھیجا اور کہلوایا کہ میرے لئے ایک عمارت تعمیر کرو۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ان کیلئے نقشہ بنایا اور آدم علیہ السلام نے کھدائی شروع کر دی اور حضرت حوا علیہا السلام وہاں سے مٹی اٹھا کر لے جاتی تھیں یہاں تک کہ وہاں پانی نکل آیا۔ پھر نیچے سے آواز آئی بس آدم اتنا کافی ہے اور پھر جب ان دونوں نے تعمیر کعبہ کا کام انجام دے لیا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آئی کہ اب اس کعبہ مشرفہ کا طواف کرو اور ان سے کہا گیا کہ تم سب سے پہلے انسان ہو اور یہ سب سے پہلا گھر (بیت اللہ) ہے۔

حضرت حوا علیہا السلام اس زمین پر بسنے والے ہر مرد و عورت کی ماں ہیں۔

حضرت حوا علیہا السلام ان تمام دوسری ماؤں کی طرح ایک ماں ہیں جو حاملہ ہوتی ہیں اور بچے پیدا کرتی ہیں اور تاریخ بشریت میں وہ سب سے پہلی بیوی ہیں اور روئے زمین پر بچے پیدا کرنے والی پہلی عورت ہیں۔ الحافظ ابو القاسم ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے کہ حضرت حوا علیہا السلام (غوطۂ دمشق) کے 'بیت لھیا' میں رہتی تھیں۔

یاقوت الحموی کا کہنا ہے کہ 'بیت لھیا' کا اصل نام 'بیت الالاھۃ' ہے اور یہ غوطۂ دمشق میں واقع ایک مشہور گاؤں ہے اور ایسا لگتا ہے کہ دمشق کا وہ علاقہ جو آج کل (قصاع) کہلاتا ہے وہی جگہ ہے جہاں پر یہ گاؤں واقع تھا۔ (واللہ اعلم)

حضرت حوا علیہا السلام کے یہاں ہر حمل کے نتیجے میں جڑواں بچے پیدا ہوتے تھے۔ ایک لڑکا اور ایک لڑکی اور اس طرح انہوں نے آدم علیہ السلام کیلئے بیس مرتبہ حمل کے دوران چالیس بچے پیدا کئے۔ بیس لڑکے اور بیس لڑکیاں۔ حضرت حوا علیہا السلام کے یہاں ایک مرتبہ کے حمل میں ایک بیٹا اور ایک بیٹی پیدا ہوتے تھے اور دوسرے حمل میں بھی ایک بیٹا اور ایک بیٹی پیدا ہوتے تھے اور ان کی آپس میں اس طرح شادیاں ہوتی تھیں کہ پہلے پیدا ہونے والے بیٹے کی شادی دوسرے حمل میں پیدا ہونے والی بیٹی کے ساتھ ہوتی تھی اور پہلے پیدا ہونے والی بیٹی کی شادی دوسرے حمل میں پیدا ہونے والے بیٹے کے ساتھ ہوتی تھی اور اس طرح سے شادی کرنا اس وقت حلال اور جائز تھا۔

حضرت حوا علیہا السلام کے یہاں پہلے دو جڑواں بچے پیدا ہوئے۔ لڑکے کا نام قابیل تھا اور ان کی بہن کا نام لیوذا یا لوذا تھا۔ اور دوسری مرتبہ جو دو جڑواں بچے پیدا ہوئے وہ ہابیل اور ان کی بہن اقلیما تھے۔

(قابیل اور ہابیل کے قصے کی تفصیل ہماری کتاب 'عبرتناک قرآنی قصے' میں ملاحظہ فرمائیں۔)

حضرت حوا علیہا السلام کا آخری سفر

ایک جمعہ کو حضرت آدم علیہ السلام انتقال فرما گئے اور حضرت حوا علیہا السلام پر غموں کا پہاڑ ٹوٹ پڑا، وہ ان کے بعد صرف ایک سال زندہ رہیں اور پھر ان کا بھی انتقال ہو گیا اور انہیں بھی حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ دفنا دیا گیا۔

مگر یہ کہ حضرت حوا علیہا السلام کا انتقال کس جگہ ہوا، اس بارے میں یقینی معلومات نہ ہو سکی۔ البتہ کچھ علماء کرام نے اشارہ دیا ہے کہ ان کی وفات بہر حال جزیرۂ عرب میں ہی ہوئی۔

ابن جبیر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے سفرنامے میں ذکر کیا ہے کہ جدہ میں ایک مقام پر ایک بہت پرانا گنبد بنا ہوا تھا، کہا جاتا ہے کہ وہ حوا علیہا السلام کا گھر تھا۔

امام فاسی رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے، شاید یہ وہی جگہ ہے جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ حضرت حوا علیہا السلام کی قبر ہے اور یہ جگہ جدہ کے مشہور مقامات میں سے ہے۔ کوئی بعید نہیں کہ حضرت حوا علیہا السلام یہاں پر ہی ہوں اور یہیں مدفون ہوں۔ واللہ اعلم

(شفاء الغرام، ج ۱ ص ۱۴۲، بحوالہ ازواج الانبیاء، ص ۵۷)

الفاکہی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ حوا علیہا السلام کی قبر جدہ میں ہے۔

اور ابن خلکان رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے، کہا جاتا ہے اُم البشر حضرت حوا علیہا السلام کی قبر جدہ میں ہے اور نمایاں ہے۔ لوگ اس کی زیارت کرنے جاتے ہیں۔ (وفیات الاعیان، ج ۵ ص ۳۸۹، بحوالہ ایضاً)

بڑھیا عورتوں کی خدمت

حدیث شریف میں ہے کہ بڑھیا عورتوں اور مسکینوں کی خدمت کرنے کا ثواب اتنا ہی بڑا ہے جتنا کہ خدا کی راہ میں جہاد کرنے والے کو اور ساری رات عبادت میں مستعدی کے ساتھ کھڑے ہونے والے کو اور لگاتار روزہ رکھنے والے کو ثواب ملتا ہے۔ (مشکوٰۃ، ج ۲ص ۴۲۲، اصح المطابع)

ماں باپ کی خدمت کرنا

حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے سنا کہ وہاں کوئی شخص قرآن مجید کی قرأت کررہا ہے۔ جب میں نے دریافت کیا کہ یہ قرأت کرنے والا کون ہے؟ تو فرشتوں نے بتایا کہ یہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابی حارثہ بن نعمان ہیں۔ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے میرے صحابیو! دیکھ لو۔ یہ ہے نیکوکاری اور ایسا ہوتا ہے اچھے سلوک کا بدلہ۔ حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب لوگوں سے زیادہ بہترین سلوک اپنی والدہ ماجدہ کے ساتھ کرتے تھے۔ (مشکوٰۃ، ج ۲ص ۴۱۹، اصح المطابع)

اور دوسری حدیث میں ہے کہ خدا کی خوشی باپ کی خوشی میں اور خدا کی ناراضگی باپ کی ناراضگی میں ہے۔ (ایضاً)

لڑکیوں کی پرورش کرنا

رسولِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص تین لڑکیوں کی اس طرح پرورش کرے کہ ان کو آداب سکھائے اور ان پر مہربانی کا برتاؤ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو ضرور جنت میں داخل فرمائیگا۔ یہ ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سن کر صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا کہ اگر کوئی شخص دو لڑکیوں کی پرورش کرے تو ارشاد فرمایا کہ اس کیلئے بھی یہی اجر و ثواب ہے۔ یہاں تک کہ کچھ لوگوں نے سوال کیا کہ اگر کوئی شخص ایک لڑکی کو پالے (پرورش کرے)؟ تو جواب میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کیلئے بھی یہی ثواب ہے۔ (مشکوٰۃ، ج۲ص۴۲۳، اصح المطابع)

بیٹیاں جہنم سے پردہ بنیں گی

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان فرمایا کہ میرے پاس ایک عورت اپنی دو بیٹیوں کو لے کر بھیک مانگنے کیلئے آئی تو ایک کھجور کے سوا اس نے میرے پاس کچھ نہ پایا۔ وہی ایک کھجور میں نے اس کو دیدی تو اس نے اس ایک کھجور کو اپنی دونوں بیٹیوں کے درمیان تقسیم کردیا اور خود نہیں کھایا اور چلی گئی۔ اس کے بعد جب رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکان میں تشریف لائے اور میں نے اس واقعہ کا تذکرہ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص ان بیٹیوں کے ساتھ مبتلا (آزمایا) کیا گیا اور اس نے ان بیٹیوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا تو یہ بیٹیاں اس کیلئے جہنم سے پردہ اور آڑ بن جائیں گی۔ (مشکوٰۃ، ج۲ص۴۲۱)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ محترمہ 'یوکید'

فرعونِ مصر ایک بہت ہی ظالم و جابر بادشاہ گزرا ہے۔ اس کے ظلم و جبر ہی کی وجہ سے تمام لوگ اس سے اچھی طرح واقف ہیں وہ خود خدا بن بیٹھا تھا اور اپنے آپ کو انا ربکم الاعلیٰ 'میں تمہارا سب سے بڑا ربّ ہوں' کہتا تھا۔ بنی اسرائیل سے تو اسے خاص طور پر نفرت تھی۔ انہیں ہر روز دردناک سزائیں دیا کرتا تھا اور چوپایوں کی طرح ان سے خدمت لیتا۔

ایک دن نجومیوں نے فرعون سے کہا کہ بنی اسرائیل میں ایک ایسا بچہ پیدا ہونے والا ہے جو تمہاری سلطنت کو ختم کر دے گا۔ فرعون نے حکم دیا کہ بنی اسرائیل میں پیدا ہونے والے ہر بچے کو قتل کر دیا جائے۔ ہر روز ہزاروں ماؤں کے بچوں کو بے دریغ قتل کر دیا جاتا۔ لیکن خدا کی خدائی میں کون دخل اندازی کر سکتا ہے؟ جس بات سے فرعون ڈر رہا تھا اور جس سے بچنے کیلئے اس نے نئی نئی ترکیبیں نکالی تھیں وہ ہو کر رہی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو ان کی ماں بہت گھبرائیں کہ کہیں فرعونی میرے بچے کو قتل نہ کر دیں۔ اس کیلئے وہ برابر اللہ تعالیٰ سے دعا کرتی رہیں اور بچے کی جان بچانے کیلئے مضطرب اور بے چین ہو گئیں۔ اللہ نے اُنہیں الہام کیا کہ بچہ پیدا ہونے کے بعد اسے دودھ پلاؤ اور جب راز فاش ہو جانے کا خوف ہو تو ایک صندوق میں رکھ کر دریائے نیل (River Nile) میں بہا دینا اور یہ بھی وعدہ کیا کہ اللہ ایک دن ضرور اسے اپنی والدہ سے ملا دے گا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ اشارہ ملتے ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے اپنے کلیجے پر پتھر رکھ کر اپنے ننھے منّے بچے (موسیٰ) کو صندوق میں بند کیا اور 'بسم اللہ' کہہ کر اسے دریائے نیل کے حوالے کر دیا اور خدا کے وعدے پر صبر کر کے بیٹھ گئیں۔ وہ صندوق پانی پر تیرتا ہوا فرعون کے محل تک پہنچ گیا، اسوقت بادشاہ (فرعون) دریائے نیل کے خوشنما مناظر سے لطف اندوز ہو رہا تھا اُس نے ملازموں کو کہا کہ اس صندوق کو پانی سے نکال کر لاؤ۔ صندوق کھولنے پر معلوم ہوا کہ اس میں ایک ننھا منا اور معصوم بچہ ہے۔ ملکہ (فرعون کی بیوی جس کا نام آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھا) نے اس بچہ کو دیکھا تو اُسے بہت ہی اچھا لگا، اس نے فرعون سے اصرار کر کے بچے کو لے لیا اور اپنا بیٹا بنا لیا۔

اس طرح موسیٰ (علیہ السلام) کی پرورش بادشاہِ مصر (فرعون) کے گھر ہونے لگی۔ اب بچے کو دودھ پلانے کا مسئلہ تھا۔ اس کیلئے عورتیں بلائی گئیں مگر بچہ کسی کا دودھ نہ پیتا تھا، پورے شہر میں اس کا چرچا ہو گیا۔ موسیٰ علیہ السلام کی بہن نے بھی اس اعلان کو سنا، وہ ملکہ کی خدمت میں گئیں اور کہا کہ میں ایک ایسی عورت کو جانتی ہوں جس کا دودھ ہر بچہ پی لیتا ہے۔ اُمید ہے کہ یہ بچہ بھی اسے قبول کر لیگا۔ اس طرح وہ اپنی ماں کو فرعون کے گھر بلا لائیں، موسیٰ نے فوراً اس کا دودھ پی لیا۔ لوگ شک کی نظر سے (والدۂ موسیٰ) کو دیکھنے لگے تو موسیٰ کی والدہ نے کہا کہ میں ایک صاف ستھری عورت ہوں ہر بچہ مجھ کو قبول کر لیتا ہے۔ اس طرح چند دِنوں کے بعد ہی موسیٰ پھر دوبارہ اپنی ماں کے پاس لوٹ آئے۔ (حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ ایک محترم صاحبِ الہام خاتون تھیں۔)

قرآن حکیم میں صرف یہیں تک موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا تذکرہ ملتا ہے اور اس سے زیادہ حالات نہیں ملتے۔ بعض اسرائیلی روایات میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ محترمہ کا نام 'یوکابد' یا 'یوکبد' بھی مذکور ہے۔

بصیرتیں اور عبرتیں

اس واقعہ سے ہمیں درج ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں:۔

☆ جس کو اللہ رکھے اس کو کون چکھے یعنی فرعون نے اپنی بادشاہت چلے جانے کے ڈر سے ہزاروں بچوں کو قتل کرایا مگر جس بچے کے ہاتھوں اس کی بادشاہت چھن جانی تھی اس کی پرورش خود اس کے محل میں ہوئی۔

☆ ایک مسلمان کو اللہ تعالیٰ کا حکم ماننے میں اسی طرح سبقت کرنا جس طرح کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں نے کیا' اُنہیں اللہ نے موسیٰ کو دریا میں ڈال دینے کا اشارہ کیا تو وہ فوراً اس پر تیار ہوگئیں اور اس کے انجام کی مطلق پرواہ نہ کی اور بالکل نہ سوچا کہ وہ بہہ کر پتا نہیں کہاں جائے گا اور اس کا کیا حشر ہو؟ توریت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ محترمہ کا نام 'یوکبد' مذکور ہے۔توریت میں یہ بھی آیا ہے کہ لڑکی (موسیٰ علیہ السلام کی بہن) گئی اور لڑکے کی ماں کو بلایا۔فرعون کی بیٹی نے اُس سے کہا کہ اس لڑکے کو لے اور میرے لئے دودھ پلا۔میں تجھے درماہہ (غالباً اُس زمانے کے سکے کا نام ہے) دوں گی۔اس عورت نے لڑکے کو لیا اور دودھ پلایا۔ (خروج۔۲:۸-۹)

توریت میں موسیٰ علیہ السلام کو دریا کے سپرد کرنے کا واقعہ یوں بیان ہوا ہے..... وہ عورت حاملہ ہوئی اور بیٹا جنا اور اس نے اسے خوبصورت دیکھ کر تین مہینے تک چھپا رکھا اور جب آگے کو نہ چھپا سکی تو اُس نے سرکنڈوں کا ایک ٹوکرا بنایا اور اس پر 'لاسا' اور 'رال' لگایا اور لڑکے کو اس میں رکھا اور اس نے اسے دریا کے کنارے پر بہاؤ میں رکھ دیا۔ (خروج۔۲:۱۔۳)

توریت میں ہے کہ یہ خاتون (حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ محترمہ) لاوی بن یعقوب علیہ السلام کی نسل سے تھیں۔

قرآنی آیات اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا تذکرہ

سورۂ طٰہٰ۔ آیات ۳۸ تا ۴۰

☆ جب ہم نے وہ بات اِلہام کی تمہاری ماں کو جو الہام ہی کیے جانے کے قابل تھی۔ (۳۸)

☆ یہ کہ رکھ دو اس معصوم بچے کو صندوق میں پھر ڈال دو اس صندوق کو دریا میں پھینک دے گا اسے دریا ساحل پر پھر پکڑے گا وہ شخص جو میرا بھی دشمن ہے اور اس بچے کا بھی دشمن ہے اور (اے موسیٰ!) میں نے پرتو ڈالا تجھ پر محبت کا اپنی جناب سے (تاکہ جو دیکھے فریفتہ ہو جائے اور اس تدبیر کا منشاء یہ تھا) کہ آپ کی پرورش کی جائے میری چشم (کرم) کے سامنے۔ (۳۹)

☆ یاد کرو جب چلتے چلتے آئی آپ کی بہن اور کہنے لگی (فرعون کے اہل خانہ سے) کیا میں بتاؤں تمہیں وہ عورت جو اس کی پرورش کر سکے۔ پس (یوں) ہم نے آپ کو لوٹا دیا آپ کی ماں کی طرف تاکہ (آپ کو دیکھ کر) اپنی آنکھ ٹھنڈی کرے اور غمناک نہ ہو اور (تمہیں یاد ہے جب) تو نے مار ڈالا تھا ایک شخص کو۔ پس ہم نے نجات دی تھی تمہیں غم واندوہ سے اور ہم نے تمہیں اچھی طرح جانچ لیا تھا۔ پھر تم ٹھہرے رہے کئی سال اہل مدین میں پھر تم آ گئے ایک مقررہ وعدہ پر اے موسیٰ! (۴۰)

سورۃ القصص۔ آیات ۷ تا ۱۲

☆ اور ہم نے الہام کیا موسیٰ کی والدہ کی طرف کہ اسے (بے خطر) دودھ پلاتی رہ۔ پھر جب اس کے متعلق تمہیں اندیشہ لاحق ہو تو ڈال دینا اسے دریا میں اور نہ ہراساں ہونا اور نہ غمگین ہونا۔ یقیناً ہم لوٹا دیں گے اسے تیری طرف اور ہم بنانے والے ہیں اسے رسولوں میں سے۔ (۷)

☆ پس (دریا سے) نکال لیا اسے فرعون کے گھر والوں نے تاکہ (انجام کار) وہ ان کا دشمن اور باعث رنج والم بنے۔ بے شک فرعون، ہامان اور ان کے لشکری خطا کار تھے۔ (۸)

☆ اور کہا فرعون کی بیوی نے (اے میرے سرتاج!) یہ بچہ تو میری اور تیری آنکھوں کیلئے ٹھنڈک ہے، اسے قتل نہ کرنا۔ شاید یہ ہمیں نفع دے یا ہم اُسے اپنا فرزند بنا لیں اور وہ (اس تجویز کے انجام کو) نہ سمجھ سکے۔ (۹)

☆ اور موسیٰ کی ماں کا دل بے قرار ہو گیا۔ قریب تھا کہ وہ ظاہر کر دے اس راز کو اگر ہم نے مضبوط نہ کر دیا ہوتا اُس کے دل کو تاکہ وہ بنی رہے اللہ کے وعدہ پر یقین کرنے والی۔ (۱۰)

☆ اور اُس نے کہا موسیٰ کی بہن سے کہ اس کے پیچھے پیچھے ہو لے پس وہ اُسے دیکھتی رہی دور سے۔ اور وہ اس (حقیقت) کو نہ سمجھتے تھے۔ (۱۱)

☆ اور ہم نے حرام کر دیں اس پر ساری دودھ پلانے والیاں اس سے پہلے تو موسیٰ کی بہن نے کہا کیا میں پتا دوں تمہیں ایسے گھر والوں کا جو اس کی پرورش کریں تمہاری خاطر اور وہ اس بچہ کے خیر خواہ بھی ہوں گے۔ (۱۲)

انسان کی تیس غلطیاں

(۱) اس خیال میں ہمیشہ مگن رہنا کہ جوانی اور تندرستی ہمیشہ رہے گی۔

(۲) مصیبتوں میں بے صبر بن کر چیخ وپکار کرنا۔

(۳) اپنی عقل کو سب سے بڑھ کر سمجھنا۔

(٤) دشمن کو حقیر سمجھنا۔

(٥) بیماری کو معمولی سمجھ کر شروع میں علاج نہ کرنا۔

(٦) اپنی رائے پر عمل کرنا اور دوسروں کے مشوروں کو ٹھکرا دینا۔

(۷) کسی بدکار کو بار بار آزما کر بھی اس کی چاپلوسی میں آجانا۔

(۸) بیکاری میں خوش رہنا اور روزی کی تلاش نہ کرنا۔

(۹) اپنا راز کسی دوسرے کو بتا کر اسے پوشیدہ رکھنے کی تاکید کرنا۔

(۱۰) آمدنی سے زیادہ خرچ کرنا۔

(۱۱) لوگوں کی تکلیفوں میں شریک نہ ہونا اور ان سے امداد کی اُمید رکھنا۔

(۱۲) ایک دو ہی ملاقات میں کسی شخص کی نسبت کوئی اچھی یا بری رائے قائم کرلینا۔

(۱۳) والدین کی خدمت نہ کرنا اور اپنی اولاد سے خدمت کی اُمید رکھنا۔

(١٤) کسی کام کو اس خیال سے ادھورا چھوڑ دینا کہ پھر کسی وقت مکمل کرلیا جائے گا۔

(١٥) ہر شخص سے بدی کرنا اور لوگوں سے اپنے لئے نیکی کی توقع رکھنا۔

(١٦) گمراہوں کی صحبت میں اُٹھنا بیٹھنا۔

(۱۷) کوئی عمل صالح کی تلقین کرے تو اس پر دھیان نہ دینا۔

(۱۸) خود حرام وحلال کا خیال نہ رکھنا اور دوسروں کو بھی اس راہ پر لگانا۔

(۱۹) جھوٹی قسم کھا کر، جھوٹ بول کر، دھوکہ دے کر اپنی تجارت کو فروغ دینا۔

(۲۰) علم دین اور دینداری کو عزت نہ سمجھنا۔

(۲۱) خود کو دوسروں سے بہتر سمجھنا۔

(۲۲) فقیروں اور سائلوں کو اپنے دروازہ سے دھکا دے کر بھگا دینا۔

(۲۳) ضرورت سے زیادہ بات چیت کرنا۔

(٢٤) اپنے پڑوسیوں سے بگاڑ رکھنا۔

(٢٥) بادشاہوں اور امیروں کی دوستی پر اعتبار کرنا۔

(٢٦) خواہ مخواہ کسی کے گھریلو معاملات میں دخل دینا۔

(۲۷) بغیر سوچے سمجھے بات کرنا۔

(۲۸) تین دن سے زیادہ کسی کا مہمان بننا۔

(۲۹) اپنے گھر کا بھید دوسروں پر ظاہر کرنا۔

(۳۰) ہر شخص کے سامنے اپنے دُکھ ودرد بیان کرنا۔

عبادت کی شان

رحمتِ کبریا عبادت ہے ‏ ‏ ‏ ‏ راحتِ مصطفیٰ عبادت ہے
حسنِ نورِ خدا عبادت ہے ‏ ‏ ‏ ‏ طلعتِ جاں فزا عبادت ہے
حاصلِ زیست معرفت حق کی ‏ ‏ ‏ ‏ خلق کا مدعا عبادت ہے
دونوں عالم کا بھلا اس سے ‏ ‏ ‏ ‏ دولت بے بہا عبادت ہے
یہ خدا سے تجھے ملائے گی ‏ ‏ ‏ ‏ قبلہ حق نما عبادت ہے
روشنی معرفت کی گر چاہو ‏ ‏ ‏ ‏ چشم دل کی دوا عبادت ہے
روح کو ملتی ہے توانائی ‏ ‏ ‏ ‏ ہر مرض کی دوا عبادت ہے

اعظمی کر علاج عصیاں کا
معصیت کی شفا عبادت ہے

(جنتی زیور، صفحہ ۱۱۸)

حضرت سارہ علیہا السلام

۱......حضرت اسحاق علیہ السلام کی والدہ ماجدہ اور حضرت یعقوب علیہ السلام کی دادی جان۔

۲......روئے زمین کی خوبصورت و حسین ترین اور غیرت مند خاتون۔

۳......بانجھ تھیں اور پھر انہوں نے وہ بشارت سنی جو فرشتوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دی تھی (نیک و صالح اولاد پیدا ہونے کی۔)

٤......مومن و متقی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے شاہِ مصر کے شر سے ان کی حفاظت فرمائی۔

۵......اپنے شوہر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی فرماں بردار اور ان سے شدید محبت کرنے والی بیوی۔

٦......ایسی عظیم خاتون ہیں جنہیں ملائکہ کرام کے ساتھ گفتگو کرنے کا شرف حاصل ہوا اور ملائکہ کرام نے ان سے گفتگو فرمائی۔

۷......حضرت حوا علیہا السلام کے بعد سے حضرت سارہ علیہا السلام کے دور تک' حضرت سارہ علیہا السلام سے بہتر کوئی خاتون نہیں گزری۔ (البدایۃ والنہایۃ، ج ۱ ص ۱۵۴)

۸......اسحاق علیہ السلام کی پیدائش کے وقت حضرت سارہ علیہ السلام کی عمر ننانوے سال جبکہ ابراہیم علیہ السلام کی عمر اس وقت سو سال تھی۔ (القرطبی، ۴۷/۱۷)

حضرت سارہ علیہا السلام

(حضرت اسحٰق علیہ السلام کی والدہ محترمہ)

حضرت سارہ (Sarah) رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پہلی بیوی ہیں۔ حضرت اسحاق علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیائے کرام آپ ہی کی نسل سے تھے۔ آپ کا شمار ان عظیم الشان خواتین میں ہوتا ہے جنہوں نے انتہائی صبر و شکر کے ساتھ اللہ کے راستے میں تمام تکلیفیں برداشت کیں۔ اللہ ہی کیلئے گھر بار اور رشتے دار چھوڑے اور مسافرت کی زندگی اختیار کی اور طرح طرح کی آزمائشیں برداشت کیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب اپنی قوم کو اللہ کی طرف بلایا تو اُس وقت جن لوگوں نے آپ علیہ السلام کی دعوت پر لبیک کہا اور آپ علیہ السلام پر ایمان لائے ان میں سرفہرست آپ علیہ السلام کی بیوی حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں وہ آپ پر ایمان لائیں اور آپ علیہ السلام کا ساتھ دیتی رہیں۔ پھر جب آپ علیہ السلام کی قوم نے آپ علیہ السلام کی دعوت ماننے سے انکار کردیا اور آپ علیہ السلام ان سے بالکل مایوس ہوگئے تو اللہ کی دعوت کو دوسرے لوگوں میں عام کرنے اور اپنے دنیا میں مبعوث کئے جانے کے مقصد کو پورا کرنے کیلئے ہجرت کی، اس وقت بھی آپ علیہ السلام کی محبوب اور وفادار بیوی حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور آپ علیہ السلام کے بھتیجے حضرت لوط علیہ السلام آپ کے ساتھ تھے۔ اس وقت حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے والدین، عزیز و اقارب، گھر بار اور مال و دولت کو چھوڑ کر، سفر کی تمام تکالیف کو نظر انداز کرتے ہوئے اور اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے شوہر کے ساتھ نکل پڑیں، راستے میں کوئی جائے پناہ نہ تھی اور نہ کھانا پانی میسر تھا لیکن وہ اپنے شوہر کے ساتھ تپتی ہوئی ریت کے سفر اور گرمی کی شدت کو خندہ پیشانی سے برداشت کرتے ہوئے اور اللہ پر توکل کرتے ہوئے اسی کے راستے پر گامزن رہیں اور برابر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ساتھ دیتی رہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی بیوی سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ اللہ کے پیغام کو عام کرنے کی غرض سے مصر بھی گئے، وہاں حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ایک بہت بڑی آزمائش سے دوچار ہونا پڑا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حسین و جمیل تھیں، مصر کے بادشاہ فرعون نے آپ کی خوبصورتی کے بارے میں سنا تو پہلے اُس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بلا کر دریافت کیا، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بتایا کہ وہ میری (دینی) بہن ہیں پھر اُس نے حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بلایا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر دست درازی کرنا چاہی لیکن اللہ کی قدرت کہ فرعون کے ہاتھ شل ہوگئے، اس طرح تین بار ایسا ہوتا رہا، ہر بار فرعون کے ہاتھ شل ہوجاتے اور اس طرح اللہ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عصمت پر ذرا سا بھی حرف نہ آنے دیا، یہ دیکھ کر فرعون نے خود گڑگڑا کر معافی مانگی اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں اپنی بیٹی ہاجرہ پیش کردی اور کہا کہ یہ میری بیٹی ہاجرہ آپ کے پاس خادمہ کی حیثیت سے رہے یہ اس کے میرے پاس رہنے سے بہتر ہے۔ اس موقع پر بھی حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اعلیٰ کردار کی ایک جھلک ملاحظہ کیجئے:۔

حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ کوئی پست سلوک نہیں کیا، ان کے ساتھ خادمہ کی حیثیت سے برتاؤ نہیں کیا بلکہ انہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زوجیت میں دے دیا اور اُنہیں اپنی سوتن کی حیثیت سے برداشت کیا۔ اس موقع پر اگر کوئی دوسری عورت ہوتی تو اس سے ہرگز ایسے کردار کی توقع نہیں کی جاسکتی تھی۔

کچھ دِنوں کے بعد حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اللہ تعالیٰ نے ایک چاند سا بیٹا عطا کیا جس کا نام 'اسمٰعیل' رکھا گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بھی امتحان لینا تھا۔ اس لئے انہیں حکم دیا کہ اپنے بیٹے اور بیوی ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بیابان میں چھوڑ آؤ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اس آزمائش میں پورے اُترے اور اللہ کے حکم کی تعمیل کی...... لیکن یہودیوں نے اپنی خیانت اور خباثت کی وجہ سے واقعات کو مسخ کر کے حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف وہ بات منسوب کردی جس کا ان سے تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ ان (یہودیوں) کے قول کے مطابق حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے یہاں کوئی اولاد نہیں ہوئی تھی کہ جب حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے تو اُنہیں ہاجرہ سے حسد ہونے لگا اور اس حسد کی وجہ سے اُنہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے خلاف بھڑکایا اور اُنہیں گھر سے نکال دینے پر مجبور کیا۔ چنانچہ ابراہیم علیہ السلام نے ہاجرہ کو کچھ کھجوریں اور تھوڑا سا پانی دے کر اسماعیل علیہ السلام کے ساتھ گھر سے نکال دیا اور وہ بیابان میں بھٹکتی پھریں۔

قارئین محترم! قرآنِ حکیم سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ خود اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ساتھ حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بیابان میں بسانے کا حکم دیا تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اس آزمائش میں پورے اُترے تو اللہ نے خوش ہو کر انہیں ایک اور لڑکے کی بشارت دی۔ انہیں دِنوں قوم لوط علیہ السلام کی سرکشی کی بنا پر اللہ نے اس کو ہلاک کرنے کا فیصلہ کرلیا تھا۔ چنانچہ قوم لوط علیہ السلام کے ہلاک کرنے کی خبر اور حضرت اسحاق کی ولادت کی بشارت لے کر فرشتے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے گھر انسانوں کی شکل میں پہنچے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے دروازے پر اجنبی لوگوں کو دیکھ کر متعجب ہوئے۔ ان کا استقبال کیا۔ ان کی خاطر مدارت کیلئے بچھڑا ذبح کیا اور کھانا تیار کروا کر اُن کے آگے پیش کیا مگر جب اُنہوں نے دیکھا کہ اجنبی مہمان نہیں کھا رہے ہیں تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی حیرت کا اظہار کیا۔ اُس وقت فرشتوں نے اپنے آنے کا مقصد بتلایا اور ایک دوسرے بیٹے حضرت اسحاق کی ولادت کی بشارت دی۔ حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی پاس کھڑی تھیں۔ وہ حیرت سے کہنے لگیں کہ اب میرے بچہ پیدا ہوگا؟ جبکہ میرے شوہر بوڑھے ہوگئے ہیں اور میں بانجھ ہوں۔ فرشتوں نے کہا کہ اللہ کی یہی مرضی ہے۔ بالآخر دوسرے سال حضرت اسحاق علیہ السلام کی ولادت باسعادت ہوئی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت اسحاق علیہ السلام کے ساتھ شام میں رہتے تھے۔ کبھی کبھی حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور اسمٰعیل علیہ السلام کی خبر گیری کرنے مکہ مکرمہ (جو اس وقت بے آب و گیاہ وادی تھی) چلے جایا کرتے تھے اور اپنے ماننے والوں میں بھی دورہ کرتے تھے اور ان کی خیریت دریافت کرتے۔

جس وقت فرشتوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اسحاق علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام کی پیدائش کی خوشخبری دی تو اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر مبارک ایک سو بیس سال تھی اور حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر مبارک نوے یا ننانوے سال کی تھی۔ حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو خوشخبری دینے کی وجہ یہ تھی کہ اولاد کی خوشی عورتوں کو مردوں سے زیادہ ہوتی ہے اور نیز یہ بھی سبب تھا کہ حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے کوئی اولاد نہ تھی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے فرزند حضرت اسمٰعیل علیہ السلام موجود تھے اس بشارت کے ضمن میں ایک بشارت یہ بھی تھی کہ حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر اتنی دراز ہوگی کہ وہ پوتے (حضرت یعقوب علیہ السلام) کو بھی دیکھیں گی۔ (سبحان اللہ!)

حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال شام (Syria) میں ہبرون (Hibron) کے مقام پر ہوا اور وہیں مدفون ہوئیں۔ بعض نے لکھا ہے کہ 'خلیل الرحمٰن' میں اپنے شوہر نامدار کے قریب مدفون ہوئیں۔

حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زندگی سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ اللہ کے راستے میں کسی بھی چیز کو قربان کرنے سے دریغ نہیں کرنا چاہئے اور تقدیر پر راضی برضا رہنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں آپ کی سیرت سے سبق حاصل کرنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق نصیب کرے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

توریت میں ان کا ذکر اس طرح آیا ہے...... اور ابراہام اور سرؔہ جو بوڑھے اور بہت دن کے تھے اور سرہ سے عورتوں کی معمولی عادت موقوف ہوگئی تھی، تب سرہ نے اپنے دل میں ہنس کر کہا کہ بعد اس کے میں ضعیف ہوگئی اور میرا خاوند بھی بوڑھا ہوا، کیا مجھ کو خوشی ہوگی۔ (پیدائش ۱۸:۱۱-۱۲)

اسرائیلی روایات کے مطابق آپ بڑی حسین خاتون تھیں اور بہت بڑی عمر تک اولاد سے محروم رہی تھیں۔ (جیوش انسائیکلوپیڈیا)

ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر مفسرین کے مطابق سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چچا حاران کی بیٹی تھیں اس لئے چچازاد بہن بھی تھیں۔ (تفصیلات کیلئے ہماری کتاب 'تاریخ انبیائے قرآن' ملاحظہ فرمائیں)

بعض نے لکھا ہے کہ حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ کی پہلی بیوی تھیں۔ وہ ایک بادشاہ کی بیٹی تھیں اور عجیب حالات میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عقدِ نکاح میں آئیں۔ واقعہ یوں ہے:۔

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام ملکِ عراق سے ہجرت کر کے شام کی طرف روانہ ہوئے، راستے میں ان کا گزر ایک ایسے شہر میں ہوا جہاں میلے یا جشن کی کیفیت تھی۔ لوگ بیش قیمت ملبوسات سے آراستہ ادھر ادھر پھر رہے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ ہنگامہ طرب کیا ہے؟ انہیں بتایا گیا کہ یہاں کے بادشاہ کی بیٹی نے اپنا شوہر خود منتخب کرنے کا اعلان کیا ہے۔ چنانچہ اس غرض کیلئے بادشاہ کی بیٹی کو دوپہر کے وقت سوار ہو کر لوگوں کے ہجوم سے گزرنا ہے۔ ابھی تک اس کی نظرِ انتخاب کسی پر نہیں پڑی۔ اب اُس کے آنے کا وقت ہوا ہی چاہتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام حیران ہو کر لوگوں کی گفتگو سن رہے تھے کہ شہزادی کی سواری آپہنچی۔ اُس کی نظر اچانک حضرت ابراہیم علیہ السلام پر پڑی۔ صحت مند جسم اور چہرہ جلالِ نبوت سے منور۔ فوراً اعلان کر دیا کہ میری شادی اس اجنبی مسافر سے ہوگی۔ شاہی کارندے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بادشاہ کے محل میں لے گئے۔ بادشاہ اپنی بیٹی کا انتخاب دیکھ کر حیران رہ گیا۔ اس کا خیال تھا کہ اس کا ہونے والا داماد کوئی صاحبِ ثروت اور امیر کبیر ہوگا۔ اب جو سادہ کپڑوں میں ملبوس ایک نادار آدمی کو دیکھا تو بہت افسوس ہوا۔ حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بارہا سمجھایا کہ تیرا اس درویش مسافر سے جوڑ نہیں۔ اپنا ارادہ ترک کر دے لیکن حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنی بات پر جمی رہیں۔ چنانچہ مجبوراً بادشاہ نے اپنی لختِ جگر کی شادی حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کر دی۔

علامہ عبد الرحمٰن ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ لوگوں نے کہا کہ سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، ملکا بنت ہاران کی بہن تھیں اور بعضوں نے لکھا ہے کہ یہ شاہ حران کی بیٹی تھیں۔ دینِ ابراہیمی قبول کرنے کی وجہ سے ان کی قوم نے ان پر طعنہ زنی کی تو ابراہیم علیہ السلام نے ان سے اس شرط پر عقد کر لیا کہ ان کو کوئی کسی قسم کی تکلیف نہ دے گا۔ لیکن توریت میں ہے کہ سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سرزمین کلدانیین سے ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ حرانؔ آئیں اور یہاں پر ابراہیم علیہ السلام سے ان کا عقد ہوا۔

سہیلی رحمۃ اللہ علیہ (علامہ) نے لکھا ہے کہ سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہاران ابنِ ناحور کی بیٹی تھیں جو ابراہیم علیہ السلام کے چچا تھے اور جس ہارانؔ کے لوط علیہ السلام لڑکے ہیں وہ تارحؔ ابن ناحورؔ کا لڑکا ہے اور زمانہ قیام حران میں تارح کا دوسو پچاس برس کی عمر میں انتقال ہوگیا۔

قرآنی آیات اور تذکرۂ حضرت سارہ علیہا السلام

﴿سورۂ ھود۔ آیات ۶۹۔۷۵﴾

☆ اور بلاشبہ آئے ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) ابراہیم علیہ السلام کے پاس خوشخبری لے کر اُنہوں نے کہا (اے خلیل!) آپ پر سلام ہو۔ آپ نے فرمایا تم پر بھی سلام ہو۔ پھر آپ جلدی لے آئے (ان کی ضیافت کیلیے) ایک بچھڑا بھنا ہوا۔ (۶۹)

☆ پھر جب دیکھا کہ ان کے ہاتھ نہیں بڑھ رہے کھانے کی طرف تو اجنبی خیال کیا انہیں اور دل ہی دل میں ان سے اندیشہ کرنے لگے۔ فرشتوں نے کہا ڈریئے نہیں ہمیں تو بھیجا گیا ہے قوم لوط کی طرف۔ (۷۰)

☆ اور آپ کی اہلیہ (سارہ پاس) کھڑی تھیں وہ ہنس پڑیں تو ہم نے خوشخبری دی سارہ کو اسحاق کی اور اسحاق کے بعد یعقوب کی۔ (۷۱)

☆ سارہ نے کہا وائے حیرانی! کیا میں بچہ جنوں گی حالانکہ میں بوڑھی ہوں اور یہ میرے میاں ہیں یہ بھی بوڑھے ہیں بلاشبہ یہ تو عجیب وغریب بات ہے۔ (۷۲)

﴿سورۃ الذاریات۔ آیات ۲۴۔۳۰﴾

☆ (اے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم!) کیا پہنچی ہے آپ کو خبر ابراہیم (علیہ السلام) کے معزز مہمانوں کی۔ (۲۴)

☆ جب وہ آپ کے پاس آئے تو اُنہوں نے سلام عرض کیا۔ آپ نے فرمایا تم پر بھی سلام ہو (دل ہی دل میں سوچا) بالکل انجان لوگ ہیں۔ (۲۵)

☆ پس چپکے سے اہل خانہ کی طرف گئے اور ایک (بھنا ہوا) موٹا تازہ بچھڑا لے آئے۔ (۲۶)

☆ لاکر ان کے قریب رکھ دیا فرمایا کھاتے کیوں نہیں۔ (۲۷)

☆ پس دل ہی دل میں ان سے خوف کرنے لگے۔ وہ بولے ڈریئے نہیں اور اُنہوں نے بشارت دی آپ کو ایک صاحبِ علم بیٹے کی۔ (۲۸)

☆ پس آئی آپ کی بیوی چیخیں بجیں ہوکر اور (فرطِ حیرت سے) طمانچہ دے مارا اپنے چہرہ پر اور بولی (میں) بوڑھی (میں) بانجھ (کیا میرے ہاں بچہ ہوگا!) اُنہوں نے کہا ایسا ہی تیرے ربّ نے فرمایا ہے۔ بے شک وہی بڑا دانا، سب کچھ جاننے والا ہے۔ (۳۰)

حضرت سارہ علیہا السلام کی خوبیاں

اللہ تعالیٰ نے حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دولتِ حسن و جمال سے بھرپور نوازا تھا کہ وہ اپنے دور میں روئے زمین پر بسنے والی حسین ترین خاتون تھیں اور اسکے متعلق ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ایک حدیث بیان کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

اعطی یوسف وامه شطر الحسن

یوسف اوران کی ماں کو حسن کا نصف حصہ دیا گیا۔

(تاریخ مدینہ، دمشق، ص ۱۲۱۔ تراجم النساء، فتح الباری، ج ۶ ص ۳۹۲، بحوالہ ازواج الانبیاء)

﴿یوسف علیہ السلام کی ماں سے مراد حضرت سارہ ہیں۔﴾

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے ہی ربیعۃ الجرشی سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا...... حسن کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا۔ ایک حصہ یوسف علیہ السلام اوران کی والدہ کو عطا کیا گیا اور دوسرا حصہ بقیہ سارے عالم کے لوگوں میں بانٹ دیا گیا۔ (تاریخ مدینہ، دمشق، ص ۱۲۱۔ فتح الباری، ج ۶ ص ۲۹۶، بحوالہ ایضاً)

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حسن کو دس حصوں میں تقسیم فرمایا۔ جس کے تین حصے حضرت حوا علیہا السلام کو عطا کئے اور تین حصے حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اور تین حصے حضرت یوسف علیہ السلام کو اور ایک حصہ ساری دنیا کے لوگوں کو عطا کیا گیا۔

(تاریخ مدینہ، دمشق، ص ۱۲۱۔ فتح الباری، ج ۶ ص ۳۹۲، بحوالہ ایضاً)

حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روئے زمین پر بسنے والی حسین ترین اور غیر مند خاتون تھیں۔

حضرت سارہ علیہا السلام کی کرامت اور ان کی خوبیاں

حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نیک، مومن اور سچی خاتون تھیں۔ ان کا مقام بہت اعلیٰ وارفع ہے۔ اللہ ربّ العزت کے یہاں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے جنت مخصوص فرمائی اور وہاں پر ان کے اور ان کے شوہر ابراہیم علیہ السلام کے ذمہ مسلمانوں کے بچوں کی کفالت اور دیکھ بھال کرنے کا کام سپرد کیا۔ اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: (ترجمہ) مسلمانوں کے بچے جنت میں ایک پہاڑی میں ہوں گے ان کی کفالت حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کر رہے ہوں گے تو جب قیامت کا دن ہوگا تو وہ انہیں ان کے ماں باپ کے پاس بھیج دیں گے۔

اور حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خوبیوں میں سے ایک خوبی یہ تھی کہ انہوں نے ایثار کیا اور اپنی باندی کو اپنی ذات پر فوقیت دے کر انہیں اپنے شوہر کے حوالے کر دیا اور بولیں: یہ مجھے اچھی لگتی ہے آج سے یہ آپ کی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے آپ کو اولاد عطا فرما دے۔

کیونکہ حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اولاد پیدا کرنے سے قاصر تھیں اور مایوس ہو چکی تھیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی:

رب ھب لی من الصالحین (الصافات:١٠٠)

اے میرے پروردگار! مجھے (اولاد) عطا فرما (جو) سعادت مندوں میں سے (ہو)۔

مگر ان کی دعا کی قبولیت موخر کر دی گئی یہاں تک کہ ابراہیم علیہ السلام بوڑھے ہو گئے اور حضرت سارہ علیہا السلام بانجھ ہو گئیں۔ پھر ابراہیم علیہ السلام نے بی بی ہاجرہ سے نکاح کر لیا اور ان کے یہاں اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے۔

جب ابراہیم علیہ السلام کے یہاں اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے تو حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اولاد سے محرومی کا احساس اور رنج وغم اور بڑھ گئے مگر انہوں نے صبر کیا اور اسے مشیتِ خداوندی جان کر مطمئن ہو گئیں اور پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو نوازا اور اسحاق علیہ السلام کی خوشخبری دی جو ایک نیک صالح فرزند ثابت ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے انہیں بشریت کی ہدایت کیلئے منتخب فرما کر انہیں منصبِ نبوت پر فائز کیا اور صرف اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو یہ بشارت بھی دی گئی کہ اسحاق علیہ السلام خود بھی نبی ہوں گے اور ان کے یہاں بھی ایک نبی پیدا ہوگا۔ یہ خوشخبری تھی اس بات کی کہ وہ اپنے پوتے کو بھی دیکھ سکیں گی اور یہی ہوا، انہوں نے بہت اچھی زندگی گزاری اور اسحاق علیہ السلام کے بعد یعقوب علیہ السلام سے بھی اپنی آنکھیں ٹھنڈی کیں۔

عورتیں تین قسم کی ہوتی ہیں

☆ ایک عورت تو وہ ہے جو پاکدامن، مسلمان، نرم طبیعت، محبت کرنے والی، زیادہ بچے دینے والی ہو اور زمانہ کے فیشن کے خلاف اپنے گھر والوں کی مدد کرتی ہو (سادہ رہتی ہو) اور گھر والوں کو چھوڑ کر زمانہ کے فیشن پر نہ چلتی ہو لیکن تمہیں ایسی عورت بہت کم ملیں گی۔

☆ دوسری وہ عورت ہے جو خاوند سے بہت مطالبہ کرتی ہو اور بچے جننے کے علاوہ اس کا اور کوئی کام نہیں۔

☆ تیسری وہ عورت ہے جو خاوند کے گلے کا طوق ہو اور جوں کی طرح چمٹی ہوئی ہو (یعنی بداخلاق بھی ہو اور اس کا مہر بھی زیادہ ہو جس کی وجہ سے اس کا خاوند اسے چھوڑ نہ سکتا ہو)۔

ایسی عورت کو اللہ تعالیٰ جس کی گردن میں چاہتا ہے ڈال دیتا ہے اور جب چاہتا ہے اس کی گردن سے اُتار لیتا ہے۔

(حیاۃ الصحابہ رضی اللہ عنہم، ج ۳ ص ۵۶۲)

حضرت ھاجرہ علیہا السلام

(زوجہ حضرت ابراہیم علیہ السلام)

☆ حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عزت مآب خاتون اور اُمّ العرب تھیں۔

☆ ایک حلیم الطبع نبی کی والدہ اور ایک ایسے عظیم الشان نبی کی اہلیہ جو اپنی ذات میں پوری ایک اُمت تھے۔

☆ ایک ایسی خاتون جو خلیل الرحمٰن سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کیلئے بڑی بابرکت ثابت ہوئیں اسی دن سے جس دن شاہِ مصر نے انہیں ان کی اہلیہ سارہ کی خدمت میں پیش کیا تھا۔

☆ حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حرم میں عبادت کرتیں اور فرائض ادا کرتیں، ان کے دم سے مکہ کی وادی میں بے پناہ رونق تھی۔ وہ (جرہم) کے بچوں کو جمع کر کے انہیں صحف ابراہیم پڑھاتیں، حفظ کراتیں اور شاید انہیں لکھنا بھی سکھاتیں کیونکہ وارد ہوا ہے کہ مکہ میں قلم سے کتابت سب سے پہلے انہوں نے ہی کی۔ کافی عرصہ تک حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے یہی معمولات رہے اور لوگوں کی زندگی میں نمایاں اور اچھی تبدیلی رونما ہوئی۔

☆ حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے 90 سال کی عمر پائی۔

حضرت هاجرہ علیہا السلام

(حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ محترمہ)

ذی الحجہ کا مہینہ ہر سال بے شمار خوشیوں، یادوں اور تقریبات کیساتھ آتا ہے۔ اس مبارک مہینے میں ایک طرف لوگ دور دراز ملکوں سے سفر کر کے اور صعوبتیں برداشت کر کے حج کیلئے اللہ کے دربار میں جاتے ہیں۔ خانہ کعبہ کا طواف، رمی جمار، صفا اور مروہ کے درمیان سعی، حجرِ اسود کا بوسہ، قربانی اور دوسرے مناسک حج ادا کرتے ہیں، دوسری طرف پوری دنیا کے مسلمان قربانی کرتے ہیں۔ ان سب چیزوں پر جب ہم غور کرتے ہیں تو ان کے پیچھے ایک ایسی شخصیت کا کردار نظر آتا ہے جسے ہم 'حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا' کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شخصیت دنیا کی تمام عورتوں کیلئے ایک مثالی نمونہ ہے جن کے صبر ورضا اور اطاعتِ الٰہی کی ادا اللہ تعالیٰ کو اس قدر پسند آئی کہ اس نے قیامت تک کیلئے اسے زندہ جاوید کر دیا۔ حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ذکر اس وقت سے ہمارے سامنے آتا ہے جب وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نکاح میں آئیں، اس سے پہلے کے حالات کے بارے میں کچھ زیادہ اور مستند معلومات نہیں ملتیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام جب حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (آپ علیہ السلام کی بیوی) اور حضرت لوط علیہ السلام (آپ علیہ السلام کے بھتیجے) کے ساتھ دعوتِ حق کے سفر میں مصر گئے تو فرعونِ مصر نے (مصر کے بادشاہ نے) حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بلا بھیجا اور دست درازی کرنا چاہی مگر اللہ نے انہیں محفوظ رکھا اور فرعون کے ہاتھ شل ہو گئے، فرعون بہت متاثر ہوا اور اس نے آپ کی خدمت کیلئے ایک لونڈی ہاجرہ دے دی۔ لیکن دوسری روایت میں ہے کہ حضرت ہاجرہ فرعون (مصر کا بادشاہ) کی بیٹی تھیں۔ فرعون نے ابراہیم علیہ السلام کے حالات سنے اور حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کرامات دیکھیں تو کہا کہ میری بیٹی ان کے پاس خادمہ کی حیثیت سے رہے گی۔ یہ اس سے بہتر ہے کہ یہ میرے پاس رہے۔

قارئین باتمکین! یہودیوں نے بنی اسماعیل سے اپنی دشمنی کی وجہ سے تاریخ میں تحریف کر کے ان کی ماں ہاجرہ کو لونڈی لکھ دیا۔ یہود ونصاریٰ عربوں کو لونڈی کی اولاد کہتے ہیں اور حقیر سمجھتے ہیں۔ (العیاذ باللہ)

بہر حال حقیقت جو بھی ہو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ہاجرہ کو اپنے نکاح میں لے لیا، کچھ دنوں کے بعد اللہ تعالیٰ نے ہاجرہ کو ایک چاند سا بیٹا دیا جس کا نام 'اسمٰعیل' رکھا گیا۔ اسرائیلی روایت کے مطابق جب اسمٰعیل پیدا ہوئے تو حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بہت زیادہ حسد کرنے لگیں اور انہوں نے ابراہیم علیہ السلام سے شکایت کر کے حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا اور ننھے اسمٰعیل کو گھر سے نکال دیا اور حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جنگل میں بھٹکتی پھریں۔ لیکن یہ سب یہودیوں کی تحریف ہے۔ کیونکہ قرآن حکیم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی جو دعا مذکور ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام انہیں خود لے کر گئے تھے اور مکہ میں جو اس وقت بے آب و گیاہ وادی تھی آباد کیا تھا، وہ دعا یہ ہے:۔

'پروردگار میں نے ایک بے آب و گیاہ وادی میں اپنی اولاد کے ایک حصے کو تیرے محترم گھر کے پاس لا بسایا ہے پروردگار یہ میں نے اس لئے کیا ہے کہ یہ لوگ یہاں نماز قائم کریں۔ لہٰذا تو لوگوں کے دلوں کو ان کا مشتاق بنا اور انہیں کھانے کو پھل دے شاید کہ یہ شکر گزار بنیں'۔ (ابراہیم:۳۷)

صحیح بخاری کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جب حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو وہاں (مکہ میں) چھوڑ کر آنے لگے تو اُنہوں نے کہا کہ مجھے آپ کیوں چھوڑ کر جا رہے ہیں؟ آپ علیہ السلام نے کوئی جواب نہ دیا، حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پھر کہا کیا اللہ نے آپ کو ایسا کرنے کا حکم دیا ہے؟ آپ علیہ السلام نے کہا ہاں۔ تو اُنہوں نے کہا یقیناً اللہ میری حفاظت کرے گا اور انہوں نے کوئی پرواہ نہ کی۔ جب انہیں بھوک لگتی تو کھا لیتیں اور پانی پی لیتیں اور ننھے اسمٰعیل کو دودھ پلا دیتیں لیکن کب تک؟ جلدی کھانا پانی سب کچھ ختم ہو گیا۔ ایک عورت کا اور وہ بھی ننھے منے بچے کے ساتھ بے آب و گیاہ جنگل میں رہنا بہت ہی دُشوار تھا جہاں نہ کوئی انسان تھا اور نہ کوئی چرند پرند، لیکن اس جفاکش عورت نے ہمت نہ ہاری۔ جب ننھے اسمٰعیل کے ہونٹ پیاس سے خشک ہو گئے تو حضرت ہاجرہ بے چین ہو گئیں اور پانی کی تلاش میں ادھر ادھر دوڑنے لگیں قریب ہی صفا و مروہ نام کی دو مشہور پہاڑیاں تھیں۔ پانی کی تلاش میں کبھی صفا پر چڑھتیں، کبھی مروہ پر۔ لیکن پانی کا کہیں نام و نشان نہ تھا، آخر کار اللہ تعالیٰ کو اپنی وفادار بندی پر رحم آیا تو اُس نے اسمٰعیل کی ایڑیوں سے ایک چشمہ جاری کر دیا۔ حضرت ہاجرہ نے جلدی جلدی اس پانی کے گرد منڈیر بنانا شروع کر دی اور زبان سے 'زم زم' پکارنے لگیں (یعنی ٹھہر جا ٹھہر جا) تاکہ پانی کہیں ختم نہ ہو جائے۔ اس پانی سے ان دونوں نے اپنی پیاس بجھائی۔ یہ چشمہ بطور یادگار ہاجرہ و اسمٰعیل آج بھی 'زم زم' کے نام سے موجود ہے اور ساری دنیا کے مسلمان اس سے سیراب ہوتے ہیں اور اپنے اپنے علاقوں میں اس کا پانی بطورِ تبرک لیکر جاتے ہیں۔ یہ چشمہ قیامت تک جاری رہے گا کبھی خشک نہیں ہوگا۔ (باذن اللہ)

کچھ دنوں کے بعد ادھر سے 'بنی جرہم' نامی قبیلے کا ایک قافلہ گزرا۔ پانی دیکھ کر حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اجازت سے وہاں ٹھہر گیا اور اس طرح اس وادی میں کچھ آبادی ہونے لگی۔ حضرت ابراہیمؑ اسمٰعیل اور ہاجرہ کو وقتاً وقتاً دیکھنے آتے رہتے تھے۔ اب اسمٰعیل علیہ السلام کچھ بڑے ہو گئے تھے اور دوڑنے بھاگنے لگے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام آئے تو بیٹے سے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ تمہیں اللہ کی راہ میں قربان کر رہا ہوں۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے پوری سعادت مندی سے کہا ابا جان! آپ کو جو حکم دیا گیا ہے کر گزریئے آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔ پھر جب یہ باپ بیٹے مثالی قربانی پیش کرنے چلے تو راستے میں شیطان نے بار بار بہکانے کی کوشش کی مگر اسمٰعیل نے اس کی تمام چالوں کو ناکام بنادیا۔

یہ تو اللہ تعالیٰ کا محض امتحان تھا اور جب باپ بیٹے اس میں پورے اُترے تو اللہ تعالیٰ نے اسے ہمیشہ کیلئے سنت اور یادگار بنادیا۔

قارئین محترم! اس واقعہ سے جہاں اسماعیل علیہ السلام کی سعادت مندی معلوم ہوتی ہے وہیں ماں کی عمدہ ترتیب بھی عیاں ہوتی ہے مکہ کی وادی میں اسماعیل کی پرورش کرنے والی صرف ان کی ماں حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں۔ اُنہوں نے اپنے بیٹے کی اتنی اچھی تربیت کی کہ وہ اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنے میں ذرا بھی نہ جھجکے اور شیطان کے بہکاوے میں نہیں آئے۔ (سبحان اللہ!)

حج میں حاجی صفاؔ اور مروہؔ کے درمیان دوڑتے ہیں، قربانی کرتے ہیں، جمرات پر رمی کرتے ہیں اور دوسرے اعمال انجام دیتے ہیں۔ یہ تمام اعمال دراصل حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی یاد تازہ کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کو حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زندگی کے یہ لمحات اس قدر پسند آئے کہ اس نے انہیں قیامت تک کیلئے زندہ جاوید بنادیا، ہر سال لاکھوں مسلمان اس یاد کو تازہ کرتے ہیں اور ان اعمال کو زندہ کرتے ہیں جنہیں حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جذباتی انداز میں کیا تھا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اپنی نسل (یعنی ہاجرہ اور اسمٰعیل) کو مکہ کی بے آب و گیاہ وادی میں آباد کرنے کا ذکر سورۂ ابراہیم آیت ۳۷ میں موجود ہے۔ حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زندگی سے ہمارے لئے سیکھنے کی جو بات ہے وہ ان کا صبر اور اللہ کے حکم پر راضی برضا رہنے کی صفت ہے انہیں بے آب و گیاہ وادی میں رہنے کا حکم ملا تو وہ دلی خوشی تیار ہو گئیں اور حرف شکایت بھی زبان پر نہ لائیں دوسرے یہ کہ اُنہوں نے اپنے بیٹے کی ایسی تربیت کی کہ خود اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف کرتے ہوئے انہیں صبر کرنے والوں سے قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان کی زندگی سے سبق حاصل کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

'ہاجرہ' یہ اصل میں عبرانی (Hebrew) لفظ 'ہاغار' ہے جس کے لغوی معنی 'بیگانہ' اور 'اجنبی' کے ہیں۔ عربی میں معنی ہاجرہ کے ہیں آپ 'حطیم کعبہ' میں مدفون ہیں۔ (اسلامی انسائیکلوپیڈیا)

حضرت مولانا عبدالماجد دریابادی لکھتے ہیں کہ حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا شاہِ مصر کی صاحبزادی تھیں اور یہ مصر کا شاہی خاندان بھی عرب ہی تھا جو عراق سے منتقل ہوکر مصر آ گیا تھا اور اسماعیل علیہ السلام کی زوجہ شریفہ مصری ہی تھیں جیسا کہ توریت میں ہے: اور وہ فاران کے بیابان میں رہا اور ان کی ماں نے ملکِ مصر سے ایک عورت ان کے بیاہنے کو لی۔ (پیدائش: ۲۱۔۲۱)

علامہ ابن خلدون لکھتے ہیں، ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور اسمٰعیل علیہ السلام کا نام عبرانی زبان میں 'ہاغار' ہے رقیون بادشاہِ مصر کی بیٹی تھیں یہ رقیون شہر بابل کا رہنے والا تھا، جو افلاس و تنگدستی کی وجہ سے بابل چھوڑ کر مصر چلا آیا تھا اور اپنی ذاتی لیاقت اور دانشمندی سے اراکینِ سلطنت میں داخل ہوگیا پھر رفتہ رفتہ مصر کا بادشاہ بن بیٹھا تھا۔ سب سے پہلے جس کا لقب فرعون ہوا وہ یہی شخص ہے۔ اسی کے عہدِ حکومت میں ابراہیم علیہ السلام فلسطین سے قحط کی وجہ سے معہ اپنے اہل بیت کے چلے آئے تھے۔ (سفر الیشار میں ایسا ہی ہے)

صالح بیوی کا مقام

سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمانِ عالی شان ہے کہ جو عورت اپنے شوہر کی تابعدار و مطیع ہو اس کیلئے پرندے ہوا میں استغفار کرتے ہیں اور مچھلیاں دریا میں استغفار کرتی ہیں اور فرشتے آسمانوں میں استغفار کرتے ہیں اور درندے جنگلوں میں استغفار کرتے ہیں۔

(بحرمحیط۔ معارف القرآن، ج ۲ ص ۳۹۹۔ بحوالہ بکھرے موتی، ص ۲۱)

حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ محترمہ)

دنیا میں ایسی بہت سی ہستیاں گزری ہیں جن کی سیرت و کردار اور عظیم کارناموں سے تاریخ کے اوراق معمور ہیں۔ انھیں عظیم ہستیوں میں ایک نہایت ہی معروف و مشہور ہستی حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بھی ہے۔ سورۂ آلِ عمران میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

☆ پہلی جگہ والدۂ مریم کی زبان سے ہے کہ...... میں نے اس (لڑکی) کا نام مریم رکھا ہے اور میں اسے اور اس کی اولاد کو شیطان سے تیری پناہ میں (اے اللہ) دیتی ہوں۔

☆ دوسری جگہ حضرت زکریا علیہ السلام کی زبان سے ہے کہ...... اے مریم! تجھے یہ (کھانے پینے کی نعمتیں) کہاں سے مل جاتی ہیں؟ (آیات ۳۵ تا ۳۷)

☆ تیسری اور چوتھی جگہ فرشتوں کی زبان سے ہے کہ...... اے مریم! بے شک اللہ نے تم کو برگزیدہ کیا ہے۔ اے مریم! اپنے پروردگار کی اطاعت کرتی رہ اور رکوع کرتی رہ رکوع کرنے والوں کے ساتھ۔

☆ پانچویں جگہ پھر فرشتوں کی زبان سے ہے کہ...... اے مریم! تم کو اللہ خوشخبری دے رہا ہے، اسی طرف سے ایک کلمہ کی کہ اس کا نام (ولقب) مسیح عیسیٰ ابن مریم ہوگا۔ (آیات ۱۵۸۔۱۷۱)

☆ آٹھویں مرتبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سلسلہ میں ہے کہ...... وہ تو اللہ کے ایک پیغمبر ہی ہیں اور اُس کا کلمہ جسے اللہ نے پہنچا دیا تھا مریم تک۔ (سورۃ النساء: ۱۷۱)

سورۂ مریم میں یہ ہے کہ...... (اس) کتاب میں ذکر کیجیے مریم کا جب اپنے گھر والوں سے پورب کی طرف ایک جگہ الگ گئی۔

اور پھر ذکر (اسی سورۃ میں) دور تک چلا گیا ہے۔ دسویں جگہ یہود کی زبان سے، جب آپ ان کے پاس اپنے بچے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو لے کر آئی ہیں کہ...... اے مریم! بے شک تو نے یہ غضب کی حرکت کی۔ (۲۷)

سورۃ التحریم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ...... اور اللہ مریم بنت عمران کا (یہی) حال بیان کرتا ہے جس نے اپنے ناموس کو محفوظ رکھا، پھر ہم نے ان میں اپنی روح پھونک دی اور انہوں نے تصدیق کی اپنے پروردگار کے پیاموں کی اور اس کی کتابوں کی اور وہ اطاعت کرنے والیوں میں تھیں۔ (التحریم:۱۲)

سورۃ الانبیاء میں ہے کہ...... اور اُس عورت کو جس نے اپنی پارسائی نگاہ میں رکھی تو ہم نے اُس میں اپنی روح پھونکی اور اُسے اور اُس کے بیٹے کو سارے جہان کیلئے نشانی بنایا۔ (آیت:۹۱)

سورۃ المائدہ میں ہے کہ...... اور اُس (عیسیٰ علیہ السلام) کی ماں صدیقہ ہے۔ (آیت:۷۵)

سورۃ المومنون میں ہے کہ...... اور ہم نے مریم اور اُس کے بیٹے کو نشانی بنایا اور اُنہیں ٹھکانا دیا اور بلند زمین جہاں بسنے کا مقام اور نگاہ کے سامنے بہتا پانی۔ (آیت:۵۰)

نام اتنے ہی موقعوں پر آیا ہے باقی تذکرہ اور بھی متعدد طریقوں پر آیا ہے۔ کبھی یہود کی زبان سے 'اُختِ ہارون' کے تحت میں کبھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان سے امی کے ماتحت اور کبھی عیسیٰ علیہ السلام سے خطاب میں والدتک کے زیرِ عنوان۔

یہ مریم بنت عمران بن ماثان، بنی اسرائیل کے ایک شریف ترین گھرانے میں ہیکلِ سلیمان کے خادموں کے خاندان میں پیدا ہوئیں۔ والدہ ماجدہ کا نام حنہ (Hanna) تھا۔ اپنے والدین کے زمانہ ضعیفی کی اولاد تھیں۔ بڑی تمناؤں اور دعاؤں کے بعد پیدا ہوئی تھیں۔ زمانہ شاہ ہیروڈس (متوفی ۴۰ ق۔م) فرماں روائے یہودیہ کا تھا۔ حدیث میں ان کی (حضرت مریم علیہا السلام کی) بڑی فضیلت آئی ہے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ دنیا کی سب سے بہتر عورت مریم بنت عمران اور میری اُمت میں سب سے بہتر عورت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔ (بخاری شریف)

ایک دوسری حدیث میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، مردوں میں سے بہت سے لوگ درجۂ کمال تک پہنچے لیکن عورتوں میں یہ مرتبہ صرف مریم بنتِ عمران اور فرعون کی بیوی آسیہ کو نصیب ہوا۔ (بخاری)

اس مضمون کی متعدد احادیث حدیث کی کتابوں میں ملتی ہیں۔ قرآن حکیم میں آپ کی ولادت کا قصہ تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔
آپ کی والدہ نے نذر مانی تھی کہ اگر میرے یہاں بیٹے کی ولادت ہوئی تو اسے خدا کیلئے وقف کردوں گی لیکن جب آپ کے یہاں حضرت مریم کی ولادت ہوئی تو وہ بہت گھبرائیں اس لئے کہ اس زمانے میں لڑکی کو خدا کیلئے وقف کرنے کا رواج نہیں تھا لیکن پھر اللہ تعالیٰ کے اشارے سے انہوں نے مریم ہی کو وقف کردیا اور وہ خدا کے گھر میں عبادت و ریاضت کرنے لگیں، ان کی تربیت کیلئے حضرت زکریا علیہ السلام کو مقرر کیا گیا جو ان کے رشتے دار بھی تھے۔ اسی زمانے میں حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کرامات کا صدور ہونے لگا تھا۔ حضرت زکریا علیہ السلام حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس جاتے تو دیکھتے کہ وہ بے موسم پھل کھا رہی ہیں۔ پوچھتے یہ کہاں سے آیا؟ وہ جواب دیتیں کہ اللہ نے بھیجا ہے وہ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔
اب آزمائش کا دور شروع ہوجاتا ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی آزمائش کرنا چاہی۔ چنانچہ ایک مرتبہ جب وہ نماز میں مشغول تھیں ایک فرشتے نے آکر بچے کی خوشخبری دی۔ اُنہوں نے حیرت سے کہا، اے اللہ! مجھ کو تو کسی مرد نے ہاتھ تک نہیں لگایا یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ فرشتے نے کہا، اللہ کیلئے کیا مشکل ہے؟ وہ جو چاہے آن کی آن میں کر گزرتا ہے۔

چنانچہ حمل ہوا اور وہ جنگل میں گئیں جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش ہوئی۔

اس کے بعد وہ ان کو لئے ہوئے گھر آئیں لوگوں کو موقع مل گیا اور اُنہوں نے ان کو طنز و تشنیع اور مذاق و استہزاء کا نشانہ بنالیا اور ان پر بہت سی تہمتیں لگائیں ہر طرف سے الزامات کی آوازیں بلند ہونے لگیں، لوگ ان سے طرح طرح کے سوالات کرنے لگے، لوگوں کے اس رویہ کو دیکھ کر حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عیسیٰ علیہ السلام کی طرف اشارہ کیا، لوگوں نے کہا کہ یہ نوزائیدہ بچہ کیا جواب دے گا؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوراً بول اُٹھے' کہ میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے اس لئے پیدا کیا تا کہ وہ مجھے نبی بنائے اور کتاب نازل کرے'۔

وہ اپنی ماں کی آغوش میں پرورش پاتے رہے اور جب وہ وقت آپہنچا کہ وہ اپنے اس فریضے کو انجام دیں جس کیلئے پیدا کئے گئے تھے تو وہ اس پیغام کو لے کر اُٹھے لیکن لوگوں نے آپ کے ساتھ وہی برا رویہ اختیار کیا جو اور نبیوں کے ساتھ کیا تھا۔
یہاں تک کہ وہاں کے بادشاہ نے آپ کو پھانسی دینے کا حکم دیدیا، لیکن اللہ نے آپ کو زندہ ہی اُٹھالیا اور ان کو کانوں کان خبر نہ ہوئی اور انہوں نے دوسرے شخص کو جسے اللہ نے عیسیٰ علیہ السلام کے مشابہ بنادیا تھا تختۂ دار پر لٹکا دیا، ایک طرف تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مخالفین کی یہ عادت تھی دوسری طرف ان کے معتقدین کی اندھی تقلید کا یہ عالم ہوا کہ اُنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے صادر ہونے والے معجزات و کرامات کو دیکھتے ہوئے انہیں خدا بنالیا۔ چنانچہ عیسائیوں میں 'عقیدۂ تثلیث' وجود میں آیا۔ یعنی وہ تین ہستیوں کو خدائی میں شریک مانتے ہیں۔ ایک فرقے کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام، روح القدس اور اللہ۔ اور دوسرے فرقے کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور اللہ۔ جس خدا کی بندی نے حد درجہ اللہ کی اطاعت کی تھی اور آزمائش میں صبر کیا تھا اسی کو لوگوں نے خدا بنالیا۔

حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اس سے بڑھ کر فضیلت کیا ہوگی کہ صنفِ نازک ہوتے ہوئے بھی وہ دی ہوئی تکالیف پر راضی برضا رہیں اور صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا۔

مولانا سیّد ابوالاعلیٰ مودودی صاحب نے حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں لکھا ہے...... اللہ نے ان کو شدید آزمائشوں میں ڈالنے کا فیصلہ کیا تھا اس کیلئے اُنہوں نے سرِ تسلیم خم کر دیا۔ حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سوا دنیا میں کسی شریف اور نیک لڑکی کو ایسی سخت آزمائش میں نہیں ڈالا گیا کہ کنوارپنے کی حالت میں اللہ کے حکم سے اس کو معجزہ کے طور پر حاملہ کر دیا گیا ہو اور اسے بتا دیا گیا ہو کہ اس کا ربّ اس سے کیا خدمت لینا چاہتا ہے تو حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس پر کوئی واویلا نہیں مچایا بلکہ ایک سچی مومنہ کی حیثیت سے وہ سبھی کچھ برداشت کرنا قبول کیا جو اللہ کی مرضی پوری کرنے کیلئے برداشت کرنا ناگزیر تھا۔ تب اللہ نے اُنہیں سیّدۃ النساء فی الجنۃ (احمد) کے مرتبہ عالی پر سرفراز فرمایا۔ (تفہیم القرآن، ج ۶ ص ۱۳۶)

قارئین محترم! حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زندگی سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ جب ہم کسی آزمائش سے دوچار ہوں تو ہمیں صبر کا دامن تھامے رہنا چاہئے اور اللہ تعالیٰ سے ثبات و استقامت کی دعا کرنی چاہئے۔ آزمائش پر واویلا مچانا یا خدا کی ناشکری کے الفاظ زبان سے نکالنا بندگی کی شان کے منافی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں آزمائشوں میں صبر و استقامت کی توفیق عطا فرمائے اور حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اُسوہ پر چلائے۔ آمین

وضاحت...... مسیحی روایات میں حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی دوسری اولاد کا ذکر بھی آتا ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ہوئی۔ لیکن قرآن حکیم کو اس دعویٰ سے نفیاً (نفی میں) اور اثباتاً کوئی بحث نہیں۔ اس لئے قرآن حکیم میں ابن مریم سے مراد صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔

قرآن حکیم اور حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تذکرہ

﴿سورۂ آلِ عمران۔ آیات ۳۵۔۳۷ اور ۴۲۔۴۷﴾

☆ جب عرض کی عمران کی بیوی نے اے میرے ربّ! میں نذر مانتی ہوں تیرے لئے جو میرے شکم میں ہے (سب کاموں سے) آزاد کر کے سو قبول فرمالے (یہ نذرانہ) مجھ سے بے شک تو ہی (دعائیں) سننے والا (نیتوں کو) جاننے والا ہے۔ (۳۵)

☆ پھر جب اس نے جنا اسے (تو حیرت و حسرت سے) بولی اے ربّ! میں نے تو جنم دیا ایک لڑکی کو اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو اُس نے جنا اور نہیں تھا لڑکا (جس کا وہ سوال کرتی تھی) مانند اس لڑکی کے اور (ماں نے کہا) میں نے نام رکھا ہے اس کا مریم اور میں تیری پناہ میں دیتی ہوں اسے اور اس کی اولاد کو شیطان مردود (کے شر) سے۔ (۳۶)

☆ پھر قبول فرمایا اسے اُس کے ربّ نے بڑی ہی اچھی قبولیت کے ساتھ اور پروان چڑھایا اسے اچھا پروان چڑھانا اور نگران بنادیا اس کا زکریا علیہ السلام کو جب بھی جاتے مریم کے پاس زکریا (اس کی) عبادت گاہ میں (تو) موجود پاتے اس کے پاس کھانے کی چیزیں (ایک بار) بولے اے مریم! کہاں سے تمہارے لئے آتا ہے یہ (رزق) مریم بولیں یہ اللہ تعالیٰ کے پاس سے آتا ہے بے شک اللہ تعالیٰ رزق دیتا ہے جسے چاہتا ہے بے حساب۔ (۳۷)

☆ اور جب کہا فرشتوں نے اے مریم! بے شک اللہ نے چن لیا ہے تمہیں اور خوب پاک کردیا ہے تمہیں اور پسند کیا ہے تجھے سارے جہاں کی عورتوں سے اے مریم! خلوص سے عبادت کرتی رہ اپنے ربّ کی اور سجدہ کر اور رکوع کر رکوع کرنے والوں کے ساتھ۔ (۴۳)

☆ یہ (واقعات) غیب کی خبروں میں سے ہیں ہم وحی کرتے ہیں ان کی آپ کی طرف، اور نہ تھے آپ ان کے پاس جب پھینک رہے تھے وہ (مجاور) اپنی قلمیں (یہ فیصلہ کرنے کیلئے کہ) کون ان میں سے سرپرستی کرے مریم کی اور نہ تھے آپ ان کے پاس جب وہ آپس میں جھگڑ رہے تھے۔ (۴۴)

☆ جب کہا فرشتوں نے اے مریم! اللہ تعالیٰ بشارت دیتا ہے تجھے ایک حکم کی اپنے پاس سے اس کا نام مسیح عیسیٰ ابن مریم ہوگا معزز ہوگا دنیا اور آخرت میں اور (اللہ کے) مقربین سے ہوگا۔ (۴۵)

☆ اور گفتگو کرے گا لوگوں کے ساتھ گہوارے میں بھی اور پکی عمر میں بھی اور نیکوکاروں میں سے ہوگا۔ (۴۶)

☆ مریم بولیں اے میرے پروردگار! کیونکر ہوسکتا ہے میرے ہاں بچہ؟ حالانکہ ہاتھ تک نہیں لگایا مجھے کسی انسان نے۔ فرمایا، بات یونہی ہے (جیسے تم کہتی ہو لیکن) اللہ پیدا فرماتا ہے جو چاہتا ہے جب فیصلہ فرماتا ہے کسی کام (کے کرنے) کا تو بس اتنا ہی کہتا ہے اسے کہ ہوجا تو وہ فوراً ہوجاتا ہے۔ (۴۷)

﴿سورۃ النساء: ۱۷۱﴾

☆ اے اہل کتاب نہ غلو کرو اپنے دین میں اور نہ کہو اللہ تعالیٰ کے متعلق مگر سچی بات بے شک مسیح عیسیٰ علیہ السلام پسر مریم تو صرف اللہ کے رسول ہیں اور اس کا کلمہ جسے اللہ نے پہنچایا تھا مریم کی طرف اور ایک روح تھی اس کی طرف پس ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسولوں پر اور نہ کہو تین (خدا ہیں) باز آ جاؤ (ایسا کہنے سے) یہ بہتر ہے تمہارے لئے بے شک اللہ تو معبودِ واحد ہی ہے پاک ہے وہ اس سے کہ ہو اس کا کوئی لڑکا اسی کا (ملک) ہے جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے اور کافی ہے اللہ کارساز۔

﴿سورۂ مریم۔ آیات ۱۶۔۲۳﴾

☆ اور (اے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم!) بیان کیجئے کتاب میں مریم (کا حال) جب وہ الگ ہو گئی اپنے گھر والوں سے ایک مکان میں جو مشرق کی جانب تھا۔ (۱۶)

☆ مریم بولیں میں پناہ مانگتی ہوں رحمٰن کی تجھ سے اگر تو پرہیزگار ہے۔ (۱۸)

☆ جبرائیل نے کہا میں تو تیرے ربّ کا بھیجا ہوا ہوں تا کہ میں عطا کروں تجھے ایک پاکیزہ فرزند۔ (۱۹)

☆ مریم (حیرت سے) بولیں (اے بندۂ خدا) کیونکر ہو سکتا ہے میرے ہاں بچہ حالانکہ نہیں چھوا مجھے کسی بشر نے اور نہ میں بدچلن ہوں۔ (۲۰)

☆ جبرائیل نے کہا یہ دُرست ہے (لیکن) تیرے ربّ نے فرمایا یوں بچہ دینا میرے لئے معمولی بات ہے اور (مقصد یہ ہے کہ) ہم بنائیں اسے اپنی (قدرت کی) نشانی لوگوں کیلئے اور سراپا رحمت اپنی طرف سے اور یہ ایسی بات ہے جس کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ (۲۱)

☆ پس وہ حاملہ ہو گئیں اس (بچہ) سے پھر وہ چلی گئیں اسے (شکم میں) لئے کسی دور جگہ۔ (۲۲)

☆ پس لے آیا اُنہیں دردِ زہ ایک کھجور کے تنے کے پاس (بصد حسرت و یاس) کہنے لگی کاش میں مرگئی ہوتی اس سے پہلے اور بالکل فراموش کر دی گئی ہوتی۔ (۲۳)

☆ پس پکارا اسے ایک فرشتے نے اس کے نیچے (اے مریم!) غم زدہ نہ ہو جاری کر دی ہے تیرے ربّ نے تیرے نیچے ایک ندی۔ (۲۴)

☆ اور ہلاؤ اپنی طرف کھجور کے تنے کو گرنے لگیں گی تم پر پکی ہوئی کھجوریں۔ (۲۵)

☆ (میٹھے میٹھے خرمے) کھاؤ اور (ٹھنڈا پانی) پیو اور (اپنے فرزند دلبند کو دیکھ کر) آنکھیں ٹھنڈی کرو پھر اگر تم دیکھو کسی آدمی کو تو (اشارہ سے اسے) کہو کہ میں نے نذر مانی ہوئی ہے رحمٰن کیلئے (خاموشی کے) روزہ کی پس میں آج کسی انسان سے گفتگو نہیں کروں گی۔ (۲۶)

☆ اس کے بعد وہ لے آئیں بچہ کو اپنی قوم کے پاس (گود میں) اُٹھائے ہوئے۔ اُنہوں نے کہا اے مریم! تم نے بہت ہی برا کام کیا ہے۔ (۲۷)

☆ اے ہارون کی بہن! نہ تیرا باپ برا آدمی تھا اور نہ ہی تیری ماں بدچلن تھی۔ (۲۸)

☆ اس پر مریم نے بچہ کی طرف اشارہ کیا۔ لوگ کہنے لگے ہم کیسے بات کریں اس سے جو گہوارہ میں (کمسن) بچہ ہے۔ (۳۰)

☆ وہ بچہ بول پڑا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں۔ اُس نے مجھے کتاب عطا کی ہے اور اُس نے مجھے نبی بنایا ہے۔ (۳۱)

☆ اور اُسی نے مجھے بابرکت کیا ہے جہاں کہیں بھی میں ہوں۔ اور اُسی نے مجھے حکم دیا ہے نماز ادا کرنے کا اور زکوٰۃ دینے کا جب تک میں زندہ ہوں۔ (۳۱)

☆ اور مجھے خدمت گار بنایا ہے اپنی والدہ کا اور اُس نے نہیں بنایا مجھے جابر (اور) بدبخت۔ (۳۲)

☆ یہ ہے عیسیٰ ابن مریم (اور یہ ہے وہ) سچی بات جس میں لوگ جھگڑ رہے ہیں۔ (۳۴)

☆ یہ زیبا ہی نہیں اللہ تعالیٰ کو کہ وہ کسی کو اپنا بیٹا بنائے۔ وہ پاک ہے۔ جب وہ فیصلہ فرمادیتا ہے کسی کام کا تو بس صرف اتنا حکم دیتا ہے اس کیلئے کہ ہوجا تو وہ کام ہوجاتا ہے۔ (۳۵)

☆ اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ میرا بھی پروردگار ہے اور تمہارا بھی سو اسی کی عبادت کیا کرو۔ یہی سیدھا راستہ ہے۔ (۳۶)

سعادت مندی کی چار علامتیں

☆ بیوی نیک ہو۔

☆ اس کی روزی اس کے شہر میں ہو۔

☆ ساتھ اُٹھنے بیٹھنے والے نیک لوگ ہوں۔

☆ اس کا گھر وسیع ہو یعنی اپنے کام سے فارغ ہو کر سیدھا گھر آ جائے۔ (حدیث رسولِ مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

میّت پر رونے والی عورت کا عذاب

نوحہ کرنے والی عورت نے اگر اپنی موت سے پہلے توبہ نہ کر لی تو اسے قیامت کے دن گندھک کا کُرتا اور کھجلی کا دوپٹہ پہنایا جائیگا۔ مسلم شریف میں بھی یہ حدیث ہے اور روایت میں ہے کہ وہ جنت و دوزخ کے درمیان کھڑی کی جائے گی۔ گندھک کا کُرتا ہوگا اور منہ پر آگ کھیل رہی ہوگی۔ (تفسیر ابن کثیر، ج ۳ ص ۸۵)

ازواج الانبیاء علیہم السلام

- ☆ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی بیویاں صدیٰ بنت سعد اور رعلۃ علیہا السلام بنت مضاض
- ☆ حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی (واہلہ)
- ☆ حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی (وائلہ)
- ☆ حضرت زکریا علیہ السلام کی بیوی (حضرت ایشاع علیہا السلام)
- ☆ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بیوی (صفورا)
- ☆ حضرت ایوب علیہ السلام کی بیوی (بی بی رحمت)
- ☆ حضرت یعقوب علیہ السلام کی بیوی (راحیل علیہا السلام)

جرہم قوم

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی وجاہت، نفاست طبع اور نیکی سے متاثر تھی اور انہیں اپنا داماد بنانے کی خواہشمند۔ یوں حضرت اسماعیل علیہ السلام نے (صدیٰ بنت سعد) نامی لڑکی کے باپ کو شادی کا پیغام بھجوایا اور اس نے فوراً اپنی بیٹی کا نکاح اسماعیل علیہ السلام سے کر دیا۔

مگر جہاں تک خیال ہے، ایسا لگتا ہے کہ اسماعیل علیہ السلام کی یہ بیوی مطلوبہ معیار پر پوری نہیں اُترتی تھیں اور نہ ہی اسماعیل علیہ السلام کے رُتبہ اور مقام سے واقف تھیں۔ وہ اپنے طرز زندگی سے بیزار تھیں اور ان کا دعویٰ تھا کہ اتنی کٹھن اور مشکلات سے بھرپور زندگی ان کیلئے ناقابل برداشت ہے۔

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی بیویاں

(صدیٰ بنت سعد اور رعلۃ علیہا السلام بنت مضاض)

حضرت اسماعیل علیہ السلام کو کون نہیں جانتا، ہمارے آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ کی نسل سے تھے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بڑے بیٹے تھے۔ ولادت کے بعد اللہ تعالیٰ کے حکم سے ابراہیم علیہ السلام نے انہیں ان کی ماں کے ساتھ بے آب وگیاہ وادی میں جہاں آج مکہ آباد ہے لا بسایا، آپ وہیں بڑے ہوئے اور وہیں لوگوں سے عربی بولنا سیکھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام وقتاً فوقتاً آپ کے حالات کا جائزہ لینے آجایا کرتے تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کو بہت ہی مشقتوں سے پالا، لیکن وہ بھی زیادہ دِنوں تک زندہ نہ رہ سکیں اور اللہ کو پیاری ہوگئیں۔

اپنے دروازے کی چوکھٹ بدل ڈالو

آپ بڑے ہوئے تو قبیلہ بنی جرہم میں (جو اس وادی میں آکر آباد ہو گیا تھا) ایک لڑکی سے شادی کرلی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت اسماعیل علیہ السلام سے وقتاً فوقتاً ملنے آیا کرتے تھے۔ ایک دن حسبِ معمول آپ (اسمٰعیل علیہ السلام) سے ملنے آئے۔ لیکن آپ گھر میں موجود نہ تھے۔ اُنہوں (ابراہیم علیہ السلام) نے اپنی بہو سے اسماعیل علیہ السلام کا حال دریافت کیا، اس نے بتلایا کہ ہمارے لئے روزی کا سامان (خورد نوش کا سامان) تلاش کرنے گئے ہیں اور کھانے پینے کے بارے میں آپ نے پوچھا تو اسماعیل کی بیوی نے جواب دیا کہ ہم بہت ہی تنگی اور پریشانی میں ہیں۔ ہمارے پاس کھانے پینے کا کوئی سامان نہیں اور ادھر ادھر کی بہت سی شکایتیں کیں۔ یہ سن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ جب اسمٰعیل آجائیں تو سلام کہنا اور میرا یہ پیغام پہنچا دینا کہ اس دروازے کی چوکھٹ بدل ڈالیں۔ اسمٰعیل علیہ السلام گھر آئے تو بیوی نے سارا حال کہہ سنایا اور یہ بھی بتایا کہ بزرگ آئے تھے فلاں فلاں باتیں پوچھ رہے تھے۔ میں نے سب باتیں بتلادیں۔ تو اُنہوں نے جاتے ہوئے کہا تھا کہ جب اسمٰعیل آجائیں تو میرا سلام کہنا اور یہ بھی کہنا کہ وہ اس دروازے کی چوکھٹ بدل دیں۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سمجھ گئے کہنے لگے کہ وہ میرے والد تھے اُنہوں نے مجھ سے آپ کو طلاق دینے کو کہا ہے۔ میں تمہیں طلاق دیتا ہوں۔ تم اپنے گھر چلی جاؤ۔

اس کے بعد حضرت اسماعیل علیہ السلام نے وہیں دوسری شادی کی، کچھ عرصے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام پھر تشریف لائے، اتفاق سے اس دن بھی ان کی ملاقات حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے نہیں ہوئی گھر میں صرف ان کی بیوی تھیں۔ ان سے بھی اُسی طرح حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے بارے میں دریافت کیا، اُس نے کہا کہ وہ ہمارے لئے روزی کی تلاش میں گئے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے گھر کا حال دریافت کیا تو اُس نے جواب دیا کہ ہم بہت خوشحالی اور فارغ البالی کے ساتھ رہتے ہیں کسی قسم کی کوئی پریشانی نہیں ہے اور اُس نے اللہ کا شکر ادا کیا اس کی حمد و ثناء بیان کی۔ کھانے پینے کے بارے میں دریافت کیا تو اُس نے کہا گوشت کھاتے ہیں اور پانی پیتے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ اللہ اس میں برکت دے اور جاتے ہوئے فرمایا کہ اسمٰعیل جب آجائیں تو میرا سلام پہنچانا اور کہنا کہ وہ اس چوکھٹ کو برقرار رکھیں۔ جب اسمٰعیل علیہ السلام آئے تو ان کی بیوی نے بتایا کہ ایک نورانی صورت بزرگ آئے تھے اور فلاں فلاں باتوں کے متعلق پوچھ رہے تھے میں نے تمام باتیں بتلائیں اور وہ جاتے ہوئے کہہ گئے تھے کہ میرا سلام پہنچانا اور کہنا کہ اس دروازے کی چوکھٹ کو برقرار رکھیں، اس نے ان بزرگ کی بڑی تعریف کی۔ اس پر اسمٰعیل نے کہا کہ وہ میرے والد محترم تھے اور چوکھٹ سے مراد تم ہی ہو اور تمہیں طلاق نہ دینے کا اشارہ فرما گئے ہیں۔ پھر اس بیوی کو پہلی بیوی کا قصہ سنایا اور کہا کہ تم امتحان میں پوری اُتری ہو۔

قارئین ذی وقار! یہ تھا حضرت اسماعیل علیہ السلام کی دو بیویوں کا متضاد کردار۔ایک بیوی نے اللہ کی ناشکری کی اور بے صبری اور بد خلقی کا مظاہرہ کیا، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انہیں ناپسند فرمایا اور اپنے بیٹے کو طلاق دینے کا حکم دیا، دوسری بیوی نے شکر و صبر اور حسن اخلاق کو اپنایا، اسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پسند کیا اور اسے باقی رکھنے کا حکم دیا۔

اس سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ انسان کو ہمیشہ ہر حال میں صابر و شاکر رہنا چاہئے اور اللہ کی نعمت پر شکر کر کے اس کی حمد و ثناء بیان کرنی چاہئے جیسا کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی دوسری بیوی نے کیا۔ ذرا سی مصیبت یا پریشانی میں گھبرا کر صبر کا دامن ہاتھ سے چھوڑ دینا اہل ایمان کا کام نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو خوشحالی اور تنگی دونوں حالتوں میں آزماتا ہے اگر کوئی انسان کسی پریشانی یا تکلیف میں مبتلا ہو تو اسے ناشکری نہیں کرنی چاہئے۔ ہر حال میں اسی کو یاد کر کے ایسی روش اختیار کرنی چاہئے جو خدا تعالیٰ کو محبوب ہو، تبھی اللہ خوش ہو سکتا ہے اور اپنے محبوب بندوں میں شامل کر سکتا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اگر تم شکر ادا کرو گے تو میں مزید دوں گا اور کفر کی روش اختیار کرو گے تو میرا عذاب بہت شدید ہے۔ (سورۂ ابراہیم:۷)

خدا تعالیٰ ہمیں صبر و شکر اور حسن اخلاق کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ ؎

کوئی تو تمنائے زر و مال میں خوش ہے — اور کوئی تماشائے خد و خال میں خوش ہے
پر ہم سے جو پوچھو تو نہیں کوئی بھی خوش حال — خوش حال وہی ہے جو ہر حال میں خوش ہے

﴿ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی بیویوں کا درج بالا قصہ صحیح بخاری کتاب الانبیاء میں مذکور ہے ﴾

قرآن حکیم میں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اور اُن کے گھر والوں کا تذکرہ یوں بیان ہوا ہے:

وہ اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوۃ کا حکم دیتا تھا۔ (سورۂ مریم:۵۵)

حضرت رعلة علیہا السلام

(زوجہ حضرت اسماعیل علیہ السلام)

☆ اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھنے والی ہر عورت کیلئے جود و کرم میں، سخا اور عطا میں نہایت اعلیٰ مثال تھیں۔

☆ قناعت پسند، صابرہ، شاکرہ اور اپنے شوہر حضرت اسماعیل علیہ السلام کی فرماں بردار تھیں۔

☆ سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے ان کیلئے برکت کی دعا فرمائی تھی تو اللہ عزّ وجل نے ان کی ذریت اور نسل میں برکت عطا فرمائی اور ان کے یہاں بارہ بیٹوں کی ولادت ہوئی۔

رعلة ایک نیک اور مومن بیوی تھیں

حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اپنی پہلی بیوی (صدیٰ بنت سعد) کو طلاق دینے کے بعد کچھ عرصہ ایسے ہی گزارا۔ پھر اس کے بعد ایک متقی، پرہیزگار، اللہ اور اس کے پیغمبروں پر ایمان رکھنے والی بیوی کی تلاش شروع کردی جو ہنسی خوشی اور صبر کے ساتھ ہر تنگی اور مشکل کو جھیل سکے۔ انہیں ایک ایسی عورت کی تلاش تھی جو اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کیلئے دنیاوی اور مادی آسائشوں سے منہ پھیر کر آخرت کی نعمتوں اور آسائشوں پر نظر رکھے اور آخر کار انہیں گوہر مقصود حاصل ہوگیا۔ انہیں یہ ساری خوبیاں ایک (رعلة بنت مضاض بن عمرو الجرہمۃ) نامی خاتون میں نظر آئیں۔ سو انہوں نے ان کے والد کو پیغام بھجوایا اور انہوں نے یہ پیغام منظور کرلیا اور اپنی بیٹی رعلة کا نکاح اسماعیل علیہ السلام سے کردیا۔

اور اس طرح (رعلة بنت مضاض) اسماعیل علیہ السلام کے گھر منتقل ہوگئیں اور بے اختیار اپنے پروردگار کا شکر ادا کرنے لگیں کہ جس نے ان کو نوازا اور اتنا مبارک نکاح ان کا مقدر کردیا۔

رعلة بنت مضاض اللہ تعالیٰ پر اور ان کے رسول ابراہیم علیہ السلام پر نازل ہونے والے (صحف مطہرہ) پر سچے دل سے ایمان لے آئی تھیں اور اپنے شوہر اسماعیل علیہ السلام کی عادات و اخلاق پوری طرح اپنائی تھیں جس کی وجہ سے وہ آخرت کی طالب عورتوں کیلئے جود و سخا میں ایک اعلیٰ ترین مثال بن کر ان کیلئے مشعل راہ بن گئیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام جب ایک عرصہ کے بعد اسماعیل علیہ السلام کے گھر آئے تو اپنی بہو (رعلة بنت مضاض) سے مل کر بہت خوش ہوئے اور انہیں احساس ہوا کہ ان کے سامنے ایک صابرہ، شاکرہ اور اپنے شوہر کی قدر جاننے والی خاتون ہے اور اس وقت وہ بے اختیار اللہ کی طرف متوجہ ہوئے اور دعا فرمائی:

اللھم بارک لھم فی طعامھم وشرابھم

اے میرے اللہ! ان کے کھانے اور پینے میں برکت عطا فرما۔

سیّدنا اسماعیل علیہ السلام کی بیویاں اور حدیث نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

سیّدنا اسماعیل علیہ السلام کی شادی اور نکاح کا واقعہ قرآن کریم میں مذکور نہیں بلکہ سنتِ مطہرہ میں اس کا ذکر، حدیث کی کئی کتابوں میں کئی جگہ وارد ہوا ہے۔ خاص کر صحیح بخاری میں یہ واقعہ بڑی تفصیل کے ساتھ مذکور ہے جس میں امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بڑی تفصیل کے ساتھ ہاجرہ علیہا السلام کی مکہ میں رہائش اور اسماعیل علیہ السلام کی دونوں بیویوں سے متعلق حدیث ایک طویل قصہ کی شکل میں روایت کی ہے۔ (تیسیر الباری ترجمہ وشرح صحیح بخاری، حدیث ۵۸۳، ص ۲۳۶)

حدیث میں ذکر ہے کہ (جرہم) قبیلہ نے آب زم زم کے قریب پڑاؤ ڈالا اور پھر ہاجرہ علیہا السلام سے وہاں رہنے کی اجازت طلب کی اور انہوں نے اجازت دے دی۔ (ازواج الانبیاء، ص ۱۳۷)

ایک مثالی ماں

حضرت سیّدنا اسماعیل علیہ السلام کی بیوی (رعلۃ بنت مضاض) جرہم کی سب سے زیادہ دیندار اور عفت مآب خاتون تھیں۔ سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے ان کیلئے برکت کی دعا فرمائی تھی، سو اللہ تعالیٰ نے ان کی ذریت میں برکت عطا فرمائی اور وہ اس نیک نسل کی ماں بنی جنہیں اللہ تعالیٰ نے ایک عظیم مقصد اور منصب کیلئے منتخب فرمایا۔

مورخین کہتے ہیں، اسماعیل علیہ السلام کی بیوی نے بارہ لڑکے پیدا کئے اور وہ یہ ہیں: نابت اور یہ سب سے بڑے تھے۔ پھر قیدار، اربل، منشا، مسمع، ماشی، دوما، طیما، ادر، یطورا، نبشا اور قیدما علیہم السلام اور ان سب کی ماں رعلۃ بنت مضاض بن عمرو الجرہمیۃ تھیں۔

(شفاء الغرام، اخبار مکہ، ازرقی، سیرت ابن ہشام بحوالہ ازواج الانبیاء، ص ۱۳۹)

رعلۃ بنت مضاض نے اپنی زندگی میں ہی اپنی اولاد کو مکہ کے سرداروں کے روپ میں دیکھ لیا تھا۔ وہ سب کے سب نہایت طاقتور اور رُعب و دبدبہ والے لوگ تھے جن کے دل (بیت اللہ الحرام) کی محبت اور عظمت سے لبریز تھے۔ اس گھر سے جسے ان کے شوہر اسماعیل علیہ السلام نے اپنے والد ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ مل کر بنایا تھا۔

عرب قوم اسماعیل علیہ السلام اور ان کی بیوی رعلۃ بنت مضاض ہی کی اولاد اور نسل تھی۔ ان کے بیٹے قیدار کے ذریعے عرب قوم کو فروغ ملا اور وہ 'العرب' کہلائے۔ (شفاء الغرام ۲/ ۳۳، بحوالہ ایضاً)

رعلۃ بنت مضاض زوجہ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اپنی پوری زندگی عبادت و ریاضت میں گزار دی۔ وہ جانتی تھیں کہ وہ ایک نبی کی بیوی ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی ہدایت کیلئے بھیجا تھا اور پھر (بیت اللہ الحرام) کے پاس ہی انہوں نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ وہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں اور بخشے ہوئے مقام سے بہت خوش اور مطمئن تھیں اور ان کی روح ہنسی خوشی اپنے پروردگار کی طرف پرواز کر گئی اور اعلیٰ علیین کے مقام تک پہنچی اور اسی طرح اسماعیل علیہ السلام کی اہلیہ رعلۃ نے عالم نسواں میں رہتی دنیا تک کیلئے ایسا نقش چھوڑا جسے گزرتا وقت بھی نہ مٹا سکے گا اور وہ واقعی ساری خواتین کیلئے بہترین عملی نمونہ ہیں جن کے نقش قدم پر چل کر فلاح دارین حاصل کی جاسکتی ہے۔ (ازواج الانبیاء، ص ۱۴۲)

اللہ تعالیٰ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی بیوی کو اپنی رضا اور خوشنودی عطا فرمائے اور ان کو اپنے جوارِ رحمت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین

عورت اللہ کی خاص نعمت

اور اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائیں تمہارے لئے تمہاری جنس سے عورتیں اور تمہارے لئے پیدا فرمائے تمہاری عورتوں سے بیٹے اور پوتے اور تمہیں رزق عطا فرمایا پاکیزہ چیزوں سے۔ تو کیا یہ لوگ پھر بھی باطل (جھوٹ) پر ایمان لاتے ہیں اور اللہ کی نعمتوں کا انکار کرتے ہیں۔ (سورۃ النحل:۷۲)

عورت پُرسکون زندگی کا ساتھ

وہی خدا ہے جس نے پیدا فرمایا تمہیں ایک نفس سے اور اس سے اس کا جوڑا بنایا تاکہ وہ سکون حاصل کرے اس جوڑے سے پھر جب مرد (اپنے جسم کے نیچے) ڈھانپ لیتا ہے عورت کو تو وہ ہلکے سے حمل سے حاملہ ہو جاتی ہے۔ پھر اس حمل کے ساتھ وہ چلتی پھرتی رہتی ہے۔ پھر جب وہ بوجھل ہو جاتی ہے تو دونوں میاں بیوی دعا مانگتے ہیں اللہ تعالیٰ سے جو ان کا پالنے والا ہے کہ اے اللہ! اگر تو ہمیں تندرست لڑکا عنایت فرمائے تو ہم ضرور تیرے شکر گزار بندوں میں ہو جائیں گے۔ (سورۃ الاعراف:۱۸۹)

ساری انسانیت ایک مرد اور عورت کی اولاد ہے

اے لوگو! ہم نے تم سب کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہیں مختلف قومیں اور خاندان بنا دیا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ تم میں سے زیادہ عزت والا اللہ کی نظر میں وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ متقی ہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا اور سب کی خبر رکھنے والا ہے۔ (سورۃ الحجرات:۱۳)

عورت سے نفرت کا احمقانہ عقیدہ

اور وہ تجویز کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کیلئے بیٹیاں (جنہیں وہ اپنے لئے پسند نہیں کرتے) وہ اولاد سے پاک ہے اور ان کیلئے وہ (بیٹے) ہیں جنہیں وہ پسند کرتے ہیں اور جب اطلاع دی جاتی ہے ان میں سے کسی کو بیٹی کی پیدائش کی تو (غم اور نفرت سے) اس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے اور وہ (غم و غصے سے) بھر جاتا ہے، چھپتا پھرتا ہے (شرم اور احساس کمتری سے) لوگوں کی نظروں سے اس بری خبر کی وجہ سے جو اسے دی گئی ہے۔ اب یہ سوچتا ہے کہ کیا وہ اس بچی کو ذلت کے ساتھ اپنے پاس رکھے یا اسے مٹی میں گاڑ دے۔ افسوس کتنا برا فیصلہ ہے جو وہ کرتے ہیں۔ (سورۃ النحل:۵۷-۵۹)

عورت کا خاندانی مقام

اس کی قدرت کی ایک نشانی یہ ہے کہ اس نے تمہارے لئے پیدا فرمائیں تمہاری جنس سے بیویاں تا کہ تم سکون حاصل کرو ان سے اور پیدا فرمائے تمہارے درمیان محبت اور رحمت کے جذبات۔ بے شک اس میں غور وفکر کرنے والے لوگوں کیلئے بہت سی نشانیاں ہیں۔ (سورۃ الروم:۲۱)

عورت رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نظر میں

عورت کی حقیقت اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نظر میں کتنی پسندیدہ ہے؟ اس کا اندازہ اس ایک حدیث سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، تمہاری دنیا میں سے مجھے تین چیزوں کو پسند کرنے کو کہا گیا ہے: ایک خوشبو، دوسری عورتیں اور تیسری یادِ الٰہی میں میری آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان ہے۔ (مجربات امام غزالی علیہ الرحمۃ، ص ۱۲۷)

اس حدیثِ مبارکہ میں خوشبو کے ساتھ عورت کا ذکر کیا گیا ہے جس سے عورت کی فطری معصومیت، لطافت طبع اور مزاج کی نزاکت نسوانیت اور فطری حیاء کا خیال رکھا گیا ہے اور یہ فرمانا کہ 'عورت کو پسند کرنے اور شفقت کرنے کیلئے مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کہا گیا ہے'۔ اس میں عورت کی عظمت اور روحانیت کی طرف اشارہ کیا جارہا ہے جو اللہ کی نظر میں پسندیدہ ہونے کا اظہار ہے۔

ایک اور مقام پر عورت سے حسن سلوک سے پیش آنے کا حکم دیا جارہا ہے۔ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، عورتوں کے ساتھ درگزر، چشم پوشی اور حسن سلوک سے پیش آؤ، نرمی کے ساتھ معاملہ کرو، بلاوجہ سختی اور جھڑکنے سے وہ اپنا کام انجام نہیں دے سکتیں۔ (مسلم پرسنل لاء اور اسلام کا عائلی نظام لکھنؤ)

اور اس ایک حدیثِ مبارکہ ہمیں بزرگی اور ذلت اخلاق میں فرق عورت سے سلوک کو دیکھ کر کرنا معیار قرار دیا جارہا ہے۔ ارشادِ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے کہ عورت کی عزت صرف کریم اور اچھے اخلاق والا ہی کرتا ہے اور عورت کی توہین صرف کمینہ ہی کرتا ہے۔

ان آیات اور احادیث سے عورت کا انسانی احترام اور انسانیت کی بھلائی' امن، عالم اور انسانی معاشرے کے اچھے یا برے ہونے کا معیار عورت کی انسانی حیثیت کو قرار دیا گیا ہے۔

بہترین بیوی وہ ہے

☆ جو اپنے شوہر کی فرماں برداری اور خدمت گزاری کو اپنا فرض منصبی سمجھے۔

☆ جو اپنے شوہر کے تمام حقوق ادا کرنے میں کوتاہی نہ کرے۔

☆ جو اپنے شوہر کی خوبیوں پر نظر رکھے اور اس کے عیوب اور خامیوں کو نظر انداز کرتی رہے۔

☆ جو خود تکلیف اُٹھا کر اپنے شوہر کو آرام پہنچانے کی ہمیشہ کوشش کرتی رہے۔

☆ جو اپنے شوہر سے اس کی آمدنی سے زیادہ کا مطالبہ نہ کرے اور جو مل جائے اس پر صبر و شکر کے ساتھ زندگی بسر کرے۔

☆ جو اپنے شوہر کے سوا کسی اجنبی مرد پر نگاہ نہ ڈالے۔ نہ کسی کی نگاہ اپنے اوپر پڑنے دے۔

☆ جو پردے میں رہے اور اپنے شوہر کی عزت و ناموس کی حفاظت کرے۔

☆ جو شوہر کے مال اور مکان و سامان اور خود اپنی ذات کو شوہر کی امانت سمجھ کر ہر چیز کی حفاظت و نگہبانی کرتی رہے۔

☆ جو اپنے شوہر کی مصیبت میں اپنی جانی و مالی قربانی کے ساتھ اپنی وفاداری کا ثبوت دے۔

☆ جو اپنے شوہر کی زیادتی اور ظلم پر ہمیشہ صبر کرتی رہے۔

☆ جو میکہ اور سسرال دونوں گھروں میں ہر دلعزیز اور باعزت ہو۔

☆ جو پڑوسیوں اور ملنے جلنے والی عورتوں کے ساتھ خوش اخلاقی اور شرافت و مروت کا برتاؤ کرے اور سب اس کی خوبیوں کے مداح ہوں۔

☆ جو مذہب کی پابند اور دیندار ہو اور حقوق اللہ و حقوق العباد کو ادا کرتی ہو۔

☆ جو سسرال والوں کی کڑوی کڑوی باتوں کو برداشت کرتی رہے۔

☆ جو سب گھر والوں کو کھلا پلا کر سب سے آخر میں خود کھائے پیے۔

معاملات نہ ہوں گر درست انسان کے

تو جانور سے بھی بدتر ہے آدمی کی حیات

عورت کیا ہے؟

☆ عورت، خدا کی بڑی بڑی نعمتوں میں سے ایک بہت بڑی نعمت ہے۔

☆ عورت، دنیا کی آبادکاری اور دینداری میں مردوں کے ساتھ تقریباً برابر کی شریک ہے۔

☆ عورت، مرد کے دل کا سکون، روح کی راحت، ذہن کا اطمینان، بدن کا چین ہے۔

☆ عورت، دنیا کے خوبصورت چہرہ کی ایک آنکھ ہے۔ اگر عورت نہ ہوتی تو دنیا کی صورت کانی (اندھی) ہوتی۔

☆ عورت، آدم علیہ السلام و حضرت حوا علیہا السلام کے سوا تمام انسانوں کی 'ماں' ہے اس لئے وہ سب کیلئے قابل احترام ہے۔

☆ عورت، کا وجود انسانی تمدن کیلئے بے حد ضروری ہے۔ اگر عورت نہ ہوتی تو مردوں کی زندگی جنگلی جانوروں سے بدتر ہوتی۔

☆ عورت، بچپن میں بھائی بہنوں سے محبت کرتی ہے۔ شادی کے بعد شوہر سے محبت کرتی ہے۔ ماں بن کر اولاد سے محبت کرتی ہے۔

اس لئے عورت دنیا میں پیار و محبت کا ایک 'تاج محل' ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام کی زوجہ (واہلہ یا واعلہ)

☆ جو کافر و نافرمان عورتوں کیلئے بدترین نمونہ ہے۔

☆ کافر اور ضدی قوم کے شانہ بشانہ کھڑے ہو کر حق کا مقابلہ کیا۔

☆ دعوتِ توحید کا مذاق اُڑایا۔ اور اللہ کے نبی حضرت نوح علیہ السلام کو بے تحاشا اذیت پہنچائی۔

☆ اس کا انجام یہ ہوا کہ وہ کافروں کے ساتھ ساتھ طوفان میں غرق ہوگئی۔

☆ نوح علیہ السلام کو جھٹلانے والے لوگوں میں ان کی بیوی بھی شامل ہوگئی اور اس قافلے کے ساتھ چل پڑی، ان کی بولی بولتی تھی اور ان کی ہاں میں ہاں ملاتی تھی۔

☆ مفسرین کرام کا کہنا ہے کہ نوح علیہ السلام کی بیوی کا نام واعلہ تھا۔ (تفسیر القرطبی، ۲۰۱/۱۸) یا والعہ تھا۔ اس نے کافروں اور ملحدوں کا ساتھ دیا۔

☆ نوح علیہ السلام کی بیوی اپنے شوہر کے بارے میں کہتی تھی کہ وہ دیوانہ ہے، اسے عقل نہیں، ایسی باتیں کرتا ہے جو کسی کی سمجھ میں نہیں آتیں، ایسی چیزوں کے بارے میں باتیں کرتا ہے جو ناممکن الوقوع ہیں اور دعویٰ کرتا ہے کہ بت نقصان پہنچانے سے قاصر ہیں اور نوح علیہ السلام کی قوم کا کوئی شخص اگر ایمان لا کر ان کے نورانی قافلے کا مسافر بن جاتا تو نوح علیہ السلام کی بیوی فوراً حرکت میں آجاتی تھی اور اپنی قوم کے ظالم اور جابر لوگوں کو جا کر اس کی اطلاع کر دیتی تھی تا کہ وہ اسے مار پیٹ اور ایذا رسانی کے ذریعے اسے اس کے دین سے پھیر دیں یا مختلف طریقوں سے اسے بہلا پھسلا کر گمراہ کر دیں۔ اور یہی نہیں بلکہ یہ عورت اپنے شوہر اور ان کی دینی دعوت قبول کرنے والے ہر شخص پر نظر رکھتی تھی اور ان کی ہر ہر بات کی خبر رکھتی تھی اور کوشش میں لگی رہتی تھی کہ نوح علیہ السلام کی جدو جہد کو ناکام بنادے اور ان کی نورانی دعوت کیلئے سارے راستے بند کر دے اور اس طرح اس عورت کا نام بدبختوں، کافروں اور محروم لوگوں میں لکھ لیا گیا اور یہ عورت رہتی دنیا تک کفر و الحاد کا راستہ اپنانے والی ہر عورت کیلئے ایک بدترین مثال اور نمونہ بن کر رہ گئی اور جو عورت بھی اس کی اقتدا کرے گی، وہ نورِ الٰہی کے اس چشمۂ فیض سے بہت دور ہو جائے گی کہ جس کی روشنی صراطِ مستقیم تک لے جاتی ہے۔

ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ ان کی بیوی ان پر ایمان لاتی، انکی ہمت بندھاتی، احکام خدا لوگوں تک پہنچانے میں انکی پوری پوری مدد کرتی لیکن اس نے نافرمانی کی اور اس کی بدبختی اس پر غالب آگئی۔ اس نے اپنے بیٹے (کنعان) کو بھی بہکا دیا اور وہ کفر و ضلالت کی راہ پر گامزن ہوگیا اور دین و مذہب، نیت و عمل میں اپنے باپ کی مخالفت کرنے لگا۔

طبری رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے کہ ان کے چار بیٹے تھے: سام، حام، یافث اور کنعان، جو طوفان میں غرق ہوکر ہلاک ہوگیا اور ان چاروں کی ایک ہی ماں تھی۔ (ازواج الانبیاء، ص ۶۵)

نوح علیہ السلام کی بیوی مستقل کافروں اور مجرموں کے ساتھ شر اور فتنہ کے راستے پر اندھوں کی طرح بڑھتی چلی جارہی تھی اور اپنے شوہر کیلئے طرح طرح کے جال بن رہی تھی اور ان کی دینی دعوت کی راہ میں ہر ممکن رکاوٹ کھڑی کرنے کیلئے جتن کر رہی تھی۔

ایک دن کہنے لگی، اے نوح (علیہ السلام)! کیا تمہارا خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا؟

تو نوح علیہ السلام نے جواب دیا، بالکل کرے گا۔

تو وہ استہزائیہ ہنسی ہنستے ہوئے بولی: آخر کب؟

تو نوح علیہ السلام نے فرمایا، جب زمین سے پانی اُبلنا شروع ہوگا، وہ باہر نکل کر اپنی قوم کو مخاطب کرتے ہوئے بولی اے میری قوم کے لوگو! قسم خدا کی یہ آدمی دیوانہ ہے، دعویٰ کرتا ہے کہ اس کا خدا جب تک اس کی مدد نہیں کرے گا جب تک کہ زمین میں سے پانی اُبلنا شروع نہیں ہوجائے گا۔ (تفسیر قرطبی، ۹/۲۷ بحوالہ ازواج الانبیاء، ص ۷۶)

حضرت نوح اور حضرت لوط علیہما السلام کی بیویاں

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے ہر شخص اپنے اعمال کا ذمہ دار ہوگا۔ اور اگر اس نے دنیا میں برے اعمال کئے ہوں گے تو اس کا کوئی رشتہ دار اور قریبی اسے اللہ کے عذاب سے نہ بچا سکے گا، یہی نہیں بلکہ دنیا میں عذاب نازل ہونے کی صورت میں اس کا حسب و نسب اس کے کچھ کام نہ آئے گا اور وہ بھی عذاب پانے والوں میں شامل ہوگا۔ قرآنِ حکیم نے اس سلسلہ میں حضرت نوح اور حضرت لوط علیہما السلام کی بیویوں کی مثال دی ہے۔

لوگوں کی ہدایت کیلئے اللہ تعالیٰ نے مختلف زمانوں میں بہت سے پیغمبر بھیجے، ان میں سے حضرت نوح اور حضرت لوط علیہما السلام بھی تھے۔ ان کی قومیں طرح طرح کی برائیوں میں مبتلا تھیں، لوگ اللہ کی نافرمانیوں میں ڈوبے ہوئے تھے، اپنی من مانی کرتے تھے اور اللہ کے حکموں کی خلاف ورزی کرتے تھے، حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام نے اپنی قوموں کو ڈرایا، اللہ کی طرف دعوت دی، اس کے احکام یاد دِلائے، اس کی اتباع کا حکم دیا، کچھ لوگ ان پر ایمان لائے اور ان کی دعوت پر لبیک کہا، اور اکثر لوگوں نے انہیں جھٹلایا اور انکار کیا، انہیں جھٹلانے والوں میں ان کی بیویاں بھی تھیں، حالانکہ وہ رات دن اپنے شوہروں کے ساتھ رہتی تھیں اور کھلے چھپے ہر چیز سے واقف تھیں مگر پھر بھی ان پر ایمان نہ لائیں، یہی نہیں بلکہ ان میں دوسری برائیاں بھی پائی جاتی تھیں۔ روایتوں میں ہے کہ نوح علیہ السلام کی بیوی اپنی قوم کے لوگوں کو ایمان لانے والوں کی خبریں پہنچایا کرتی تھی اور لوط علیہ السلام کی بیوی اپنے شوہر کے یہاں آنے والوں کی اطلاع اپنی قوم کے بداعمال لوگوں کو دے دیا کرتی تھی۔

چنانچہ جب اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام اور لوط علیہ السلام کی قوموں کو ان کی بداعمالیوں کے سبب دنیا میں عذاب دیا تو ان کی بیویاں بھی اس عذاب سے نہ بچ سکیں، اور نبی کی بیوی ہونا ان کے کسی کام نہ آیا۔ اللہ نے نوح کو کشتی بنانے کا حکم دیا اور کہا کہ اس میں ایمان لانے والوں کو بٹھالو، پھر پانی آسمان سے برسنے اور زمین سے اُبلنے لگا، اُس وقت ایمان لانے والے محفوظ رہے اور حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا (کنعان)، بیوی (واہلہ) اور سب دوسرے کافر بھی غرق ہوگئے۔

نہ ہے قبرِ دارا، نہ گورِ سکندر
مٹے ناموں کے نشاں کیسے کیسے

اسی طرح لوط علیہ السلام کو اللہ نے حکم دیا کہ تم راتوں رات ایمان والوں کو ساتھ لے کر کوچ کر جاؤ، پیچھے مڑ کر مت دیکھنا اور تمہاری بیوی بھی پیچھے رہ جانے والوں میں سے ہوگی، بالآخر حضرت لوط علیہ السلام اور ان پر ایمان لانے والے صبح ہونے سے پہلے محفوظ مقام پر پہنچ گئے اور ان کی پوری قوم اُلٹ دی گئی اور دردناک عذاب سے دوچار ہوئی، لوط علیہ السلام کی بیوی بھی عذاب سے نہ بچ سکی باوجود یہ کہ وہ نبی کی بیوی تھی۔

قرآن کی اس مثال سے ہمیں عبرت حاصل کرنی چاہئے اور اپنی عاقبت سنوارنی چاہئے ورنہ قیامت میں حسب ونسب اور خاندان کوئی کام نہ آئے گا، وہاں نفسانفسی کا عالم ہوگا اور صرف اپنے اعمال ہی کام آئیں گے۔

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی (واہلہ)

ذکرِ پیمبر حضرت لوط علیہ السلام کی کافرہ بیوی کے ساتھ اور اسی سلسلہ میں پیمبر نوح علیہ السلام کی بیوی کا بھی آیا ہے کہ جن لوگوں نے کفر اختیار کیا ہے، ان کیلئے اللہ مثال بیان کرتا ہے نوح علیہ السلام کی بیوی اور لوط علیہ السلام کی بیوی کہ وہ دونوں ہمارے بندوں میں سے دو صالح بندوں کے تحت میں تھی، لیکن اُنہوں نے ان کے حقوق ضائع کیے تو اللہ کے مقابلے میں وہ دونوں (نیک بندے) ذرا ان کے کام نہ آسکے اور ان سے کہا گیا کہ دوزخ میں داخل ہونے والوں کیساتھ تم دونوں عورتیں بھی داخل ہو جاؤ۔ (التحریم:١٠)

مولانا عبدالماجد دریابادی صاحب لکھتے ہیں کہ حضرت لوط علیہ السلام کی نافرمان بیوی کا ذکر تو کہیں صراحتاً اور کہیں کنایۃً قرانِ حکیم میں اور بھی متعدد مقامات پر آیا ہے لیکن حضرت نوح علیہ السلام کی نافرمان بیوی کا ذکر صرف سورۃ التحریم میں ہی آیا ہے۔ توریت میں اس بی بی کو حضرت نوح علیہ السلام کے لڑکوں اور بہوؤں کی نجات یافتہ بتایا گیا ہے (پیدائش۔١٨:٦) اور ہوسکتا ہے کہ قرآن مجید کو یہ ذکر لانے سے اسی غلطی کی اصلاح مقصود ہو۔

حضرت نوح علیہ السلام کی اس بیوی کا نام تفسیر خزائن العرفان میں 'واہلہ' بتایا گیا ہے۔اس نے دین میں کفر اختیار کیا اور اپنی قوم سے حضرت نوح علیہ السلام کے بارے میں کہتی تھی کہ وہ مجنوں ہیں۔

سورۃ التحریم کی آیت نمبر ١٠ میں دو کافر عورتوں کا ذکر ہے، دونوں کی دونوں نبیوں سے وابستہ اور ان کے گھر میں رہتی تھیں۔ نوح علیہ السلام کی بیوی کی خیانت کی تفسیر میں کہا جاتا ہے کہ ان کی یہ خیانت دینی دعوت میں خیانت تھی۔ فحش کاری والی خیانت نہیں۔ بہت سے مفسرین کرام نے غلطی کی یہ کہہ کر خیانت سے مراد (زِنا کاری) ہے کیونکہ یہ ہرگز جائز نہیں۔اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء و رسل کو اس بات سے پناہ میں رکھا ہے کہ ان کے نکاح میں کوئی ایسی عورت آئے جو ان کی حرمت کو داغدار کرے۔ وہ ان کی عزت و آبرو کی حفاظت کرنے والی شریف عورتیں تھیں۔ (ازواج الانبیاء، ص ٨٨)

شوکانی فرماتے ہیں، اس بات پر اجماع اُمت ہے کہ کسی بھی نبی کی بیوی سے (زناکاری) جیسا گناہ ہرگز سرزد نہیں ہوا اور ماوردی اپنی تفسیر میں کہتے ہیں کہ نوح علیہ السلام اور لوط علیہ السلام کی بیویوں کی خیانت میں چار چیزیں سامنے آتی ہیں:

۱......کہ وہ دونوں کی دونوں کافر تھیں اور اپنے کفر کی وجہ سے خیانت کی مرتکب ہوئیں۔ یہ سدی کا کہنا ہے۔

۲......وہ دونوں منافق تھیں۔ بظاہر ایمان والی بنتی تھیں مگر دلوں میں کفر چھپا رکھا تھا اور یہی ان کی خیانت تھی۔

۳......ان کی خیانت یہ تھی کہ وہ چغل خور تھیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام اور لوط علیہ السلام کو وحی کے ذریعے کچھ پیغام بھیجا جو انہوں نے جا کر مشرکین کو بتا دیا۔ یہ ضحاک کا قول ہے۔

٤......نوح علیہ السلام کی بیوی کی خیانت یہ تھی کہ وہ لوگوں سے کہتی پھرتی تھی کہ نوح دیوانے ہیں اور جب کوئی شخص ان پر ایمان لاتا تھا تو وہ ظالم اور جابر لوگوں کو جا کر اس کی اطلاع کر دیتی تھی۔

اور لوط علیہ السلام کی بیوی کی خیانت یہ تھی کہ جب لوط علیہ السلام کے پاس کوئی مہمان آتا تو وہ اپنی قوم کو جا کر بتا دیتی تھی کہ نیا مہمان آیا ہے کیونکہ قوم لوط مردوں میں دلچسپی رکھنے والی قوم تھی۔

امام رازی علیہ الرحمۃ نے ماوردی علیہ الرحمۃ سے پوچھا، ان دونوں کی خیانت کیا تھی؟ تو انہوں نے جواب دیا، ان دونوں کا نفاق اور دلوں میں کفر چھپانا اور دونوں پیغمبروں کے ساتھ بدسلوکی سے پیش آنا۔

کیونکہ نوح علیہ السلام کی بیوی نے اپنی قوم سے ان کے بارے میں کہا تھا کہ وہ دیوانے ہیں۔

جبکہ لوط علیہ السلام کی بیوی نے ابراہیم علیہ السلام کے مہمانوں کی آمد کی اطلاع دی تھی۔

اور یہ کہنا اور سمجھنا ہرگز جائز نہیں کہ ان کی خیانت سے مراد فسق و فجور یا بدکاری ہے۔ ان دونوں عورتوں کی ہلاکت میں ہر قلب و نظر رکھنے والے کیلئے سامانِ عبرت بدرجۂ اتم موجود ہے۔

سیّدنا نوح علیہ السلام اپنے ربّ سے ان الفاظ میں دعا مانگتے تھے:

(ترجمہ) اے میرے ربّ مجھ کو اور میرے ماں باپ کو اور جو مومن ہونے کی حالت میں میرے گھر میں داخل ہیں ان کو (یعنی اہل و عیال) علاوہ (زوجہ و کنعان) اور تمام مسلمان مردوں اور عورتوں کو بخش دے۔ (نوح:۲۸)

یا اللہ! ہماری بخشش فرما اور ہم پر رحم فرما، اور اپنے فضل و کرم سے نواز کر صحیح راستہ پر چلنے کی توفیق عطا فرما کہ تو سب سے بہتر جاننے والا حکمت والا ہے۔ آمین

حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی (وائلہ)

پیغمبر حضرت نوح علیہ السلام کی کافرہ بیوی کے ساتھ پیغمبر حضرت لوط علیہ السلام کی کافرہ بیوی کا بھی ذکر ایک ہی سلسلہ میں آیا ہے جیسا کہ سورۃ التحریم میں مذکور ہے۔ حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی کافرہ اور نافرمان تھی۔ جب آپ کی قوم پر عذاب کا وقت آیا تو عذاب لانے والے فرشتوں نے آپ علیہ السلام سے کہہ دیا کہ اس پر نہ کوئی نصیحت اثر کریگی، نہ یہ ہماری ہدایت پر عمل کریگی۔ اس کا دل کافروں میں اٹکا ہوا ہے۔ یہ نزولِ عذاب کے وقت ان کی ہمدردی میں پیچھے مڑ کر دیکھے گی اور خود بھی عذاب کا شکار ہو کر رہے گی۔

توریت میں ہے کہ..... مگر اس کی جورو نے اس کے پیچھے سے پھر کر دیکھا اور نمک کا کھمبا بن گئی۔

انجیل میں لوط علیہ السلام کی بیوی کا ذکر بطورِ ضرب المثل کے آیا ہے..... لوط کی بیوی کو یاد رکھو، جو کوئی اپنی جان بچانے کی کوشش کرے وہ اسے کھوئے گا اور جو کوئی کھوئے وہ اسے زندہ رکھے گا۔ (لوقا: ۱۷۔۳۳)

سورۂ ھود میں ارشاد ہوتا ہے کہ..... اے لوط (علیہ السلام)! آپ رات ہی کے کسی حصے میں اپنے گھر والوں کو لے کر نکل جائیں اور تم لوگوں میں سے کوئی بھی پیچھے مڑ کر (پھر کر) نہ دیکھے مگر ہاں آپ علیہ السلام کی بیوی (کہ وہ دیکھے گی)۔ (سورۂ ھود: ۸۱)

دوسری جگہ بھی اسی سیاق میں فرشتوں کی زبان سے ہے کہ..... ہم آپ کو اور آپ کے گھر والوں کو عذاب سے بچالیں گے، بجز آپ علیہ السلام کی بی بی کے کہ وہ (عذاب) میں رہ جانے والوں میں ہوگی۔ (العنکبوت: ۳۲)

سورۃ الحجر، آیت ۶۰، سورۃ النمل، آیت ۵۷۔ سورۃ الاعراف، آیت ۸۳ اور سورۃ العنکبوت، آیت ۳۳ چاروں جگہ مراد حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی کا ہونا بالکل ظاہر ہے۔ سورۃ الشعراء، آیت ۱۷۱ میں 'عجوزاً' سے مراد بھی حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی (کافرہ) ہی ہے۔ اور سورۃ الصفت، آیت ۱۳۵ میں بھی 'عجوزاً' سے مراد لوط علیہ السلام کی کافرہ بیوی ہے۔

حضرت مولانا نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ لوط علیہ السلام کی بیوی کا نام 'وائلہ' تھا اور وہ اپنا نفاق چھپاتی تھی اور جو مہمان آپ علیہ السلام کے یہاں آتے تھے آگ جلا کر اپنی قوم کو ان کے آنے سے خبردار کرتی تھی۔

بعض نے زوجۂ لوط کا نام 'والھہ' لکھا ہے۔ (البدایۃ والنہایۃ ۱/۱۸۱)

☆ جو اپنے شوہر کے خلاف اپنی قوم کی مددگار اور ان کی جاسوس تھی اور اپنے شوہر کے راز افشا کرنے اور ان کی دعوت میں رُکاوٹ ڈالنے والی تھی۔

☆ بداخلاق تھی، بدخصلت تھی، بگڑی فطرت والی تھی۔

☆ اپنی گمراہ قوم کے ساتھ ہلاک ہوگئی۔

☆ جو اپنی قوم کیلئے فحش کاری کا راستہ ہموار کرتی تھی۔ وہ جانتی تھی کہ اس کی قوم سرتا پا گناہوں میں ڈوب چکی ہے اور انہیں عورتوں سے کوئی دلچسپی نہیں رہی اس لئے وہ اپنے شوہر کے خلاف ان کی مددگار تھی اور کسی نہ کسی طریقہ سے وہ انہیں اپنے گھر آنے والے مہمانوں کی آمد سے مطلع کر دیتی تھی کہ اگر کوئی مہمان رات میں ان کے یہاں آتا تھا تو اسے جا کر بتانے کا موقع نہیں ملتا تھا تو وہ الاؤ جلا کر انہیں خبر کر دیا کرتی تھی اور اگر کوئی مہمان دن میں آتا تھا اور اسے گھر سے نکلنے کا موقع نہیں ملتا تھا تو وہ بڑی چالاکی سے آگ جلا کر بجھا دیتی تھی تا کہ اس میں سے دھواں اُٹھے اور وہ لوگ دھواں دیکھ کر سمجھ جائیں کہ کوئی نیا مہمان آیا ہے اور پھر وہ لوگ ٹولے کی شکل میں لوط علیہ السلام کے گھر آدھمکتے اور اپنی بدترین خواہش کی تکمیل کیلئے مہمانوں کا مطالبہ کرتے تھے۔

☆ لوط علیہ السلام کی بیوی نے اپنے کفر اور بددیانتی پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ وہ اپنے شوہر کی چغلی بھی کھاتی تھی اور اپنی قوم کے ظالم و جابر لوگوں کو اُکساتی تھی کہ وہ اس کے شوہر کو جھٹلائیں، ان کی دینی دعوت کی راہ میں رکاوٹیں پیدا کریں اور یہی نہیں بلکہ وہ ان کے راز بھی افشا کرتی تھی اور ان کی دیرینہ دشمن تھی۔ اپنے دل میں نفاق چھپا کر رکھتی تھی اور ظاہر یہ کرتی تھی کہ وہ مومن ہے۔

امام ابوزکریا یحییٰ بن زیاد الفراء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا، نوح علیہ السلام اور لوط علیہ السلام کی بیویوں کو ان کے شوہروں کا ایمان کوئی نفع نہ پہنچا سکا اور ان دونوں خواتین کا نفاق ان کے شوہروں کا کچھ نہ بگاڑ سکا۔ (معانی القرآن للفراء۔۳/۱۶۹ بحوالہ ازواج الانبیاء، ص ۱۰۵)

اللہ تعالیٰ نے لوط علیہ السلام اور ان کے گھر والوں کو پاکیزگی عطا فرمائی علاوہ ان کی بیوی کے، جو کفر میں اپنی قوم کے شانہ بشانہ چلتی رہی اور ان کی قوم اپنی ضد اور ہٹ دھرمی پر اڑی رہی بلکہ اب تو وہ لوگ لوط علیہ السلام کا مذاق اُڑانے لگے اور کہنے لگے:

تم ہم پر اللہ کا عذاب لے آؤ اگر تم (اس بات) میں سچے ہو کہ یہ افعال موجب عذاب ہیں۔ (العنکبوت:۲۹)

جب اس بدبخت قوم پر عذاب لے کر فرشتے آئے تو انہوں نے لوط علیہ السلام سے کہا کہ آپ کی کافر بیوی کے ساتھ بھی وہی ہوگا جو اس قوم کے ساتھ ہوگا اس لئے اسے اپنے ساتھ لیجانے کی ضرورت نہیں کہ اس نے حد سے تجاوز کیا اور اس پر حکم ربی نافذ ہوگیا۔

تمہارے ان گھر والوں میں شامل نہیں ہوسکتی کہ جن کیلئے نجات اور سعادت مقدر فرمادی گئی۔

اس کی نسبت ہم نے تجویز کر رکھا ہے کہ وہ ضرور اسی مجرم قوم میں رہ جائے گی۔ (الحجر:۶۰)

لوط علیہ السلام کی بیوی اپنی قوم کے ساتھ ہلاک ہوگئی ۔ ابن کثیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا، کہا جاتا ہے کہ لوط علیہ السلام کی بیوی اپنی قوم کے ساتھ رہ گئی تھی اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ بھی اپنی بیٹیوں اور شوہر کیساتھ اس بستی سے نکل گئی تھی لیکن عذاب کے نازل ہونے پر قوم کا شور سن کر صبر نہ کرسکی، مڑ کر (پیچھے) ان کی طرف دیکھا اور حسبِ عادت نافرمانی کی اور اس کی زبان سے نکل گیا ہائے میری قوم! اسی وقت آسمان سے ایک پتھر اس پر بھی آیا اور وہ وہیں ڈھیر ہوگئی۔

قوم لوط پر برسنے والے پتھروں پر قدرتی طور پر ان لوگوں کے نام لکھے ہوئے تھے جس کے نام کا پتھر تھا اسی پر گرتا تھا۔ ان میں سے جو جہاں تھا وہیں پتھر سے ہلاک کیا گیا۔ (ازواج الانبیاء، ص ۱۱۷)

اے ربّ ہمارے بے شک جسے تو دوزخ میں لے جائے اُسے ضرور تو نے رسوائی دی اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں

اے ربّ ہمارے ہم نے ایک منادی کو سنا کہ ایمان کے لئے ندا فرماتا ہے کہ اپنے ربّ پر ایمان لاؤ تو ہم ایمان لائے

اے ربّ ہمارے تو ہمارے گناہ بخش دے اور ہماری برائیاں محو فرمادے اور ہماری موت اچھوں کے ساتھ کر۔ (آل عمران: ۱۹۲،۱۹۳)

حضرت ایشاع علیہا السلام

(زوجہ حضرت زکریا علیہ السلام)

☆ ایک نبی کی اہلیہ، ایک نبی محترم کی والدہ اور ایک نبی کی خالہ۔

☆ بانجھ تھیں۔ ان کے یہاں اولاد نہیں ہوتی تھی مگر بفضل خدا ان کے یہاں اولاد ہوئی۔

☆ اللہ ربّ العزت نے انہیں وہ پیاری خوشخبری عطا فرمائی جس پر ہر عورت فخر کرتی ہے (ماتا کی خوشخبری)۔

☆ وہ اللہ ربّ العزت کی اطاعت اور اخلاص میں اعلیٰ ترین مقام پر فائز تھیں۔

☆ ان کے شوہر وہ نبی ہیں کہ جن کو فرشتوں نے اس وقت پکارا جب وہ عبادت میں مصروف تھے اور انہیں ایسی خوشخبری سنائی کہ جس کو سن کر ان کا وجود مہک اُٹھا اور وہ دن رات اپنے ربّ کی تسبیح و تحمید میں مصروف رہنے لگے۔

☆ ان کے بیٹے وہ نبی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے چھوٹی سی عمر میں ہی حکمت اور بردباری سے نوازا، تقویٰ کا لباس عطا فرمایا۔ نیکی، تواضع، انکساری اور امن پسندی ان کی رگ رگ میں بسی ہوئی تھی۔ اس پر انہیں ایک اور خصوصیت سے نوازا کہ وہ پہلے فرد تھے جن کا نام یحییٰ رکھا گیا اور انہیں سردار اور عورتوں سے رغبت نہ رکھنے والا بنایا۔

☆ جبکہ ان کے بھانجے وہ پاکیزہ نبی ہیں کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے دنیا و آخرت میں وجاہت عطا فرمائی اور اپنے مقرب بندوں میں سے بنایا اور ان کو ایک کتاب (انجیل) عطا فرمائی۔

☆ حضرت زکریا علیہ السلام کی اہلیہ ایشاع بنت عمران بڑی نیک سیرت و صورت اور صالح خاتون تھیں۔

☆ یہ وہ پاکباز خاتون تھیں کہ جن کا نیکی کے ساتھ چولی دامن کا ساتھ رہا ہے، جو اپنے شوہر زکریا علیہ السلام کی اقتداء کرتے ہوئے اور اللہ ربّ العزت کی رحمت کی چاہ میں ہر نیکی اور فضیلت میں پیش پیش رہتی تھیں۔

☆ اللہ عزّ وجل نے اس تین ستون والے گھر کی بڑی تعریف بیان کی اور ان کی فضیلت بتائی وہ تین ستون (زکریا علیہ السلام، ان کی اہلیہ اور ان کے بیٹے یحییٰ) ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان تینوں کا مقام بیان کرتے ہوئے بتایا کہ یہ لوگ کس طرح عمل صالح کیلئے کوشاں رہتے تھے اور کتنے خشوع و خضوع کے ساتھ عبادت کرتے اور چھپ کر اور کھل کر ہر طرح اپنے ربّ کو پکارا کرتے تھے۔

هنالك دعا زكريا ربه

اس وقت زکریا علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے دعا کی۔

حضرت زکریا علیہ السلام کی زوجہ محترمہ

(حضرت ایشاع علیہا السلام)

حضرت زکریا علیہ السلام آخری دور کے اسرائیلی پیغمبروں میں سے ہیں۔ رشتے میں حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے خالو تھے۔ حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے والد حضرت عمران کی وفات کے بعد ہیکل کے خادموں کے سردار تھے۔ جب مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ماں نے انہیں ہیکل کی خدمت کیلئے وقف کر دیا تو ان کی پرورش آپ علیہ السلام ہی نے کی تھی۔

اس وقت بڑھاپے کی عمر کو پہنچ چکے تھے اور بے اولاد تھے اور آپ علیہ السلام کی بیوی (الیشبع Al-Yashba) بھی بانجھ تھیں۔ حضرت زکریا علیہ السلام جب بھی مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس جاتے تو دیکھتے کہ ان کے پاس کھانے پینے کا سامان موجود ہوتا انہیں تعجب ہوتا وہ اسکے بارے میں پوچھتے تو مریم جواب دیتیں کہ یہ اللہ کے پاس سے آیا ہے اللہ جسے چاہتا ہے بے حساب دیتا ہے۔ مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دیکھ کر ان کے دل میں بھی یہ خواہش پیدا ہوئی کہ کاش اللہ انہیں بھی ایسی ہی نیک اولاد عطا کرتا اور یہ دیکھ کر اللہ محض اپنی قدرت سے ایک گوشہ نشیں لڑکی کو رزق پہنچا رہا ہے، انہیں یہ اُمید ہوئی کہ اللہ انہیں اپنی قدرتِ کاملہ سے اس عمر میں بھی اولاد عطا کر سکتا ہے چنانچہ ان کی زبان پر بے اختیار یہ کلماتِ دعا جاری ہو گئے:۔

"پروردگار اپنی قدرت سے مجھے نیک اولاد عطا کر، تو ہی سننے والا ہے۔ اے پروردگار میری ہڈیاں کمزور ہو گئی ہیں اور سر سے بڑھاپے کا شعلہ چمک رہا ہے۔ اور میرے ربّ! میں تجھے پکار کر کبھی نامراد نہ رہا۔ اور مجھے اپنے بعد اپنے قرابت والوں کا ڈر ہے اور میری بیوی بانجھ ہے تو مجھے اپنے پاس سے کوئی ایسا دے ڈال جو میرا وارث بھی ہو اور اولادِ یعقوب کا وارث ہو اور اے میرے پروردگار اسے پسندیدہ انسان بنا"۔ (سورۃ مریم: ۴تا۶)

اللہ تعالیٰ نے دعا کو شرفِ قبولیت سے نوازا اور فرشتوں نے اولاد ہونے کی بشارت دی، اس وقت باوجود یہ کہ حضرت زکریا علیہ السلام نے خود پہلے دعا کی تھی لیکن چونکہ ظاہری اسباب بالکل مفقود ہو چکے تھے وہ تعجب کرتے ہوئے پوچھ بیٹھے: پروردگار بھلا میرے یہاں لڑکا کہاں سے ہو گا میں بہت بوڑھا ہو چکا ہوں اور میری بیوی بانجھ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، ایسا ہی ہو گا تیرا ربّ فرماتا ہے کہ یہ تو میرے لئے ذرا سی بات ہے آخر اس سے پہلے میں تجھے پیدا کر چکا ہوں جبکہ تو کوئی چیز نہ تھا۔

قرآنِ حکیم میں حضرت زکریا علیہ السلام کی بیوی کا قصہ سورۂ آلِ عمران کی آیات ۳۷ تا ۴۱ اور سورۂ مریم کی آیات ۱ تا ۱۰ میں مذکور ہے۔

حضرت زکریا علیہ السلام کی بیوی 'الیشبع' کی عمر اٹھانوے سال تھی جب اللہ تعالیٰ نے ان کو حضرت یحییٰ علیہ السلام جیسا بیٹا عطا فرمایا۔ (بعض نے آپ علیہ السلام کی بیوی کا نام 'ایشاع بنت فاقوذا' (Eisha Bint Fakooza) تحریر کیا ہے۔

قرآن حکیم میں حضرت زکریا علیہ السلام کی بیوی کے بارے میں صرف یہ مذکور ہے کہ وہ بانجھ تھیں اس کے باوجود بڑھاپے کی عمر تک حضرت زکریا علیہ السلام ان کے ساتھ ہنسی خوشی زندگی بسر کرتے رہے۔

اس قصہ میں ان لوگوں کیلئے عبرت ونصیحت ہے جو بیوی کے بانجھ ہونے پر اسے طلاق دے دیتے ہیں اور اگر طلاق نہیں دیتے تو اسے ظلم وستم کا نشانہ بنانے لگتے ہیں۔ حالانکہ اولاد پیدا کرنے کی صلاحیت ہونا یا نہ ہونا اللہ تعالیٰ کی توفیق پر منحصر ہوتا ہے اس میں بندے کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔

بھول کر غافل نہ ہونا تم خدا کی یاد سے
اس طرح محفوظ ہوجاؤگے ہر اُفتاد سے

اسرائیلی معاشرہ میں عقیم (بانجھ پن) عورت کیلئے ایک سخت ترین عیب تھا۔ انجیل میں ان کا نام 'الیشبع' آیا ہے۔ انگریزی تلفظ میں 'الزبہتہ' (Al-Zabhata) ۔ یہ آلِ ہارون میں تھیں اور روایات میں آیا ہے کہ حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بہن تھیں۔ عمر میں ان سے بڑی تھیں۔ اپنے صاحبزادے حضرت یحییٰ علیہ السلام کی طرح خود بھی زہد وتقویٰ میں مشہور تھیں۔

ان کے عقیم اور سن رسیدگی کا ذکر انجیل میں بھی ہے، زکریا نے فرشتہ سے کہا، میں اس بات کو کس طرح جانوں کیونکہ میں بوڑھا ہوں اور میری بیوی بھی سن رسیدہ ہے۔ (لوقا۔:Al:1) ان کی اولاد نہ تھی، کیونکہ 'الیشبع' بانجھ تھیں اور دونوں عمر رسیدہ تھے۔ (1:7)

حضرت زکریا علیہ السلام کی اہلیہ ایشاع ایک بانجھ خاتون تھیں جن کے یہاں اولاد نہیں ہوتی تھی جبکہ وہ ابھی جوان تھیں مگر وقت گزرتا رہا اور ماہ وسال بیتتے چلے گئے یہاں تک کہ زکریا علیہ السلام ایک معمر بزرگ کی صورت اختیار کر گئے۔ جن کی ہڈیاں کمزور ہو چکی تھیں اور بالوں میں سفیدی پھیل چکی تھی۔ اور ان کی اہلیہ بھی بوڑھی ہو چکی تھیں مگر ایک ربانی نور تھا جو ان کے چہرے کا احاطہ کیے رہتا تھا جس سے ان کے وقار اور رعب میں مزید اضافہ ہوا تھا۔

زکریا علیہ السلام نے مریم بنت عمران علیہا السلام کی پرورش اور دیکھ بھال کی ذمہ داری اپنے کندھوں پر لے لی تھی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ یحییٰ، عیسیٰ علیہ السلام سے چھ مہینے بڑے تھے اور یحییٰ وہ پہلے شخص تھے جو عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے اور ان کے (کلمۃ اللہ اور روح اللہ) ہونے کی تصدیق فرمائی اور عیسیٰ کے آسمان پر اُٹھائے جانے سے قبل ہی یحییٰ قتل کر دیئے گئے۔

ابن اثیر اور ابن کثیرؒ ذکر کرتے ہیں کہ عیسیٰ اور یحییٰ علیہا السلام دونوں آپس میں خالہ زاد بھائی تھے اور ایک روز یہ ہوا کہ مریم علیہا السلام اپنی بہن اور زکریا علیہ السلام کی اہلیہ ایشاع کے پاس آئیں تو ایشاع نے ان سے پوچھا کیا تمہیں محسوس ہوا کہ میں حاملہ ہوں؟ تو مریم علیہا السلام بولیں: اور میں بھی حاملہ ہوں۔

اُمِ یحییٰ علیہا السلام کہنے لگیں میں محسوس کرتی ہوں کہ جو بچہ میرے پیٹ میں ہے وہ تمہارے پیٹ میں موجود بچے کو سجدہ کر رہا ہے۔

(الکامل ابن اثیر ۱/۲۹۹۔۳۰۰۔ البدایۃ والنہایۃ ابن کثیر ۲/۶۵۔ بحوالہ ازواج الانبیاء، ص ۲۲۸)

زکریا علیہ السلام اور ان کی اہلیہ ایشاع اور ان کے بیٹے یحییٰ اطاعت گزاری کے بلند ترین مقام پر فائز تھے۔ نیکیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ اور نیکیوں میں ایک دوسرے پر سبقت حاصل کرنا بڑا پسندیدہ عمل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنا اور اس کی رضا حاصل کرنا ہی اس کا اصل مقصد ہے۔ اللہ عزّ وجل اسی مبارک گھرانے کی مدح بیان فرماتا ہے:

یہ لوگ لپک لپک کر نیکیاں کرتے ہیں۔ (الانبیاء:۹۰)

اور زکریا علیہ السلام کی اہلیہ محترمہ کیلئے اللہ تعالیٰ کا انعام و اکرام یہ بھی تھا کہ اُس نے ان کے بیٹے یحییٰ علیہ السلام کو منکسر المزاج اور ان کا فرماں بردار بنایا تھا۔ وہ ماں باپ کی نافرمانی جیسے عمل سے قولاً وفعلاً کوسوں دور تھے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے بعد والدین کی اطاعت اور فرماں برداری سے بڑھ کر کوئی عبادت نہیں اور یہی حق تعالیٰ فرماتا ہے:

اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے والے تھے اور سرکش اور نافرمان نہیں تھے۔ (مریم:۱۴)

اللہ تعالیٰ اپنی رضا عطا فرمائے زکریا علیہ السلام کی اہلیہ کو جو ایک صالح ماں اور وفا شعار نیک بیوی تھیں اور ان پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین

حضرت صفورا علیہا السلام زوجہ حضرت موسیٰ علیہ السلام

حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک عرصہ تک شاہی تربیت میں بچپن بسر کرتے کرتے شباب کے دور میں داخل ہوئے تو نہایت قوی اور بہادر جوان نکلے۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ علیہ السلام عقل و فراست اور جسمانی طاقت میں نظیر نہیں رکھتے تھے۔

اور جب (موسیٰ) پہنچا اپنے زور پر اور ہوش سنبھالا تو بخشا ہم نے اس کو فیصلہ اور علم دیا

اور اس طرح ہم نیکو کاروں کو بدلہ دیا کرتے ہیں۔ (قصص:۱۴)

حضرت موسیٰ علیہ السلام شہر میں گشت کرتے ہوئے حالات کا مشاہدہ کرتے رہتے اور گاہے بگاہے بنی اسرائیل کی مدد کرتے۔

ایکدن وہ شہر سے باہر گھوم رہے تھے کہ راستے میں دو آدمیوں کو لڑتے دیکھا۔ قبطی (فرعون کی قوم کا آدمی) ایک اسرائیلی پر ظلم کر رہا تھا اور اُسے مار رہا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قبطی کو ایک گھونسہ رسید کیا جس سے وہ اچانک مر گیا۔ دوسرے دن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پھر دو آدمیوں کو لڑتے دیکھا۔ ایک تو کل والا اسرائیلی ہی تھا اور دوسرا کوئی اور قبطی نوجوان تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسرائیلی کو ڈانٹتے ہوئے کہا کہ تم ہر روز لڑتے رہتے ہو۔ دوسری طرف قبطی پر حملہ کرنے کیلئے آگے بڑھے۔ اسرائیلی سمجھا کہ آج موسیٰ علیہ السلام میرا بھی کام تمام کر دیں گے۔ اس لئے وہ چیخنے لگا اور بولا:

جس طرح تو نے کل ایک جان (قبطی) کو ہلاک کر دیا تھا اس طرح آج مجھے قتل کر دینا چاہتا ہے۔ (قصص:۱۹)

حکام شہر کل کے قتل کا کھوج نہ لگا سکے تھے، اسرائیلی کے اس شور مچانے پر یہ راز فاش ہو گیا۔ یہ بات بادشاہ تک پہنچی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو سزا دینے کی باتیں ہونے لگیں۔ ایک خیر خواہ نے آکر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خبر دی کہ تمہارے خلاف بادشاہ کے دربار میں مشورہ ہو رہا ہے۔ اب مصر سے نکل جانے کے سوا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے اور کوئی راستہ نہ تھا۔ چنانچہ آپ علیہ السلام اللہ کا نام لے کر مصر سے نکل پڑے اور پریشانی کے عالم میں 'ارض مدین' میں داخل ہوئے۔ وہاں ایک کنوئیں کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ کچھ آدمی اپنے مویشیوں کو پانی پلا رہے ہیں اور دو لڑکیاں اپنی بکریوں کو لئے ہوئے الگ کھڑی ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام ان کے قریب گئے اور ان سے دریافت کیا کہ آپ دونوں الگ کیوں کھڑی ہیں۔ اُنہوں نے جواب دیا کہ ہمارا باپ بہت بوڑھا ہے وہ جانوروں کو پانی پلانے خود نہیں آسکتا اور ہم کمزور ہیں۔ یہ سن کر موسیٰ علیہ السلام نے ان لڑکیوں کی بکریوں کو پانی پلا دیا۔ لڑکیاں اپنے گھر چلی گئیں اور موسیٰ علیہ السلام وہاں سے ہٹ کر ایک درخت کے سائے میں جا بیٹھے اور دعا کی کہ:

اے پروردگار! اپنی طرف سے کوئی بھلائی تو مجھے بھیج دے۔ میں تیری مدد کا محتاج ہوں۔

اس شام لڑکیوں کے جلدی گھر آنے پر ان کے بوڑھے باپ نے دریافت کیا تو اُنہوں نے کہا کہ ایک آدمی نے جو مسافر معلوم ہوتا ہے ہماری بکریوں کو پانی پلا دیا تھا۔ باپ نے ان میں سے ایک لڑکی سے کہا کہ وہ جائے اور اسے بلائے۔ وہ شرمیلی چال چلتی ہوئی جا کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بلا لائی۔ لڑکیوں کے باپ کے دریافت کرنے پر موسیٰ علیہ السلام نے تمام واقعات سے آگاہ کیا۔ اس شخص نے کہا اب یہاں آرام سے رہو، کسی قسم کا خوف نہ کرو، اب تم نے ظالموں کی قوم سے نجات پائی ہے۔ ان لڑکیوں میں سے ایک نے کہا، ابا جان ان کو ملازم رکھ لیجئے۔ یہ بہترین آدمی ہیں، مضبوط اور امانت دار ہیں (اس صاحبزادی کا نام بی بی صفورہ تھا۔)

کچھ دنوں کے بعد ان لڑکیوں کے باپ نے موسیٰ علیہ السلام کے سامنے ان سے اپنی ایک لڑکی کی شادی کی خواہش کا اظہار کیا۔ آپ علیہ السلام کے پاس مہر ادا کرنے کیلئے کچھ تو تھا نہیں بالآخر طے یہ پایا کہ آٹھ دس سال تک بکریوں کو چرائیں اور خدمت کریں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ آٹھ سال کی شرط ہے اس کے بعد مزید دو سال رہنا میری مرضی پر منحصر ہے۔ بالآخر موسیٰ علیہ السلام دس سال تک وہیں (مدین میں) ٹھہرے رہے۔ دس سال مکمل ہونے کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دوبارہ مصر جانے کا ارادہ کیا آپ اپنی بیوی کے ساتھ وطن روانہ ہوگئے۔ (آپ علیہ السلام کی بیوی کا نام مفسرین صفوراء بتاتے ہیں۔ یہ بڑی صاحبزادی تھیں اور ایک قول کے مطابق یہ چھوٹی صاحبزادی تھیں)۔ سفر بڑا کٹھن تھا، سردی کا موسم تھا، رات بڑی تاریک تھی، راستہ چلنا بھی مشکل تھا راستے میں ایک جگہ روشنی نظر آئی تو موسیٰ علیہ السلام نے سوچا کہ شاید وہاں تاپنے کیلئے آگ مل جائے اور کسی صحیح راہ بتانے والے سے بھی ملاقات ہوجائے:

پھر موسیٰ علیہ السلام نے اپنی بیوی سے کہا کہ تم یہاں ٹھہرو میں نے آگ دیکھی ہے
شاید اس میں سے کوئی چنگاری تمہارے لئے لاسکوں یا وہاں الاؤ پر کسی کو رہبر پاسکوں۔ (طٰہٰ:۱۰)

وہاں پہنچے تو اللہ نے آپ علیہ السلام کو شرفِ کلام بخشا اور وہیں نبوت عطا کی:۔

اے موسیٰ علیہ السلام! میں ہوں اللہ پروردگار جہانوں کا۔ (القصص:۳۰)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بیوی کا مذکورہ قصہ قرآنِ حکیم میں متعدد سورتوں میں بیان ہوا ہے جو اگرچہ بہت مختصر ہے لیکن اس میں ہمارے لئے بہت سی باتیں معلوم ہوتی ہیں۔

☆ لڑکی کو اپنے والدین کی خدمت کرنی چاہئے اور اُنہیں ہر طرح سے آرام پہنچا کر خوش کرنا چاہئے اور ہمیشہ یہ بات پیش نظر رکھنی چاہئے کہ والدین کی خوشی سے اللہ بھی خوش ہوتا ہے اور ان (والدین) کے ناراض ہونے سے اللہ بھی ناراض ہوتا ہے۔

☆ شرم و حیا عورت کا بہترین زیور ہے۔ چلتے پھرتے بات چیت کرنے اور ہر کام میں عورت کو شرم و حیا ملحوظ رکھنی چاہئے اور کسی بھی قسم کی بے حیائی کا اظہار نہیں ہونا چاہئے۔

قرآنی آیات اور تذکرۂ زوجہ حضرت موسیٰ علیہ السلام

﴿ سورۃ القصص۔ آیات ۲۲۔۲۹ ﴾

☆ اور جب آپ (موسیٰ علیہ السلام) روانہ ہوئے مدین کی طرف (تو دل میں) کہنے لگے اُمید ہے میرا ربّ میری راہنمائی فرمائے گا سیدھے راستہ کی طرف۔ (۲۲)

☆ اور جب آپ علیہ السلام مدین کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ وہاں پر لوگوں کا ایک انبوہ ہے جو (اپنے مویشیوں کو) پانی پلا رہا ہے۔ اور دیکھیں اس انبوہ سے الگ تھلگ دو عورتیں کہ اپنے ریوڑ کو روکے ہوئے ہیں۔ آپ علیہ السلام نے پوچھا تم کیوں اس حال میں کھڑی ہو؟ ان دونوں نے کہا ہم نہیں پلا سکتیں جب تک چرواہے اپنے مویشیوں کو لے کر واپس نہ چلے جائیں اور ہمارے والد بہت بوڑھے ہیں۔ (۲۳)

☆ تو آپ نے پانی پلا دیا ان (کے ریوڑ) کو پھر لوٹ کر سایہ کی طرف آ گئے اور عرض کرنے لگے میرے مالک! واقعی میں اس خیر و برکت کا جو تو نے میری طرف اُتاری ہے محتاج ہوں۔ (۲۴)

☆ کچھ دیر بعد آئی آپ کے پاس ان دونوں میں سے ایک خاتون شرم و حیا سے چلتی ہوئی (اور آ کر) کہا میرے والد تمہیں بلاتے ہیں تا کہ تم نے ہماری بکریوں کو جو پانی پلایا ہے اس کا تمہیں معاوضہ دیں۔ پس جب آپ ان کے پاس آئے اور اپنا واقعہ ان کے سامنے بیان کیا تو اُنہوں نے (تسلی دیتے ہوئے) کہا ڈرو نہیں۔ تم بچ کر نکل آئے ہو ظالموں (کے پنجہ) سے۔ (۲۵)

☆ ان دو میں سے ایک خاتون نے کہا میرے (محترم) باپ اسے نوکر رکھ لیجئے بے شک بہتر آدمی جس کو آپ نوکر رکھیں وہ ہے جو طاقتور بھی ہو دیانتدار بھی ہو۔ (۲۶)

☆ آپ نے کہا میں چاہتا ہوں کہ میں بیاہ دوں تمہیں ایک لڑکی اپنی دو بچیوں سے بشرطیکہ تو میری خدمت کرے آٹھ سال تک۔ پھر اگر تم پورے کر دو دس سال تو یہ تمہاری اپنی مرضی۔ اور میں نہیں چاہتا کہ تم پر سختی کروں۔ تو پائے گا مجھے اگر اللہ نے چاہا نیک لوگوں سے (جو وعدہ ایفا کرتے ہیں)۔ (۲۷)

☆ پھر جب موسیٰ علیہ السلام نے مقررہ مدت پوری کر دی اور (وہاں سے) چلے اپنی اہلیہ کو ساتھ لے کر تو آپ نے دیکھی طور کے ایک طرف آگ آپ نے اپنے اہل خانہ سے کہا تم ذرا ٹھہرو میں نے آگ دیکھی ہے (میں وہاں جاتا ہوں) شاید میں لے آؤں تمہارے پاس وہاں سے کوئی خبر یا آگ کی کوئی چنگاری تا کہ تم اسے تاپ سکو۔ (۲۹)

﴾ سورۃ طٰہٰ۔ آیات: ۹۔۱۰ ﴿

☆ اور (اے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم!) کیا پہنچی ہے آپ کو اطلاع موسیٰ علیہ السلام کے قصہ کی؟ جب (مدین سے واپسی پر تاریک رات میں) آپ علیہ السلام نے آگ دیکھی تو اپنے گھر والوں کو کہا تم (ذرا یہاں) ٹھہرو۔ میں نے آگ دیکھی ہے شاید میں لے آؤں تمہارے لئے اس سے کوئی چنگاری یا مجھے مل جائے آگ کے پاس کوئی راہ دکھانے والا۔

﴾ سورۃ النمل۔ آیات: ۷۔۸ ﴿

☆ (یاد فرماؤ) جب کہا موسیٰ علیہ السلام نے اپنی زوجہ سے کہ میں نے دیکھی ہے آگ ابھی لے آتا ہوں تمہارے پاس وہاں سے کوئی خبر یا لے آؤں گا تمہارے پاس (اس آگ سے) کوئی شعلہ سُلگا کر تا کہ تم اسے تاپو۔ (۷)

☆ پھر جب اس کے پاس پہنچے تو ندا کی گئی کہ بابرکت ہو جو اس آگ میں ہے اور جو اس کے آس پاس ہے اور (ہر تشبیہ وتمثیل سے) پاک ہے اللہ جو ربّ العالمین ہے۔ (۸)

اہم سبق...... اس قصے سے ہمیں ایک اہم سبق یہ بھی ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مردوں اور عورتوں کا معاشرہ الگ الگ رکھا ہے اسلئے عورت کو محرم مردوں کے علاوہ دوسرے مردوں میں گھل مل کر نہیں رہنا چاہئے اور نہ مردوں کے درمیان رہ کر کوئی کام کرنا چاہئے اگر کبھی کوئی صورت پیش آجائے تو کوشش کرنی چاہئے کہ پہلے اس کام سے مرد فارغ ہوجائیں اس کے بعد عورتوں کی باری ہو۔ اللہ تعالیٰ کو وہ عورت سخت ناپسند ہے جو مردوں کے درمیان گھل مل کر رہتی ہے اور اسے کچھ بھی شرم وحیا دامن گیر نہیں رہتی۔

میرے اللہ برائی سے بچانا مجھ کو نیک جو راہ ہو اُس راہ پہ چلانا مجھ کو

(اقبال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

ابو السعود اپنی تفسیر میں حضرت صفورا علیہا السلام کی چال کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ان کی چال میں اٹھلاہٹ نہیں تھی بلکہ نہایت وقارانہ انداز میں چل کر (حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس) آئی تھیں۔

ابن کثیر نے صحیح سند سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل فرمایا ہے کہ شرم وحیا کی وجہ سے صفورا علیہا السلام اپنا منہ چادر کے کنارے سے چھپائے ہوئے تھیں جبکہ اس وقت کی شریعت میں چہرے کا پردہ ضروری نہیں تھا۔

صفورا علیہا السلام موسیٰ علیہ السلام کے سامنے آکر کھڑی ہوگئیں اور نہایت حیادار لہجہ میں بڑے ادب کے ساتھ ان تک اپنے والد کا زبانی پیغام پہنچایا کہ 'میرے والد آپ کو بلا رہے ہیں تا کہ آپ نے ہمارے جانوروں کو جو پانی پلایا ہے اس کی اُجرت دیں'۔

بعض مفسرین اور مورخین کا کہنا ہے کہ چھوٹی بیٹی صفورا علیہا السلام ہی موسیٰ علیہ السلام کو بلانے آئی تھی لیکن قرآن شریف میں اس چیز کی کوئی وضاحت نہیں ملتی۔ (تفسیر الماوردی ۲۲۶/۳)

مفسرین کا کہنا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنی شریکِ حیات کے طور پر دونوں لڑکیوں میں سے اس لڑکی کا انتخاب کیا جوان کو بلانے آئی تھی کیونکہ وہ ان کی گفتگو اور طور طریق سے ان کے اخلاق اور پاکیزہ کردار کا اندازہ لگا چکے تھے اور انہیں خوبیوں کی بناء پر آپ علیہ السلام نے ان کو فوقیت دی۔ بعض مفسرین کا کہنا ہے کہ یہ صفورا علیہا السلام تھیں اور اپنی بہن سے چھوٹی تھیں۔ (واللہ اعلم)

اللہ تعالیٰ نے صفورا علیہا السلام کے پیش کردہ اس مشورے کا قرآن میں یوں ذکر فرمایا ہے: ان دونوں میں سے ایک نے کہا کہ ابا جی آپ انہیں مزدوری پر رکھ لیجئے کیونکہ جنہیں آپ اُجرت پر رکھیں ان میں سب سے بہتر وہ ہے جو مضبوط اور امانتدار ہو۔ (القصص:۲۶)

صفورا علیہا السلام کی یہ سمجھداری برمحل تھی اس کا ثبوت عملی طور پر تو اسی وقت مل گیا تھا لیکن حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ گواہی بھی سب سے بڑا ثبوت ہے ان کی سمجھداری اور دانائی کا کہ انہوں نے فرمایا: سب سے زیادہ معاملہ فہم تین لوگ دیکھے: یوسف علیہ السلام کے مالک عزیز مصر جس وقت انہوں نے اپنی بیوی سے یہ کہا کہ (اس کو خاطر سے رکھنا)۔ موسیٰ علیہ السلام اہلیہ جب انہوں نے یہ کہا: کہ ابا جی آپ انہیں مزدوری پر رکھ لیجئے کیونکہ جنہیں آپ اُجرت پر رکھیں ان میں سب سے بہتر وہ ہے جو مضبوط اور امانتدار ہو۔ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب انہوں نے عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا خلیفہ مقرر فرمایا۔

(ازواج الانبیاء، ص ۲۰۳)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا صفورا علیہا السلام سے نکاح ہو گیا اور موسیٰ علیہ السلام مدین میں دس سال کی مدت بھی پوری کر چکے تھے۔ مدین میں رہتے رہتے ایک روز موسیٰ علیہ السلام کے دل میں وطن کی یاد مچلنے لگی تو موسیٰ علیہ السلام نے صفورا سے کہا کہ مجھے میری ماں، بہن اور بھائی ہارون بہت یاد آتے ہیں اور میری خواہش ہے کہ تم مصر جانے کی تیاری کرو کہ میرے گھر اور خاندان والے سب وہاں ہیں۔ صفورا علیہا السلام نے اپنے شوہر کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے جلدی جلدی سفر کی تیاری شروع کر دی اور موسیٰ علیہ السلام کے ہمراہ مصر کیلئے نکل پڑیں اور جیسے کہ مفسرین کہتے ہیں وہ اس وقت حمل سے تھیں اور اس سے پہلے ان کے یہاں دو بیٹوں کی ولادت ہو چکی تھی۔

انہوں نے اپنے والد اور بہن کو الوداع کہا اور موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ چل دیں۔ ان کے والد نے انہیں بڑی اچھی طرح دعاؤں کے سائے میں رُخصت کیا۔ راستے میں موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے نبوت و رسالت کی خوشخبری سنائی اور وہ یہ خوشخبری لیکر صفورا علیہا السلام کے پاس آئے جوان کی منتظر بیٹھی ہوئی تھیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام ان کو لے کر مصر کی جانب روانہ ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ بی بی صفورا علیہا السلام سے راضی ہو اور ان کو اپنے جوارِ رحمت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے کہ وہ ارحم الراحمین ہے۔ آمین

حضرت ایوب علیہ السلام کی زوجہ محترمہ

☆ وہ ان عورتوں میں سے تھیں کہ جو اپنے اخلاص اور شوہر کی اطاعت اور فرماں برداری اور مصیبتوں پر صبر کے معاملے میں عورتوں کیلئے ایک قابل اقتدا نمونہ ہوتی ہیں۔

☆ وہ ایک عبادت گزار شکر گزار بندی تھیں۔

☆ انہوں نے سخت آزمائش کے وقت بھی اپنے شوہر کا ساتھ نہیں چھوڑا بلکہ صبر کیا، جس پر اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی طاعت کی حلاوت سے نوازا۔

☆ حضرت ایوب علیہ السلام کی بیوی کا نام لیا بنت یعقوب (فتح الباری ۶/۴۸۶، تاریخ طبری ۱/۱۹۴' تفسیر قرطبی ۵/۲۰۹' اورالبدایہ والنہایہ ۱/۲۲۱' اور کچھ نے کہا ہے کہ وہ لیا بنت منشا بن یعقوب ہیں اور کسی نے کہا کہ ان کا نام رحمۃ بنت افرائیم ہے۔ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں فرمایا، آپ کی بیوی کا نام رحمۃ تھا۔ اگر یہ قول سورۂ انبیاء کی آیت ۸۴ سے سمجھا گیا ہے تو یہ بھی دوراز کار امر ہے اور اگر اہل کتاب سے لیا گیا ہے تو وہ تصدیق تکذیب کے قابل چیز نہیں۔ (تفسیر ابن کثیر، اردو بحوالہ ازواج الانبیاء، ص ۱۶۷)

بی بی رحمت بنت افرائیم

(زوجہ حضرت ایوب علیہ السلام)

اگرچہ حضرت ایوب علیہ السلام کی شخصیت، زمانہ اور قومیت ہر چیز کے بارے میں اختلاف ہے۔ کوئی انہیں اسرائیلی قرار دیتا ہے کوئی مصری اور کوئی عرب، کسی کے نزدیک ان کا زمانہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پہلے کا ہے۔ کوئی انہیں حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانے کا آدمی قرار دیتا ہے۔ کوئی ان سے بھی دور کا، زیادہ سے زیادہ قابل اعتماد شہادت اگر کوئی ہے تو یہ کہ یسعیاہ نبی اور حزقی ایل نبی کے صحیفوں میں ان کا ذکر آیا ہے۔ اور یہ صحیفے تاریخی حیثیت سے بہت زیادہ مستند ہیں۔ یسعیاہ نبی آٹھویں صدی اور حزقی ایل نبی چھٹی صدی قبل مسیح میں گزرے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام نویں صدی یا اس سے قبل بزرگ ہیں۔

لیکن حضرت ایوب علیہ السلام اپنی آزمائش کے ذریعے بہت ہی مشہور و معروف ہوئے حتیٰ کہ ان کا صبر ضرب المثل بن گیا۔

اللہ تعالیٰ نے پہلے ان کو بہت زیادہ مال و دولت سے نوازا تھا۔ اس حالت میں ہمیشہ ان کی زبان پر خدا ہی کا شکر رہا، اسی کے گن گاتے رہے اور اسی کو سجدہ کرتے رہے، کبھی اللہ کی مقرر کردہ حدود سے باہر نہیں نکلے، پھر خدا نے ان سے مال و دولت چھین کر آزمانا چاہا، ان کی تمام پونجی ختم ہوگئی، ان کا امتحان یہیں پر ختم نہیں ہوا بلکہ کہا جاتا ہے کہ انہیں جلدی بیماری (Skin Disease) ہوگئی تھی لیکن حضرت ایوب علیہ السلام نے ان تمام تکلیفوں کو بخوشی برداشت کرتے ہوئے صبر کیا۔ ان دردناک اور المناک حالات اور پریشان کن وقت میں تمام لوگوں نے ان کا ساتھ چھوڑ دیا۔ اولاد سب مرگئی، رشتے دار دور ہو گئے، کوئی نہ تھا جو ان کی خدمت کرتا، صرف ایک بیوی رہ گئی تھی جو ان کے سب کام کیا کرتی۔ وہی نیک خاتون حضرت ایوب علیہ السلام کی دن رات خدمت کرتی، انہیں دلاسا دیتی، ان کی تیمارداری کرتی۔ شیطان لعین نے ان کو ہر طرح سے بہکانے کی کوشش کی کہ وہ حضرت ایوب علیہ السلام کا ساتھ چھوڑ دیں اور انہیں تنہا پڑا رہنے دیں، پھر دیکھیں کہ ایوب علیہ السلام کیسے رہتے ہیں؟

لیکن اُنہوں نے اپنے شوہر کا ساتھ نہ چھوڑا، اسی بیماری کی حالت میں حضرت ایوب علیہ السلام نے ایک مرتبہ مزاج کی بے اعتدالی کے سبب اپنی بیوی کو سو کوڑے مارنے کی قسم کھالی۔ اس پر بھی ان کی بیوی نے کسی حرف شکایت کا اظہار نہ کیا بلکہ آخری دم تک اپنے شوہر کے حقوق ادا کرتی رہیں اور ان کا ساتھ نہ چھوڑا۔ بالآخر حضرت ایوب علیہ السلام اس آزمائش میں پورے اُترے، خدا کے حکم سے اُنہوں نے زمین پر اپنا پیر مارا جس سے ایک چشمہ نکل آیا اس کے پانی سے اُنہوں نے غسل کیا اور اسی کو پیا جس سے فوراً ہی ان کے تمام امراض دور ہو گئے اور قسم کے سلسلے میں اللہ نے انہیں حکم دیا کہ سو تنکے والی جھاڑو سے ایک مرتبہ مارو اس سے قسم پوری ہو جائے گی۔

بعض نے ایک واقعہ شیطان لعین کا یہ بھی لکھا ہے کہ ایک دن شیطان لعین (ابلیس) ایک طبیب حاذق کی صورت میں انہیں ملا اور کہا جب تک تمہارا شوہر (حضرت ایوب علیہ السلام) خنزیر کا گوشت کھا کر اوپر سے شراب کا پیالہ نہ پیئے گا ان کی بیماری ختم نہیں ہوگی۔ حضرت رحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ اشیاء مہیا کر کے حضرت ایوب علیہ السلام کے سامنے لے گئیں۔ اُنہوں نے فرمایا، بیوقوف! یہ شیطان لعین تھا تم نے اللہ تعالیٰ کو یاد نہ کیا اور یہ حرام چیزیں لا کر میرا ایمان خراب کرنے لگی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے شفا دی تو اس قصور کی پاداش میں (جو تم نے کیا ہے) تمہیں سو کوڑے ماروں گا۔

حضرت رحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہا شیطان کے اس بہکاوے پر شرمندہ ہوئیں اور معافی کی خواستگار ہوئیں اور پھر اپنے شوہر نامدار کی خدمت میں مصروف ہو گئیں۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کی شادی اور راحیل کا مہر

جب یعقوب علیہ السلام شادی کے قابل ہوئے تو انکے والد نے ان سے کہا کہ (حران) جاؤ اور اپنے ماموں (لابان) کی کسی ایک بیٹی کیلئے شادی کا پیغام دو کہ وہ دونوں ہی دین ابراہیمی پر ایمان لا چکی ہیں۔

پھر یعقوب علیہ السلام بیت المقدس سے عراق کیلئے روانہ ہوگئے ساتھ میں اپنے والدین اسحاق بن ابراہیم علیہما السلام اور رفقۂ بنت بتوئیل (اسحاق علیہ السلام کی بیوی اور یعقوب علیہ السلام کی والدہ اور یوسف علیہ السلام کی دادی) ان کا تعلق عراق کے علاقے (حران سے ہے) کی بے شمار دعائیں لے کر۔

اللہ تعالیٰ نے یعقوب علیہ السلام کو سارے عالم میں افضل بنایا اور وحی کے ذریعے ان کو نبی منتخب کیا کہ وہ اپنے بندوں کو زیادہ جاننے والا ہے۔

جب یعقوب علیہ السلام اپنے ماموں کے پاس (حران) پہنچے تو وہاں انکی ملاقات ان کی دونوں بیٹیوں (لیا) اور (راحیل) سے ہوئی۔ لیا بڑی تھیں اور راحیل چھوٹی تھیں۔ راحیل کو اللہ تعالیٰ نے ذہانت کے ساتھ ساتھ حسن و جمال کی دولت سے بھرپور نوازا تھا وہ اپنی بڑی بہن (لیا) سے خوبصورت تھیں۔ تو جب یعقوب علیہ السلام اپنے ماموں کے پاس آئے تو انہوں نے ان کی چھوٹی بیٹی راحیل کیلئے نکاح کا پیغام دیا۔ ان کے ماموں نے پوچھا، کیا تمہارے پاس اتنا مہر ہے کہ تم میری بیٹی راحیل کا مہر ادا کرسکو؟ یعقوب علیہ السلام نے کہا، ماموں جان اس وقت تو میرے پاس نہیں ہے کیونکہ میں پردیسی ہوں۔ یعقوب علیہ اسلام نے اپنے ماموں کے ہاں سات سال کام کرنے اور بکریاں چرانے کی شرط طے کرلی اور اس طرح سے راحیل کا مہر ادا ہوجائے گا۔ آخر جب یعقوب علیہ اسلام نے شرط پوری کردی تو ان کے ماموں نے بھی راحیل کی رُخصتی کی تیاری شروع کردی۔ لیکن جب یعقوب علیہ اسلام کو پتا چلا کہ میرے ماموں جان نے میرا نکاح اپنی بڑی بیٹی لیا سے کردیا ہے تو انہوں نے اپنے ماموں جان سے پوچھا کہ ایسا کیوں ہوا؟ تو انہوں نے بتایا کہ یہاں کے رسم و رواج کے مطابق بڑی بیٹی کی شادی پہلے کی جاتی ہے۔ میرے بھانجے اگر تم راحیل کو اپنی بیوی بنانا چاہتے ہو، اس سے نکاح کرنا چاہتے ہو تو سات سال میرے یہاں اور کام کرلو۔ اسطرح سات سال اور گزر گئے اور اس دوران یعقوب علیہ اسلام کے یہاں (لیا) سے دو تین اولادیں ہوئیں اور آخر کار وہ دن آپہنچا جس کا یعقوب علیہ اسلام کو برسوں سے انتظار تھا۔ آخر راحیل کا نکاح ان سے ہوگیا۔ اس وقت ان کے مذہب کی رو سے جائز تھا کہ دو سگی بہنیں ایک ہی شخص کے نکاح میں ایک ساتھ رہیں (غالب امکان اسی بات کا ہے) اور پھر بعد میں (تورات) کی شریعت میں یہ حکم منسوخ کردیا گیا۔

بعض مفسرین کی اس بارے میں بڑی لطیف رائے ہے کہ یعقوب علیہ السلام نے راحیل سے نکاح جب کیا جب انکی پہلی بیوی (لیّا) وفات پا گئی تھیں کہ یہ زیادہ معقول اور باعث اطمینان ہے۔

اور ایسا لگتا ہے کہ یعقوب علیہ السلام کے ماموں (لابان) اس نکاح سے بہت خوش تھے۔ انہوں نے اپنی ہر بیٹی کو ایک ایک باندی کا تحفہ دیا۔ بڑی بیٹی (لیا) کی باندی کا نام (زلفی) تھا اور چھوٹی بیٹی (راحیل) کی باندی کا نام (بلہی) تھا۔

اشارہ ملتا ہے کہ یعقوب علیہ السلام اور راحیل کے نکاح کو کافی عرصہ گزر گیا مگر راحیل کے یہاں کوئی اولاد نہیں ہوئی جبکہ وہ دیکھتی تھیں کہ ان کی بڑی بہن (لیا) کے چار بیٹے ہو چکے ہیں جس کی وجہ سے فطری طور پر ان کے دل میں (غیرت) جاگ اُٹھی اور انہوں نے اپنی باندی (بلہی) یعقوب علیہ السلام کو سونپ دی اور لگتا ہے کہ ان کے مقابلے پر (لیا) نے بھی اپنی باندی (زلفی) انہیں سونپ دی اور دونوں باندیوں کے یہاں یعقوب علیہ السلام سے اولادیں پیدا ہوئیں۔

جب راحیل نے یہ دیکھا کہ ان کی بہن لیا اور دونوں باندیوں زلفی اور بلہی کے یہاں بھی اولادیں ہو چکی ہیں جبکہ وہ ابھی تک اولاد سے محروم ہیں تو وہ صدق دل سے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوئیں اور دعا مانگی کہ اللہ تعالیٰ انہیں یعقوب علیہ السلام سے ایک پاکیزہ لڑکا عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کی پکار سن لی اور ان کی کمزوری اور بے بسی پر رحم کر کے ان کی دعا قبول فرمالی اور ان کے حمل ٹھہر گیا اور ان کے یہاں ایک عظیم الشان، پاکیزہ صفت، حسین وجمیل بیٹا پیدا ہوا جس کا نام انہوں نے یوسف رکھا۔

یوسف علیہ السلام اپنی پردادی سارہ علیہا السلام سے حیرت انگیز مشابہت رکھتے تھے، اسی لئے یعقوب علیہ السلام ان کو سب سے زیادہ چاہتے تھے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کے یہاں چار بیویوں سے بارہ لڑکے پیدا ہوئے۔ یوسف اور بنیامین کی والدہ راحیل علیہا السلام تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے یعقوب علیہ السلام کی ساری اولادوں میں سے یوسف علیہ السلام کو نبوت سے سرفراز فرمایا۔

دیگر قرآنی خواتین

- ☆ امراۃ فرعون فرعون کی مومنہ بی بی (آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا)
- ☆ عزیز مصر کی بیوی (زلیخا)
- ☆ حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی والدہ محترمہ حنہ (Hanna)
- ☆ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ہمشیرہ مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا

فرعون کی مومنہ بی بی آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ ہر شخص اپنے اعمال کا ذمہ دار ہے۔ ہر شخص سے اس کے اچھے یا برے کاموں کی باز پرس ہوگی اوران کے مطابق اسے آخرت میں جزا یا سزا ملے گی جس نے دنیا میں اچھے کام کیے ہوں گے وہ انہیں آخرت میں دیکھ لے گا اور جس نے برے کام کیے ہوں گے اُنہیں خواہ کتنا ہی چھپ کر کیا ہو وہاں اس کے سامنے آجائیں گے اور اس وقت کوئی رشتہ داری یا قریبی نہ بچا سکے گا، حسب ونسب، مال ودولت وہاں کوئی کام نہ آئے گا۔

قرآن حکیم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے.....کوئی شخص کسی دوسرے کا بوجھ نہ اُٹھائے گا۔ (فاطر:۱۸)

کوئی عورت اگر بری تھی تو اس کی بخشش محض اس وجہ سے نہیں ہو جائے گی کہ اس کا شوہر نیک تھا اسی طرح اگر کوئی عورت نیک تھی مگر اس کا شوہر برا تھا تو شوہر کے برے اعمال پر بیوی کی گرفت نہیں ہوگی حتیٰ کہ اگر کسی بری عورت کا شوہر نبی ہو تب بھی وہ عورت یہ کہہ کر نہیں چھوٹ جائے گی کہ اس کا شوہر اللہ کا نبی تھا۔ اسی طرح اگر ایک عورت نیک ہو لیکن اس کا شوہر کافر اور خدا کا بڑا دشمن ہو تب بھی اس کے برے اعمال کا اس (عورت) پر کوئی اثر نہیں پڑے گا اور بیوی کو محض اس لئے سزا نہیں دی جائے گی کہ اس کا شوہر اللہ کا دشمن تھا بلکہ بیوی اپنے نیک اعمال کے سبب جنت میں جائے گی۔

اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے دو بہت واضح مثالیں پیش کی ہیں۔ پہلی مثال حضرت نوح اور حضرت لوط علیہما السلام کی بیویوں کی ہے، اُنہوں نے کفر کی روش اختیار کی تو کافروں کے ساتھ ہلاک کردی گئیں اور ان کا نبی کی بیویاں ہونا کچھ کام نہ آیا۔ دوسری مثال فرعون کی بیوی کی ہے ان کا شوہر بہت بڑا کافر تھا لیکن اس کے باوجود ان کو اللہ تعالیٰ نے جنت کی بشارت دی ہے۔ وہ فرعون جیسے ظالم و جابر بادشاہ کی بیوی تھیں، مگر فرعون کے برے اعمال سے ان پر ذرہ برابر بھی حرف نہیں آیا، فرعون اپنے برے اعمال کے سبب جہنم کا ایندھن بنے گا اور اس کی بیوی اپنے اچھے اعمال کی وجہ سے جنت کی مستحق ہوں گی۔

فرعون کی اس بیوی (مومنہ) کا نام 'آسیہ' بتایا جاتا ہے۔

حضرت آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت مزاحم

قرآن کریم میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو 'امراَتُ فرعون' کہہ کر پکارا گیا ہے۔ آپ کا نام آسیہ بنت مزاحم تھا۔

☆ ذکر دو جگہ آیا ہے۔ پہلی دفعہ یوں کہ قصرِ شاہی کے نیچے بہتے ہوئے تابوت سے نکلے ہوئے بچہ کو دیکھ کر فرعون کی بی بی (فرعون سے) بولیں کہ یہ (بچہ) میری اور تمہاری آنکھ کی ٹھنڈک ہے۔ اسے قتل نہ کرنا۔ (القصص:۹)

☆ دوسری جگہ یوں آیا ہے کہ اللہ ان لوگوں کیلئے جو ایمان لے آئے مثال بیان کرتا ہے فرعون کی بیوی کی، جبکہ اُنہوں نے دعا کی کہ اے پروردگار! میرے لئے جنت میں اپنے قرب میں مکان بنادے اور مجھ کو فرعون اور اُس کے عمل (کے وبال) سے بچادے۔ (التحریم:۱۱)

حضرت مولانا نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ ان کا نام آسیہ بنت مزاحم ہے۔ جب موسیٰ علیہ السلام نے جادوگروں کو مغلوب کیا تو یہ آسیہ آپ (موسیٰ علیہ السلام) پر ایمان لے آئیں۔ فرعون کو خبر ہوئی تو اس نے ان پر سخت عذاب کئے انہیں چومیخا کیا اور بھاری چکی سینہ پر رکھی اور دھوپ میں ڈال دیا۔ جب فرعونی ان کے پاس سے ہٹتے تو فرشتے ان پر سایہ کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا مکان جو جنت میں ہے ان پر ظاہر فرمایا اور اس کی مسرت میں فرعون کی سختیوں کی شدت ان پر سہل ہوگئی۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے اپنی رِہائی کیلئے دعا کی جو قبول ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے ان کی روح قبض فرمائی اور ابن کیسان نے کہا کہ وہ زندہ اُٹھا کر جنت میں داخل کی گئیں۔ فرعون کی یہ بی بی (آسیہ) بہت نیک بی بی تھیں۔ انبیاء کی نسل سے تھیں غریبوں اور مسکینوں پر رحم کرتی تھیں۔ (تفسیر خزائن العرفان۔ ص ۶۹۴، ۱۰۱۰)

مولانا عبد الماجد دریابادی صاحب لکھتے ہیں..... ان بی بی صاحبہ کا نام اسلامی روایات میں 'آسیہ' آیا ہے۔ یہ مومنہ تھیں۔ توریت میں ان کا ذکر فرعون کی بیٹی کی حیثیت سے آیا ہے۔ قرآن مجید نے جہاں توریت محرف کی اور بہت سی غلطیوں کی اصلاح کی ہے اس غلطی کی بھی تصحیح کردی ہے اور جتلا دیا کہ یہ خاتون فرعونِ وقت کی شاہزادی نہیں، ملکہ تھیں۔ یہ بھی بآسانی ممکن ہے کہ یہ شہزادی فرعونِ سابق کی ہوں۔ یعنی فرعونِ وقت کی بہن اور فرعونِ وقت نے شادی انہیں کے ساتھ کر کے انہیں ملکہ بنالیا ہو۔ قدیم شاہی خاندانوں میں محرمات کیساتھ نکاح کر لینے کا رواج اچھا خاصا رہا ہے۔ بلکہ مصر کے شاہی خاندانوں میں تو بادشاہ کی بہن عموماً ہی اس کی ملکہ بن جایا کرتی تھی۔ بادشاہ کی ہم کفو عورت سوا اس کی بہن کے کوئی اور خیال ہی نہیں کی جاتی تھی۔

ابو العالیہ یوں بیان فرماتے ہیں کہ فرعون کے داروغہ کی عورت کا ایمان ان کے ایمان کا باعث بنا وہ ایک دن فرعون کی لڑکی کا سر گوندھ رہی تھی کہ کنگھی چھوٹ کر گر گئی تو اس کے منہ سے نکل گیا کہ کفار برباد ہوں۔ اور بعض روایات میں ہے کہ بسم اللہ کر کے کنگھی اُٹھائی تھی۔ اس پر فرعون کی لڑکی نے کہا تو میرے باپ کے سوا کسی اور کو ربّ مانتی ہے اس نے کہا کہ میرا تیرا اور سب کا ربّ اللہ ہے۔ اس نے غصہ میں آکر اسکو مارا پیٹا اور جا کر اپنے باپ کو بتادیا۔ تو فرعون نے بلا کر پوچھا کہ تیرا میرے سوا کوئی اور رب ہے؟ اُس نے جواب دیا کہ ہاں میرا ربّ اللہ ہے۔

فرعون نے اس کو چت لٹا کر ہاتھ پاؤں میں میخیں لگوادیں اور اوپر سانپ چھوڑ دیئے کہ کاٹتے رہیں لیکن جب دیکھا کہ یہ باز نہیں آتی تو فرعون نے کہا کہ میں تیرے لڑکوں کو ایک ایک کر کے قتل کرادوں گا باز آجاؤ اور مجھے سجدہ کرلے اُس نے کہا یہ نہیں ہوسکتا۔ اس ظالم نے اس کے ایک لڑکے کو منگوا کر قتل کرادیا۔ اس کی ماں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور صبر کیا۔ اس لڑکے کی روح نکلی تو اس نے کہا اے اماں! خوش ہوجا اللہ نے تیرے لئے بڑے بڑے ثواب تیار کر رکھے ہیں۔ پھر دوسرے لڑکے کو بھی اسی طرح قتل کرادیا اور اس کی روح نے بھی ماں کو خوشخبری دی۔ فرعون کی اہلیہ نے ان دونوں بچوں کی خوشخبری سنی تو ایمان لے آئی۔ اُدھر اس مظلوم عورت کی روح اللہ نے قبض کر لی اور اُس کی منزل اور مرتبہ جو خدا کے ہاں تھا وہ حجاب ہٹا کر فرعون کی بیوی کو بھی دکھا دیا گیا تو یہ اپنے ایمان اور یقین میں بہت بڑھ گئیں یہاں تک کہ فرعون کو بھی اس کا پتا چل گیا تو اس نے ایک دن اپنے درباریوں سے کہا کہ تمہیں کچھ میری بیوی کی خبر ہے؟ تم اسے کیا جانتے ہو سب نے بڑی تعریف کی اور بھلائیاں بیان کیں۔ فرعون نے کہا کہ تمہیں نہیں معلوم یہ میرے سوا دوسرے خدا کو مانتی ہے۔ پھر مشورہ ہوا کہ انہیں قتل کر دیا جائے۔ (تفسیر ابن کثیر بحوالہ مکمل قصص الانبیاء، ص ۲۶۸)

فرعون غصے کے وقت لوگوں کے ہاتھ پاؤں میں میخیں لگوا کر مروا ڈالتا تھا چورنگ کر کے اوپر سے بڑا پتھر پھینکتا تھا جس سے اس کی روح نکل جاتی تھی۔

میخوں کی سزا کا موجد فرعون تھا۔ اس سے پہلے یہ سزا کسی نے نہیں دی۔ اس لئے سورۃ الفجر میں فرمایا کہ **و فرعون ذی الاوتاد** (اور میخوں والا فرعون)۔ فرعون نے کہا کہ جو بڑی سے بڑی چٹان تمہیں ملے اُسے اُٹھا لاؤ اور اسے چت لٹا کر اسے کہا کہو کہ اپنے عقیدے سے باز آجائے تو میری بیوی ہے عزت و حرمت سے واپس لاؤ، اگر نہ مانے تو وہ چٹان اس پر گرادو، اس کا قیمہ بنادو۔ جب یہ لوگ پتھر لے کر آئے تو ان کو لٹادیا اور پتھر ان پر گرانے کیلئے اُٹھایا تو انہوں نے آسمان کی طرف منہ اُٹھایا۔ پروردگار عالم نے حجاب ہٹادیئے۔ بی بی آسیہ نے جنت کو اور وہاں جو مکان ان کیلئے بنایا گیا تھا انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا اور ان کی روح پرواز کر گئی اور جس وقت پتھر پھینکا گیا تو اس وقت ان میں روح ہی نہ تھی۔ (ابن کثیر)

ایک روایت میں ہے کہ فرعون نے آخری دور میں اس نیک بی بی پر طرح طرح کے مظالم کئے انہی مظالم کی حالت میں جبکہ فرعون نے ان کو چومیخی کر رکھا تھا اور ان کے چاروں طرف آگ چھوڑ رکھی تھی تو اُنہوں نے سورۂ تحریم میں مذکور دعا فرمائی۔ اسکے بعد حضرت آسیہ کو یا تو زندہ اُٹھالیا گیا یا ان کا وہ محل جو جنت میں ان کیلئے تیار تھا ان کو دکھایا گیا اور ان کی جان، جانِ آفرین نے لے لی، یعنی فرعون نے ان کو شہید کر دیا۔ چونکہ ان میں ذاتی صلاحیت موجود تھی اس لئے کافر کے تلبس اور اس کی صحبت کا اثر ان کی روحانیت اور رفع درجات (درجات کی بلندی) پر نہ ہوا۔ (کشف الرحمٰن)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، مردوں میں سے بہت سے لوگ درجۂ کمال تک پہنچے لیکن عورتوں میں یہ مرتبہ صرف مریم بنت عمران اور فرعون کی بیوی آسیہ کو نصیب ہوا۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)

(بخاری کتاب الانبیاء)

قرآنی آیات اور تذکرہ زوجۂ فرعون حضرت آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

﴿ سورۃ القصص۔ آیات ۸۔۹ ﴾

☆ پس (دریا سے) نکال لیا اسے فرعون کے گھر والوں نے تاکہ (انجامِ کار) وہ ان کا دشمن اور باعثِ رنج والم ہے، بے شک فرعون، ہامان اور اُس کے لشکری خطا کار تھے۔ (۸)

☆ اور کہا فرعون کی بیوی نے (اے میرے سرتاج!) یہ بچہ تو میری آنکھوں کیلئے ٹھنڈک ہے اسے قتل نہ کرنا شاید یہ ہمیں نفع دے یا ہم اسے اپنا فرزند بنالیں اور وہ (اس تجویز کے انجام کو) نہ سمجھ سکے۔ (۹)

﴿ سورۃ التحریم۔ آیت ۱۱ ﴾

☆ اور اسی طرح اللہ نے اہلِ ایمان کیلئے فرعون کی بیوی کی مثال پیش فرمائی جبکہ اُس نے دعا مانگی اے میرے ربّ! بنادے میرے لئے اپنے پاس ایک گھر جنت میں اور بچالے مجھے فرعون سے اور اُس کے (کافرانہ) عمل سے اور مجھے اس ستم پیشہ قوم سے نجات دے۔

عزیزِ مصر کی بیوی (زُلیخہ)

اللہ تعالیٰ نے جن بری عورتوں کا نمونہ قرآنِ حکیم میں پیش کیا ہے۔ ان میں سے ایک عزیزِ مصر کی بیوی کا بھی ہے۔ سورۂ یوسف میں قرآن حکیم نے حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ بیان کرتے ہوئے تفصیل سے اس کا تذکرہ کیا ہے۔

قارئین ذی وقار! عزیز کسی شخص کا نام نہیں، ایک اونچے عہدہ کا سرکاری نام ہے۔ جیسے وزیرِاعظم، وزیرِاعلیٰ، دیوانِ ریاست یا گورنر وغیرہ کے عہدے ہوتے ہیں۔ اسی قسم کا اور اسی مرتبہ کا یہ بھی ایک اعلیٰ عہدہ قدیم مصر میں تھا۔ پہلے عزیزِ مصر وہ شخص تھے جن کے گھر میں آ کر حضرت یوسف علیہ السلام بطورِ غلام فروخت ہوئے تھے اور پھر آگے چل کر خود حضرت یوسف علیہ السلام اس عہدے پر پہنچے۔

☆ توریت میں اسے 'فوطیفار' سے تعبیر کیا گیا ہے اور اس کا ذکر صحیفۂ پیدائش میں دوبار آیا ہے۔

☆ پیغمبروں کی تاریخ میں حضرت یوسف علیہ السلام کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ ان کے باپ اور دادا، پردادا سب اللہ کے محبوب پیغمبر تھے۔ ان کے گیارہ بھائی تھے۔ اپنے والد حضرت یعقوب علیہ السلام کے بہت محبوب اور چہیتے بیٹے تھے۔ یہ دیکھ کر بھائی ان سے حسد کرتے تھے۔ ایک دن وہ حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے ساتھ لے گئے اور ایک اندھے کنوئیں میں دھکیل دیا۔ اس جنگل سے ایک قافلہ گزرا اُس نے حضرت یوسف علیہ السلام کو کنوئیں سے نکالا اور اپنے ساتھ مصر لے گئے۔ مصر میں آپ کو بہت سستے داموں فروخت کر دیا۔

حضرت یوسف علیہ السلام بہت حسین وجمیل تھے۔ عزیزِ مصر نے ان کو خرید لیا اور اپنے گھر لے جا کر اپنی بیوی سے کہا کہ اسے خاطر سے رکھنا۔ کیا عجب کہ ہم اس سے نفع حاصل کریں یا اسے اپنا بیٹا بنالیں۔ (یوسف:۲۱) (بیوی سے مراد یہاں زلیخا زوجہ عزیز تھی)۔ اس طرح یوسف علیہ السلام عزیزِ مصر کے گھر میں رہنے لگے۔

☆ (حضرت یوسف علیہ السلام جب اُس عورت کے گھر رہائش پذیر تھے) تو وہ عورت جس کے گھر میں وہ تھے، اُنہیں اپنی خواہش نفس حاصل کرنے کو پھسلانے لگی۔ (یوسف:۲۳)

اس آیت میں اشارہ عزیزِ مصر کی زوجہ کی جانب ہے جس کا نام ہماری روایتوں میں 'زلیخا' آتا ہے۔ یہ عورت عجب نہیں کہ عمر میں یوسف علیہ السلام سے بڑی ہو جیسا کہ عزیزِ مصر کے قول (نتخذہ ولدا) یا ہم اسے اپنا بیٹا بنالیں) سے مستنبط ہوسکتا ہے۔ یہ عورت جو کہا جاتا ہے کہ حسین وجمیل بھی تھی، بری طرح یوسف علیہ السلام پر مائل ہوگئی اور ان سے اپنی خواہش نفس پورا کرنے پر تل گئی۔

توریت میں ہے:

اور اس کے بعد یوں ہوا کہ اس کے آقا کی جورو کی آنکھ یوسف پر آ گئی اور وہ بولی کہ میرے ساتھ ہم بستر ہو۔ (پیدائش:۳۹:۷)

اور وہ ہر چند یوسف کو روز روز کہتی رہی۔ پر اُس نے اس کی نہ سنی کہ اس کے ساتھ سوئے یا اس کے ساتھ رہے۔ (پیدائش:۳۹:۱۰)

قارئین محترم! آج کل کی فرنگی تہذیب کی طرح مصری جاہلی تہذیب میں حرام کاری بجائے خود کوئی بڑا عیب نہ تھی اور قرآنی لفظ 'فی بیتھا' سے اشارہ یہ نکلتا ہے کہ گھر (جس میں یوسف علیہ السلام رہائش پذیر تھے) عزیز کا نہیں زوجہ عزیز کا تھا۔ مصری تمدن میں عورت یوں بھی بڑی حد تک آزاد اور خود مختار تھی۔ آخر جب یوسف علیہ السلام کسی طرح اُس کی خواہش پر آمادہ نہ ہوئے تو پھر بالجبر برائی پر آمادہ کرنا چاہا اور دروازہ بند کر لیا۔

لیکن حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے مالک کے احسانات کو یاد لاتے ہوئے صاف انکار کر دیا اور اللہ تعالیٰ نے بھی حضرت یوسف علیہ السلام کی مصیبت سے بچنے میں مدد کی۔

☆ حضرت یوسف علیہ السلام دروازے کی طرف بھاگے تو ان کی قمیض پیچھے سے پھٹ گئی اور ٹھیک اُسی وقت عزیزِ مصر آ گیا۔ عزیزِ مصر کی بیوی نے جب یہ صورتحال دیکھی تو سارا الزام حضرت یوسف علیہ السلام کے سر ڈال دیا۔ اور کہنے لگی کہ تمہارے گھر والوں کے ساتھ جو برائی کا ارادہ رکھے اسے قید کر دینا چاہئے یا عبرتناک سزا ملنی چاہئے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنی براءت (پاکدامنی) ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ خود اس نے مجھے معصیت پر آمادہ کرنا چاہا تھا۔ قرآن حکیم میں ذکر حضرت یوسف علیہ السلام کی پاکدامنی کے سلسلہ میں یوں آیا ہے کہ

(زلیخا) ہی کے خاندان میں سے ایک گواہ نے شہادت دی اور (بتایا کہ) یوسف کا کرتا اگر آگے سے پھٹا ہو تو عورت سچی ہے اور وہ جھوٹے ہیں اور اگر ان کا کرتا پیچھے سے پھٹا ہو تو عورت جھوٹی اور وہ سچے ہیں۔ (یوسف:۲۷)

(یہ گواہ کون تھا، اس باب میں کوئی مضبوط اور مستند روایت موجود نہیں۔ بعض مفسرین نے چار ماہ کا بچہ لکھا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے گویائی عطا کر دی تھی۔)

قارئین محترم! اس وقت کے معاشرہ میں برائی کس قدر عام ہو گئی تھی اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ ان عورتوں کے نزدیک برائی یہ نہیں تھی کہ ایک عورت غیر مرد کے ساتھ آشنائی رکھے اور شوہر کے ساتھ خیانت کر کے جنسی آسودگی کی کوشش کرے، برائی اگر تھی تو صرف یہ کہ ایک عورت ملکہ ہو کر اپنے حقیر غلام سے عشق لڑائے۔ یہی نہیں بلکہ اس زمانے میں بے حیائی بدکاری اور فواحش کے عام ہونے کا اندازہ اس بات سے کیجئے کہ عزیزِ مصر کی بیوی نے ان عورتوں کو محل میں بلایا، ان کیلئے پُر تکلف پارٹی کا اہتمام کیا اور پارٹی کے دوران انہیں اپنے غلام کا دیدار کرایا، اسے دیکھ کر وہ عورتیں ششدر رہ گئیں۔

☆ عزیزِ مصر کو جب یہ حالات معلوم ہوئے تو اُس نے اپنی بدنامی کے ڈر سے یہ بہتر خیال کیا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو قید خانہ میں ڈال دیا جائے۔ قید خانہ میں حضرت یوسف علیہ السلام اپنے قیدی ساتھیوں کو اللہ کی طرف بلاتے رہے، آپ کو اللہ تعالیٰ نے خواب کی تعبیر کا علم بھی عطا فرمایا تھا۔ آپ نے دو قیدیوں کے خواب کی تعبیر بتلائی۔ پھر ایک مرتبہ بادشاہِ مصر کے خواب کی تعبیر بتلائی اور جس کے نتیجے سے بچنے کی تدبیر بھی بتائی جس سے ملک ایک عظیم تباہی سے بچ گیا، اس سے بادشاہ بہت خوش ہوا اور اُس نے حضرت یوسف علیہ السلام کو بلا بھیجا۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا کہ اس معاملہ کی تحقیق کرائی جائے۔ تو شہر کی برآوردہ عورتوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کی پاکدامنی کی گواہی دی اور عزیزِ مصر کی بیوی نے بھی اپنے جرم کا اعتراف کرلیا اور حضرت یوسف علیہ السلام کو بے گناہ قرار دیا۔ (یوسف:۵۰،۵۱)

قرآن حکیم نے عزیزِ مصر کی بیوی کا صرف اسی قدر قصہ بیان کیا ہے۔

قارئین محترم! اس قصہ سے اس وقت کے معاشرے کا اندازہ ہوتا ہے کہ وہ کس قدر بگڑا ہوا تھا۔ فواحش کا کھلے عام ارتکاب ہوتا تھا اور برائی کو برائی نہ سمجھا جاتا تھا۔

اس واقعہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ایک عورت اگر اللہ تعالیٰ کو بھول جائے اور قیامت کے دن حساب اور جزا وسزا کے تصور کو فراموش کردے تو کوئی چیز اُسے برائی سے نہیں روک سکتی، وہ خواہشات کے پیچھے دوڑے گی، اس کے نزدیک عصمت وعفت بے معنی چیز ہوگی اور وہ آخرت کو بھول کر دنیا کی لذتوں سے لطف اندوز ہونے سے باز نہ رہے گی۔

حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی والدہ محترمہ (حنّہ)

حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ماں کا نام مسیحی نوشتوں میں حنّہ (Hanna) بیان کیا گیا ہے۔ ہمارے مفسرین نے بھی یہی املا قبول کی ہے۔ یہ خاتون حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نانی تھیں۔ قرآن حکیم نے ان کا ذکر 'عمران کی بیوی' اور 'مریم کی ماں' کے الفاظ سے کیا ہے۔ یہ بہت نیک اور پاکباز عورت تھیں۔ ان کی پاکبازی کی گواہی ان کے زمانہ کے لوگ بھی دیتے تھے اور آج تک عیسائی یہ گواہی دیتے آرہے ہیں۔ جب حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے معجزانہ طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش ہوئی اور وہ اُنہیں لے کر قوم کے سامنے آئیں تو لوگوں نے یہی کہا:

اے ہارون کی بہن! نہ تیرا باپ کوئی برا آدمی تھا اور نہ ہی تیری ماں کوئی بدکار عورت تھی۔ (مریم:۲۷)

اسرائیلیوں میں اس وقت دستور یہ تھا کہ اپنی چہیتی اولاد کو یروشلم میں ہیکل خداوندی کی خدمت اور مجاوری کیلئے وقف کر دیتے تھے اور اسے ہر طرح کے دنیوی کاروبار سے فارغ رکھتے تھے دعا میں 'آزاد رکھنے' سے مراد یہی مشاغل دنیوی سے آزاد رکھنا ہے۔

چنانچہ جب مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ماں اُمید سے ہوئیں اور بچے کی ولادت کا وقت قریب آیا تو اُنہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی:

اے پروردگار! میں اس بچے کو جو میرے پیٹ میں ہے تیری نذر کرتی ہوں وہ تیرے ہی کام کیلئے وقف ہوگا میری اس پیش کش کو قبول فرما تو سننے اور جاننے والا ہے۔ (آل عمران:۳۵)

لیکن جب مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ولادت ہوئی تو ان کی ماں بہت گھبرائیں، اس لئے کہ انہیں لڑکا پیدا ہونے کی اُمید تھی اس لئے انہوں نے ہیکل کی خدمت اور مجاوری کیلئے اسے وقف کرنے کی نذر مانی تھی۔ کیونکہ اُس زمانے میں ہیکل کی خدمت اور مجاوری کیلئے صرف نرینہ اولاد ہی وقف کی جاتی تھی۔ مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ماں (حنّہ) کی اس دعا سے ان کی حیرت اور بے چارگی کا اندازہ ہوتا ہے۔

اے پروردگار! میرے یہاں تو لڑکی پیدا ہوگئی ہے۔ اور لڑکا لڑکی کی طرح نہیں ہوتا، خیر میں نے اس کا نام 'مریم' رکھ دیا ہے اور میں اسے اور اس کی آئندہ نسل کو شیطان مردود کے فتنے سے تیری پناہ میں دیتی ہوں۔ (آل عمران:۳۶)

بہرحال سنِ رُشد کو پہنچنے کے بعد اس وقت کے دستور کے برخلاف لڑکی ہونے کے باوجود حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ہیکل کی نذر کردیا گیا اور حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا دن رات ذکرِ الٰہی میں مشغول رہنے لگیں، اس وقت ایک مسئلہ یہ درپیش ہوا کہ انہیں کس کی کفالت میں دیا جائے، اس کیلئے ہیکل کے مجاوروں نے باہم قرعہ اندازی کی اور کافی بحث مباحثہ کے بعد قرعہ میں حضرت زکریا علیہ السلام کا نام نکلا جو ہیکل کے مجاوروں کے سردار تھے اور غالباً رشتے میں حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے خالو تھے۔ اس لئے کہ مسیحی روایات کے مطابق حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی والدہ ماجدہ اور یحییٰ علیہ السلام کی ماں سگی بہنیں تھیں۔

قرآن حکیم میں حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی والدہ کا تذکرہ سورۂ آلِ عمران کی آیت ۳۵ اور سورۂ مریم کی آیت ۲۷ میں موجود ہے قرآن حکیم نے حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی والدہ کے بارے میں اسی قدر بیان کیا ہے۔

بعض روایات میں آپ کا پورا نام 'حنہ بنت فاقوذا' تحریر ہے۔ (کیفی) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنی اولاد کیلئے کس قدر فکر مند رہتی تھیں اور اللہ کی بارگاہ میں کتنی عاجزی اور تضرع سے دعا کرتی تھیں۔ آج ہر صاحبِ اولاد کو ان کا اُسوہ اختیار کرنے کی ضرورت ہے۔

انسان کی عظمت کو ترازو میں نہ تولو
انسان تو ہر دور میں انمول رہا ہے

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ہمشیرہ مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مخاطب کر کے ارشاد ہوا ہے کہ

(یہ اس وقت ہوا) جب تمہاری بہن چلتی ہوئی (فرعون کے محل میں) آئیں اور بولیں کہ
میں تمہیں کسی ایسی (مرضعہ) کا پتا بتا دوں جو اس بچہ کی اچھی طرح پرورش کرے۔ (طٰہٰ:۴۰)

جب فرعونِ قاہر کے خوف سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے آپ کے پیدا ہوتے ہی آپ کو ایک صندوق میں بند کر کے دریائے نیل (River Nile) میں ڈال دیا اور صندوق بہتا ہوا قصرِ فرعون کے نیچے پہنچا اور آپ اس سے نکال لئے گئے، لیکن اب مشکل رضاعت کی پڑی۔ آپ علیہ السلام کسی کی گود قبول نہیں کر رہے تھے۔ اُس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی یہ بڑی بہن اپنے کو اجنبی اور انجان بنا کر شاہی محل میں داخل ہوئیں اور خوش تدبیری کے ساتھ اپنی اور ان کی ماں کو رضاعت کیلئے وہیں بلوالیا۔

توریت میں ہے کہ ان کا اسم مبارک مریم تھا۔ اور شارحین توریت نے کہا ہے کہ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پندرہ سال بڑی تھیں۔

توریت میں یہ قصہ یوں درج ہے.....تب اس کی بہن نے فرعون کی بیٹی کو کہا، کہیے تو میں جا کے عبرانی عورتوں میں سے ایک دائی تیرے پاس لے آؤں تا کہ وہ تیرے اس لڑکے کو دودھ پلائے۔ فرعون کی بیٹی نے کہا کہ جا۔ وہ لڑکی گئی اور لڑکے کی ماں کو بلایا۔ فرعون کی بیٹی نے اسے کہا کہ اس لڑکے کو لے اور میرے لئے دودھ پلا۔ میں تجھے درماہہ دوں گی۔ اس عورت نے لڑکے کو لیا اور دودھ پلایا۔ (خروج:۷۔۹)

توریت میں بیان ہے کہ اپنے دونوں بھائیوں کی طرح یہ (موسیٰ علیہ السلام کی بہن مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا) بھی نبیہ تھیں، شادی شدہ تھیں اور ان کے شوہر کا نام 'کالب بن جفنہ' آیا ہے اور ان کے فرزند کا نام حوؔر۔ (جیوش انسائیکلوپیڈیا)

توریت میں ان کے اور بھی کارنامے ہیں مثلاً یہ کہ فرعون و لشکر کی غرقابی کے وقت یہ خواتین اسرائیل کی سرداری و رہنمائی کر رہی تھیں اور نغمہ حمد و مناجات میں لگی ہوئی تھیں۔ اسرائیلی روایتوں میں ان کی طرح طرح کی کرامتیں بیان ہوئی ہیں اور یہ بھی کہ حضرت داؤد علیہ السلام انہیں کی نسل میں ہوئے ہیں۔ توریت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ان کی وفات دونوں بھائیوں کی زندگی ہی میں دشتِ صین (صحرائے سینا) کے مقام قادؔس میں ہوئی ہے۔

بعد اس کے بنی اسرائیل کی جماعت پہلے مہینہ میں دشت صین کو آئی اور قادس میں رہنے لگی۔ مریم وہاں مری اور وہیں دفن کی گئی۔
(گنتی:۲۰۔۱)

ان کا ذکر قرآن حکیم میں سورۃ القصص میں بھی آیا ہے..... حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو جب خبر پہنچی کہ نومولود موسیٰ علیہ السلام کو قصرِ فرعون میں بہتے ہوئے صندوق سے نکال لیا گیا ہے تو آپ نے اپنی دُختر ہمشیرۂ موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ ذرا موسیٰ علیہ السلام کا پتا تو لگانا، سو اُنھوں نے موسیٰ علیہ السلام کو دور سے دیکھ لیا اور فرعون والے (اس حال سے) بے خبر تھے۔ (القصص:۱۱)

قارئین ذی وقار! اس قصے سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ہمشیرہ کی ہوشیاری، ذہانت و چالاکی اور ہمت کا پتا چلتا ہے۔ بچے کو دریا میں ڈالے جانے کے بعد سے واپس اپنی ماں کے پاس آنے تک وہ مستقل بچے کے پیچھے لگی رہیں، اس کی نگرانی کرتی رہیں اور صندوق کو دور ہی سے دیکھتی رہیں کہ وہ کہاں جا رہا ہے؟ اور کون اس کو نکال رہا ہے؟ اور یہ معلوم کرتی رہیں کہ بچے کے ساتھ کیا حالات پیش آ رہے ہیں؟ جب انھیں معلوم ہوگیا کہ ان کے بھائی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ملکہ (فرعون کی بیوی آسیہ) نے اپنا بیٹا بنا لیا ہے تو وہ مطمئن ہوگئیں لیکن برابر اس کے پیچھے لگی رہیں اور کسی بھی موقع پر اُنھوں نے کسی کو یہ محسوس نہ ہونے دیا کہ ان کا بچے سے کوئی تعلق ہے اور وہ اس کی تاک میں ہیں۔ (سبحان اللہ!)

قرآنی آیات اور تذکرۂ اُختِ موسیٰ علیہ السلام

(حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ہمشیرہ مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تذکرہ)

﴿ سورۂ طٰہٰ۔ آیات ۴۰ ﴾

☆ یاد کرو جب چلتے چلتے آئی آپ (موسیٰ علیہ السلام) کی بہن اور کہنے لگی (فرعون کے اہل خانہ سے) کیا میں تمہیں وہ آدمی بتلاؤں جو اس کی پرورش کر سکے پس (یوں) ہم نے آپ علیہ السلام کو لوٹا دیا آپ علیہ السلام کی ماں کی طرف تا کہ (آپ کو دیکھ کر) اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرے اور غمناک نہ ہو اور (تمہیں یاد ہے جب) تو نے مار ڈالا ایک شخص کو پس ہم نے نجات دی تھی تمہیں غم و اندوہ سے اور ہم نے تمہیں اچھی طرح جانچ لیا تھا۔ پھر تم ٹھہرے رہے کئی سال اہل مدین میں پھر تم آ گئے ایک مقررہ وعدے پر اے موسیٰ علیہ السلام۔

﴿ سورۃ القصص۔ آیات ۱۱۔۱۲ ﴾

☆ اور اُس (موسیٰ کی والدہ) نے کہا موسیٰ کی بہن سے کہ اس کے پیچھے پیچھے ہو لے پس وہ اُسے دیکھتی رہی دور سے۔ اور وہ اس (حقیقت کو) نہ سمجھتے تھے۔ (۱۱)

☆ اور ہم نے حرام کر دیں اس پر ساری دودھ پلانے والیاں اس سے پہلے تو موسیٰ کی بہن نے کہا کیا میں پتا دوں تمہیں ایسے گھر والوں کا جو اس کی پرورش کریں تمہاری خاطر اور وہ اس بچہ کے خیر خواہ بھی ہوں گے۔ (۱۲)

ازواجُ النّبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

☆ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن

☆ واقعہ افشارِ راز اور ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن

☆ واقعہ افک اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

☆ **الذی انعم اللّٰہ علیه و انعمت علیه**

(حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

☆ **قد سمع اللّٰہ و قول التی تجادلك فی زوجها**

(حضرت خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت ثعلبہ)

نساء النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن

ذکر صرف دو جگہ ہے:

اے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بیویو! تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو جبکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔ (الاحزاب:۳۲)

دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے:

اے نبی کی بیویو! تم میں سے جو کوئی کھلی ہوئی بے حیائی کا ارتکاب کرے گی، اُسے دوگنا عذاب ہوگا۔ (الاحزاب:۳۰)

فقہاء و مفسرین کرام نے ازواجِ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی فضیلت اسی آیت (الاحزاب:۳۰) ہی سے نکالی ہے اور پھر دوسری آیت (الاحزاب:۳۲) نے قرآن حکیم کے نص کی مہر اس پر لگادی۔

ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے متعلق قرآنی ہدایات

☆ اور نبی کی بیویاں ان کی (یعنی اہل ایمان کی) مائیں ہیں۔ (سورۃ احزاب:۶)

☆ اے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! اپنی بیویوں سے کہو اگر تم دنیا اور اس کی زینت چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں کچھ دے دلا کر بھلے طریقے سے رُخصت کردوں، اور اگر تم اللہ اور اُس کے رسول اور آخرت کی طالب ہو تو جان لو کہ تم میں سے جو نیکو کار ہیں اللہ نے ان کیلئے بڑا اجر مہیا کر رکھا ہے۔ (سورۃ احزاب:۲۹)

☆ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بیویو! تم میں سے جو کوئی صریح فحش حرکت کا ارتکاب کرے گی اسے دوہرا عذاب دیا جائے گا اللہ کیلئے یہ بہت آسان کام ہے اور جو تم میں سے اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت کرے گی اور نیک عمل کرے گی اس کو ہم دوہرا اجر دیں گے اور ہم نے اس کیلئے رزق کریم مہیا کر رکھا ہے۔ (سورۃ احزاب:۳۰،۳۱)

☆ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بیویو! تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو، اگر تم اللہ سے ڈرنے والی ہو تو دبی زبان سے بات نہ کرو کہ دل کی خرابی کا مبتلا کوئی شخص لالچ میں پڑ جائے، بلکہ صاف سیدھی بات کرو، اپنے گھروں میں ٹک کر رہو، اور سابق دورِ جاہلیت کی سی سج دھج نہ کرتی پھرو، نماز قائم کرو، زکوٰۃ دو، اور اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت کرو، اللہ تو یہ چاہتا ہے کہ تم اہل بیت سے گندگی کو دور کرے اور تمہیں پوری طرح پاک کرے، یاد رکھو اللہ کی آیات اور حکمت کی ان باتوں کو جو تمہارے گھروں میں سنائی جاتی ہے۔ بے شک اللہ لطیف اور باخبر ہے۔ (سورۃ احزاب:۳۲ تا ۳۴)

اہل بیت کے سیاق میں کھلی ہوئی مراد ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن سے ہے اور یہی معنی سلف سے منقول بھی ہے۔

- نزلت فی نساء النبی خاصۃ (ابن کثیر عن ابن عباس)
- اراد باھل البیت نساء النبی (معالم عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ)
- نزلت فی نساء النبی خاصۃ (ابن جریر عن عکرمہ)

لیکن محققین اہل سنت نے لکھا ہے کہ لفظ کی وسعتِ مفہوم رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں، نواسوں اور داماد کو بھی شامل ہے اور اس معنی کی سند حدیثِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں موجود ہے۔

☆ ہم نے تمہارے لئے حلال کر دیں اے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہ بیویاں جن کے مہر تم نے ادا کئے ہیں، اور وہ عورتیں جو اللہ کی عطا کردہ لونڈیوں میں سے تمہاری ملکیت میں آئیں، اور تمہاری وہ چچا زاد اور پھوپھی زاد اور خالہ زاد، ماموں زاد بہنیں، جنہوں نے تمہارے ساتھ ہجرت کی ہے، اور وہ مومن عورت جس نے اپنے آپ کو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے ہبہ کیا ہو، اگر نبی اسے نکاح میں لینا چاہے، یہ رعایت خالصتاً تمہارے لئے ہے دوسرے مومنوں کیلئے نہیں ہے۔ ہم کو معلوم ہے کہ عام مومنوں پر ان کی بیویوں اور لونڈیوں کے بارے میں کیا حدود عائد کی ہیں (تمہیں ان حدود سے ہم نے اس لئے مستثنٰی کیا ہے) تاکہ تمہارے اوپر کوئی تنگی نہ رہے۔ اور اللہ غفور و رحیم ہے۔ تم کو اختیار دیا جاتا ہے کہ اپنی بیویوں میں سے جس کو چاہو اپنے سے الگ رکھو، جسے چاہو اپنے ساتھ رکھو، اور جسے چاہو الگ رکھنے کے بعد اپنے پاس بلا لو، اس معاملہ میں تم پر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اس طرح زیادہ توقع ہے کہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں گی۔ اور وہ رنجیدہ نہ ہوں گی، اور جو کچھ بھی تم ان کو دو گے اس پر وہ سب راضی رہیں گی۔ اور اللہ جانتا ہے، جو کچھ تم لوگوں کے دلوں میں ہے اور اللہ علیم و حلیم ہے۔ (الاحزاب:۵۰،۵۱)

☆ نبی کی بیویوں سے اگر تمہیں کچھ مانگنا ہو تو پردے کے پیچھے سے مانگو یہ تمہارے اور ان کے دلوں میں پاکیزگی کیلئے زیادہ مناسب طریقہ ہے۔ تمہارے لئے ہرگز جائز نہیں کہ اللہ کے رسول کو تکلیف دو، اور نہ یہ جائز ہے کہ اُن (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے بعد ان کی بیویوں سے نکاح کرو، یہ اللہ کے نزدیک بہت بڑا گناہ ہے۔ (الاحزاب:۵۳)

☆ اے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور اہل ایمان کی عورتوں سے کہہ دو کہ اپنے اوپر اپنی چادر کے پلو لٹکا لیا کریں یہ زیادہ مناسب طریقہ ہے تاکہ وہ پہچان لی جائیں اور نہ ستائی جائیں اللہ تعالیٰ غفور و رحیم ہے۔ (الاحزاب:۵۹)

☆ اے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! تم کیوں اس چیز کو حرام کرتے ہو جو اللہ نے تمہارے لئے حلال کی ہیں (کیا اس لئے کہ) تم اپنی بیویوں کی خوشنودی چاہتے ہو؟ اللہ معاف کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔ (سورۃ التحریم:۱)

☆ جس وقت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی کسی بیوی سے چپکے سے کوئی بات کہی تھی۔ (التحریم:۳)

(حدیث میں ان کا نام حفصہ بنت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہا آیا ہے۔)

﴿ ازواجِ نبی یا اُمہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن متفقہ طور پر حسبِ ذیل ہیں ﴾

۱ ...... حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت خویلد (متوفیہ ۱۰ نبوی عمر ۶۵ سال)

۲ ...... حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت زمعہ (متوفیہ ۵۴ ہجری ...... ماہِ شوال)

۳ ...... حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (متوفیہ ۵۸ ہجری ...... ۱۷ ماہِ رمضان المبارک)

٤ ...... حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ (متوفیہ ۴۵ ہجری)

(زمانہ امارت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعض نے ۴۱ھ اور ۴۷ھ بھی لکھا ہے۔)

٥ ...... حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت خزیمہ (متوفیہ ۴ ہجری ...... ماہِ ربیع الآخر)

٦ ...... حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت اُمیہ (متوفیہ ۶۳ ہجری)

(زمانہ یزید بن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعض نے ۵۹ اور ۶۲ھ بھی لکھا ہے۔)

۷ ...... حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت جحش (متوفیہ ۳۰ ہجری)

(بعض نے ۲۰ اور ۲۱ھ بھی لکھا ہے۔)

۸ ...... حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت الحارث (متوفیہ ۵۰ھ)

(بعض نے ۵٦ھ بھی لکھا ہے۔)

۹ ...... حضرت اُمِ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت ابی سفیان (متوفیہ ۴۴ ہجری)

(بعض نے ۴۰ھ بھی لکھا ہے۔)

۱۰ ...... حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت حیی (متوفیہ ۵۰ ہجری)

(بعض نے ۳٦ھ، ۵٦ھ، اور ۵۵ھ بھی لکھا ہے۔)

۱۱ ...... حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت الحارث (متوفیہ ۵۱ ہجری)

(بعض نے ۶۱ھ، ۶۲ھ اور ۶۳ھ بھی لکھا ہے۔)

﴿ رضوان اللّٰہ تعالیٰ عنہن اجمعین ﴾

(بعض اور ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے نام بھی آئے ہیں۔ مگر وہ روایتیں قطعی نہیں۔ ان گیارہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن میں سے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال مذکورہ بالا آیات القرآن کے نزول سے قبل ہو چکا تھا۔ اس وقت صرف نو ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن موجود تھیں۔)

فضائلِ ازواج النّبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

جس طرح رسولِ عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بے مثل ہیں۔ اسی طرح آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنھن بے مثل ہیں جنہوں نے آرائش دنیا کے مقابل صرف اور صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اختیار کیا تھا۔ یہ اُمہات المومنین تھیں جن کا مقدس نام سنتے ہی ہمارا سر ادب و احترام سے جھک جاتا ہے۔ روح کے اندر سکون اور سرور موجزن ہوجاتا ہے اور نظروں کے سامنے جنت کی بہاریں رقص و کناں ہوجاتی ہیں۔ لاریب ان کے قدموں کی دھول ہماری آنکھوں کا سرمہ اور جنت کا نشان ہے۔

یہ مبارک ہستیاں انگنت اوصافِ حمیدہ کی حامل تھیں۔ مثلاً

☆ سیّدہ خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایثار وقربانی، فہم وفراست اور تدبر، حکمت واطاعت کی پیکر تھیں۔

☆ سیّدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا شگفتگیٔ طبع اور فیاضانہ سخاوت کی صفت عالیہ سے مالا مال تھیں۔

☆ سیّدہ عائشہ صدیقہ بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا بلند پایہ معلّمہ امت، محسنہ خواتین، کشادہ دست، علم وحکمت کے نور سے مزین، ماہر علم الانساب، محبوبہ رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، محدثہ، فقیہہ، صائب الرائے، اجتہادِ فکر، غرباء کی غمگسار اور پابندیٔ احکام وفرامین دین متین تھیں۔

☆ سیّدہ حفصہ بنت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہا زُہد و ریاضت، ایمان و ایقان اور جذبۂ حبِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں سرشار تھیں۔

☆ سیّدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نمازِ جنازہ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود پڑھائی اور رحمت و بلندیٔ درجات کیلئے بارگاہِ الٰہی میں دعا کی۔

☆ سیّدہ اُمِ سلمہ بنت ابی امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اللہ کی راہ میں مصائب وشدائد جھیلنے والی، نہایت خدمت گزار اور عمدہ اخلاق واعمال سے آراستہ تھیں۔

☆ سیّدہ زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا بلند حوصلہ، سیر چشم، جود وسخا اور حق گوئی کی خوبیوں کی مالک تھیں۔

☆ سیّدہ جویریہ بنت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا کشادہ مغز، بلند ہمت، عالی ظرف اور عجز وانکساری کی دولت سے مالا مال تھیں۔

☆ سیّدہ اُمِ حبیبہ بنت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہا غیرتِ ایمانی، حوصلہ مندی اور سلیقہ شعاری کی مظہر تھیں۔

☆ سیّدہ صفیہ بنت حیی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سلیم الفطرت، بردبار، عاشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور سوز و گداز کے جذبات سے لبریز تھیں۔

☆ سیّدہ میمونہ بنت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا غریب پرور، پرہیزگار، فیاض، صلہ رحمی اور تسلیم و رضا کی خوگر تھیں۔

ان پاک باز اور طاہر ہستیوں کے حالات اور روز و شب سے پتا چلتا ہے کہ زندگی گزارنے کے رنگ ڈھنگ کیا ہیں۔ مثلاً

☆ ازدواجی زندگی بسر کرنے کا انداز کیسا ہو؟

☆ شوہر کو بیوی کے ساتھ کس طرح کا حسن سلوک اور محبت آمیز رویہ رکھنا چاہیے اور بیوی کو شوہر کا کیسا وفا شعار اور غمگسار ہونا چاہیے؟

☆ مزاح و شگفتگی طبع سے گھریلو ماحول کو کس طرح خوبصورت بنایا جا سکتا ہے؟

الغرض ان پاکیزہ ہستیوں نے علم و عرفان، ایثار و محبت اور ریاضت و عبادت کی ایسی شمعیں اور چراغ روشن کیے جن کی تابندگی اور روشنی قیامت تک برقرار رہے گی اور کبھی ماند نہ پڑے گی۔

اُمّ المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن میں ایک بلند درجہ رکھتی ہیں۔ کیونکہ یہی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اوّل محرمِ راز ہیں اور ابتدائے وحی کے موقع پر آپ ہی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے کر گئی تھیں۔ آپ کا نام خدیجہ اور لقب طاہرہ ہے۔ آپ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پہلی مقدس بی بی ہیں۔ آپ کی والدہ کا نام فاطمہ بنت زائد ہے۔ اور والد کا نام عامر بن لوئی (خویلد) ہے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پہلی شادی ابو ہالہ بن زرارہ تمیمی سے ہوئی اور دو لڑکے ہند اور حارث پیدا ہوئے۔ ابو ہالہ کے انتقال کے بعد آپ عتیق بن عائذ مخزومی کے عقد میں آئیں۔ ان سے ایک لڑکی بنام ہند پیدا ہوئی۔ اسی لئے آپ اُم ہند کے نام سے پکاری جاتی تھیں۔ عتیق کے انتقال کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سیّد المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عقد میں آئیں۔ اس وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عمر مبارک پچیس برس اور حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر مبارک چالیس سال تھی۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نکاح کے بعد پچیس برس تک زندہ رہیں۔ ان کی زندگی میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دوسری شادی نہیں فرمائی۔ حضور علیہ السلام سے چھ اولادیں ہوئیں دو صاحبزادے جو کہ بچپن میں انتقال کر گئے اور چار صاحبزادیاں حضرت زینب، رُقیہ، اُم کلثوم اور فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن۔

حضرت اُمّ المومنین خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بے انتہا محبت تھی۔ ان کی وفات کے بعد آپ کا معمول تھا جب کبھی گھر میں کوئی جانور ذبح ہوتا تو آپ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ملنے والی عورتوں کو گوشت ضرور بھجواتے۔ خود حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے حضرت خدیجہ پر بہت رشک آتا تھا۔ اور اس کی وجہ یہ تھی کہ حضور علیہ السلام ہمیشہ ان کا ذکر فرمایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ میں نے اس پر آپ کو کچھ کہا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، خدا نے مجھے خدیجہ الکبریٰ کی محبت دی ہے۔ (مسلم شریف فضل خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا)

ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا، آپ ایک بڑھیا کی یاد کرتے ہیں جو مر چکی ہیں۔ 'استیعاب' میں ہے کہ اس کے جواب میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، ہرگز نہیں لیکن جب لوگوں نے میری تکذیب کی تو خدیجہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے میری تصدیق کی۔ جب لوگ کافر تھے وہ اسلام لائیں۔ جب میرا کوئی معین و مددگار نہ تھا انہوں نے میری مدد کی۔

اُمّ المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے فضائل و مناقب

حدیث نمبر ۱...... حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنھن میں سے کسی پر اتنا رشک نہیں کرتی جتنا حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر، حالانکہ وہ میرے نکاح سے پہلے ہی وفات پا چکی تھیں، لیکن میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان کا (کثرت سے) ذکر فرماتے ہوئے سنتی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم فرمایا کہ خدیجہ کو موتیوں کے محل کی بشارت دے دیجئے اور جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کوئی بکری ذبح فرماتے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کی سہیلیوں کو اتنا گوشت بھیجتے جو انہیں کفایت کر جاتا۔ (متفق علیہ)

حدیث نمبر ۲...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حضرت جبریل علیہ السلام آ کر عرض گزار ہوئے، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! یہ خدیجہ ہیں جو ایک برتن لے کر آ رہی ہیں جس میں سالن اور کھانے پینے کی چیزیں ہیں، جب یہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آئیں تو انہیں ان کے پروردگار کا اور میرا سلام کہئے اور انہیں جنت میں موتیوں کے محل کی بشارت دے دیجئے، جس میں نہ کوئی شور ہو گا اور نہ کوئی تکلیف ہو گی۔ (متفق علیہ)

حدیث نمبر ۳...... حضرت اسماعیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا، کیا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بشارت دی تھی؟ اُنہوں نے جواب دیا ہاں، آپ نے اُنہیں (جنت میں) ایسے محل کی بشارت دی تھی جو موتیوں سے بنا ہو گا اور اس میں نہ شور و غل ہو گا اور نہ کوئی تکلیف ہو گی۔ (متفق علیہ)

حدیث نمبر ۴...... حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اپنے زمانے کی سب سے بہترین عورت حضرت مریم (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) ہیں اور (اسی طرح) اپنے زمانے کی سب سے بہترین عورت خدیجہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) ہیں۔ (یہ حدیث متفق علیہ ہے)

حدیث نمبر ۵...... حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بہن ہالہ بنت خویلد (ہمارے گھر آئیں اور انہوں) نے خود حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اندر آنے کی اجازت طلب کی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اجازت طلب کرنا سمجھ کر کچھ لرزہ بر اندام ہو گئے۔ پھر فرمایا خدایا! یہ تو ہالہ ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے رشک ہوا۔ پس میں عرض گزار ہوئی کہ آپ قریش کی ایک سرخ رخساروں والی بڑھیا کو اتنا یاد فرماتے رہتے ہیں، جنہیں فوت ہوئے بھی ایک زمانہ بیت گیا ہے کیا اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان کا نعم البدل عطا نہیں فرما دیا ہے۔ (یہ حدیث متفق علیہ ہے)

حدیث نمبر ٦ ...... حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کسی زوجہ مطہرہ پر اتنا رشک نہیں آتا جتنا حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر، حالانکہ میں نے انہیں دیکھا نہیں ہے، لیکن حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اکثر ان کا ذکر فرماتے رہتے تھے اور جب آپ کوئی بکری ذبح فرماتے تو اس کے اعضاء کو علیحدہ علیحدہ کر کے اُنہیں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ملنے والی سہیلیوں کے ہاں بھیجتے۔ کبھی میں اتنا عرض کر دیتی کہ دنیا میں کیا حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سوا اور کوئی عورت نہیں ہے؟ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ہاں وہ ایسی ہی یگانہ روزگار تھی اور میری اولاد بھی ان سے ہے۔

(بخاری شریف)

حدیث نمبر ۷ ...... حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن میں سے کسی پر رشک نہیں کیا، سوائے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے (یعنی میں ان پر رشک کیا کرتی تھی) اور میں نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا زمانہ نہیں پایا۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب بھی بکری ذبح فرماتے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے کہ اس کا گوشت حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سہیلیوں کے ہاں بھیج دو۔ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں ایک دن غصہ میں آ گئی اور میں نے کہا، خدیجہ خدیجہ ہو رہی ہے تو حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدیجہ کی محبت مجھے عطا کی گئی ہے۔ (امام مسلم، ابن حبان)

حدیث نمبر ۸ ...... حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی موجودگی میں دوسری شادی نہیں فرمائی یہاں تک کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال ہو گیا۔ (مسلم شریف)

حدیث نمبر ۹ ...... حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن میں سے کسی عورت پر اتنا رشک نہیں کیا جتنا کہ میں نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر رشک کیا ہے کیونکہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کا کثرت سے ذکر فرمایا کرتے تھے حالانکہ میں نے اُنہیں کبھی بھی نہیں دیکھا تھا۔ (اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔)

حدیث نمبر ۱۰ ...... حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے کسی عورت پر اس قدر رشک نہیں کیا جس قدر کہ میں نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر رشک کیا اور حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میری شادی سے تین سال پہلے وفات پا چکی تھیں (اور میں یہ رشک اس وقت کیا کرتی تھی) کہ جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ذکر فرمایا کرتے تھے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پروردگار نے حکم فرمایا کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جنت میں خولدار موتیوں سے بنے ہوئے گھر کی خوشخبری دے دو اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب بھی بکری ذبح فرماتے تو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سہیلیوں کو گوشت ضرور بھیجا کرتے۔ (مسلم شریف)

حدیث نمبر ۱۱ ...... حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، تمہارے (اتباع واقتداء کرنے) لئے چار عورتیں ہی کافی ہیں۔ مریم بنت عمران، خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور فرعون کی بیوی آسیہ۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہن) (امام ترمذی، امام احمد)

حدیث نمبر ۱۲ ...... حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب مکہ مکرمہ والوں نے اپنے قیدیوں کا فدیہ بھیجا تو حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی (اپنے شوہر) ابوالعاص بن ربیع کے فدیہ میں مال بھیجا جس میں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وہ ہار بھی تھا جو اُنہیں (حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف سے) جہیز میں ملا تھا جب ابوالعاص سے ان کی شادی ہوئی تھی۔ جب حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُسے دیکھا تو فرطِ غم سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دل بھر آیا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بڑی رِقت طاری ہوگئی۔ فرمایا، اگر تم مناسب سمجھو تو اس (حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے قیدی کو چھوڑ دیا جائے اور اس کا مال اسے واپس دے دیا جائے؟ لوگوں نے اثبات میں جواب دیا۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس (ابوالعاص) سے عہد و پیمان لیا کہ زینب کو آنے سے نہیں روکے گا۔ چنانچہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ایک انصاری صحابی کو بھیجا کہ تم یاجج کے مقام پر رہنا یہاں تک کہ زینب (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) تمہارے پاس آپہنچے۔ پس اسے ساتھ لے کر یہاں آپہنچنا۔ (اس حدیث کو امام ابوداؤد اور احمد نے روایت کیا۔)

حدیث نمبر ۱۳ ...... حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے زمین پر چار خطوط کھینچے اور دریافت فرمایا، کیا تم جانتے ہو کہ یہ کیا ہے؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا، اللہ تعالیٰ اور اُس کا رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، یہ جنت کی بہترین عورتیں ہیں جو کہ حضرت خدیجہ بنت خویلد، حضرت فاطمہ بنت محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)، حضرت آسیہ بنت مزاحم جو کہ فرعون کی بیوی ہے اور حضرت مریم بنت عمران ہیں۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہن) (امام احمد، ابن حبان، حاکم)

حدیث نمبر ۱۴ ...... حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آئے درآنحالیکہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی اُس وقت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس موجود تھیں۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کیا، بے شک اللہ تعالیٰ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر سلام بھیجتا ہے۔ اس پر حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا، بے شک اللہ تعالیٰ ہی السلام ہے اور جبریل علیہ السلام پر سلامتی ہو اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بھی سلامتی ہو اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اُس کی برکات ہوں۔ (امام نسائی، امام حاکم)

حدیث نمبر ۱۵ ...... امام ابن شہاب زہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عورتوں میں سب سے پہلے حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لائیں۔ (حاکم، بیہقی)

حدیث نمبر ۱۶ ...... امام ابن شہاب زہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نماز فرض ہونے سے پہلے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سب سے پہلی خاتون تھیں جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائیں اور اُس کے رسول حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (کے برحق ہونے) کی تصدیق کی۔ (امام حاکم، ابن ابی شیبہ)

حدیث نمبر ۱۷ ...... حضرت ربیعہ سعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت حذیفہ یمانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں مسجدِ نبوی میں حاضر ہوا تو وہ فرما رہے تھے، حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ تعالیٰ عنہا تمام جہان کی عورتوں سے پہلے اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لائیں۔ (اس حدیث کو امام حاکم نے بیان کیا۔)

حدیث نمبر ۱۸ ...... حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب کبھی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ذکر فرماتے تو اُن کی خوب تعریف فرماتے۔ آپ فرماتی ہیں کہ ایک دن میں غصہ میں آ گئی اور میں نے کہا آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سرخ رخساروں والی کا تذکرہ بہت زیادہ کرتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس سے بہتر عورتیں اسکے نعم البدل کے طور پر آپ کو عطا فرمائی ہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے مجھے اس سے بہتر بدل عطا نہیں فرمایا وہ ایسی خاتون تھیں جو مجھ پر اس وقت ایمان لائیں جب لوگ میرا انکار کر رہے تھے اور میری اُس وقت تصدیق کی جب لوگ مجھے جھٹلا رہے تھے اور اپنے مال سے اس وقت میری ڈھارس بندھائی جب لوگ مجھے محروم کر رہے تھے اور اللہ تعالیٰ نے مجھے اس سے اولاد عطا فرمائی جبکہ دوسری عورتوں سے مجھے اولاد عطا نہیں کی۔ (احمد، طبرانی)

حدیث نمبر ۱۹ ...... حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تذکرہ فرماتے تو ان کی تعریف اور اُن کیلئے استغفار و دعائے مغفرت کرتے ہوئے تھکتے نہیں تھے۔ پس ایک دن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تذکرہ فرمایا تو مجھے غصہ آگیا یہاں تک کہ میں نے یہ کہہ دیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس بڑھیا کے عوض (حسین وجمیل) بیویاں عطا فرمائی ہیں۔ پس میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شدید جلال میں آگئے (یہ صورتحال دیکھ کر) میں نے اپنے دل میں کہا، اے اللہ! اگر آج تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا غصہ مجھ سے دور کردے تو میں کبھی بھی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا سخت الفاظ میں تذکرہ نہیں کروں گی۔ پس جب حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میری یہ حالت دیکھی تو فرمایا، تم ایسا کیسے کہہ سکتی ہو؟ حالانکہ خدا کی قسم! وہ مجھ پر اس وقت ایمان لائیں جب لوگ میرا انکار کر رہے تھے اور میری اُس وقت تصدیق کی جب لوگ مجھے جھٹلا رہے تھے اور میری اولاد بھی ان کے بطن سے پیدا ہوئی جبکہ تم اس سے محروم ہو، پس آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک ماہ تک اسی حالت (قدرے ناراضگی کی حالت میں) میں صبح وشام آتے رہے۔ (طبرانی)

حدیث نمبر ۲۰ ...... حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں کوئی شئے پیش کی جاتی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے، اسے فلاں خاتون کے گھر لے جاؤ کیونکہ وہ خدیجہ کی سہیلی ہے، اسے فلاں خاتون کے گھر لے جاؤ کیونکہ وہ خدیجہ سے محبت رکھتی تھی۔ (اس حدیث کو امام بخاری نے 'الادب المفرد' میں بیان کیا ہے)

تبصرہ ...... حضرت اُمّ المؤمنین بی بی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مقدس زندگی سے ماؤں بہنوں کو سبق حاصل کرنا چاہئے کہ انہوں نے کیسے کٹھن اور مشکلات کے دور میں حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اپنا تن من دھن سب کچھ قربان کر دیا اور سینہ سپر ہو کر تمام مصائب و مشکلات کا مقابلہ کیا اور پہاڑ کی طرح ایمان و عمل صالح پر ثابت قدم رہیں اور مصائب و آلام کے طوفان میں نہایت ہی جاں نثاری کے ساتھ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دلجوئی اور تسکین قلب کا سامان کرتی رہیں اور ان کی ان قربانیوں کا دنیا ہی میں ان کو یہ صلا ملا کہ ربّ العالمین کا سلام ان کا نام لے کر حضرت جبریل علیہ السلام نازل ہوا کرتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مشکلات اور پریشانیوں میں اپنے شوہر کی دلجوئی اور تسلی دینے کی عادت خدا کے نزدیک محبوب و پسندیدہ خصلت ہے لیکن افسوس کہ اس زمانے میں مسلمان عورتیں اپنے شوہروں کی دلجوئی تو کہاں! اُلٹے اپنے شوہروں کو پریشان کرتی رہتی ہیں۔ کبھی طرح طرح کی فرمائشیں کرکے، کبھی جھگڑا تکرار کرکے، کبھی غصہ میں منہ پھیلا کر کے۔

ماؤں بہنو! تمہیں خدا کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ اپنے شوہروں کا دل نہ دکھاؤ اور ان کو پریشانیوں میں نہ ڈالا کرو بلکہ آڑے وقتوں میں اپنے شوہروں کو تسلی دے کر ان کی دلجوئی کیا کرو۔ (علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی صاحب۔ جنتی زیور، صفحہ ۳۹۵)

سیّدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(راجہ رشید محمود)

بہار گلشن ایماں خدیجہ چراغ محفل عرفاں خدیجہ
ہے پاکیزہ تریں کردار جن کا وقار عالم نسواں خدیجہ
وہ قندیل حریم مصطفیٰ ہیں چراغ خانہ خیر الوریٰ ہیں
دکھایا ان کو عفت کا نمونہ خواتین جہاں کی رہنما ہیں
شریک حال پیغمبر خدیجہ حیا و حلم کی پیکر خدیجہ
کلی ہیں وہ گلستان وفا کی صفا و صدق کی مظہر خدیجہ
مرے آقا کی غم خوار و معین ہیں مسلمانوں کا ایماں و یقیں ہیں
نبی کی محترم زوجہ خدیجہ یکے از اُمہات المومنیں ہیں

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ...... صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ...... صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ...... صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ...... صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

رضی اللہ تعالیٰ عنہا ...... رضی اللہ تعالیٰ عنہا ...... رضی اللہ تعالیٰ عنہا ...... رضی اللہ تعالیٰ عنہا ...... رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بعد سب سے پہلے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عقد میں آئیں۔ رمضان ۱۳ نبوی بروایت زرقانی ۸ نبوی میں آپ کا نکاح ہوا۔ چار سو درہم مہر قرار پایا۔ آپ سے کوئی اولاد نہ تھی، آپ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نہایت فرمانبردار بی بی تھیں اور اس وصف میں تمام ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنھن سے ممتاز تھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سوا فیاضی و سخاوت میں بھی اپنی مثل نہ رکھتی تھیں۔ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک تھیلی بھیجی فرمایا کیا ہے؟ کہا گیا درہم ہیں۔ آپ نے فرمایا کھجوروں کی طرح تھیلی میں درہم بھیجے جاتے ہیں۔ یہ فرمایا اور تمام درہم تقسیم کر دیئے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پانچ احادیث مروی ہیں۔ ایک بخاری میں بھی ہے اور صحاح میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور یحییٰ بن اسعد بن زرارہ نے ان سے روایت کی ہے۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سن وفات میں اختلاف ہے۔ واقدی کے نزدیک زمانہ خلافت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۵۴ ہجری میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات ہوئی۔ علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سالِ وفات ۵۵ ہجری قرار دیتے ہیں۔ ذہبی کہتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے آخری زمانہ میں آپ کی وفات ہوئی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۲۴ ہجری میں وفات پائی۔ اس لئے ان کا زمانہ خلافت ۲۳ ہجری ہوگا اور یہی آپ کا سن وفات ہوگا۔ حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پہلی شادی سکران بن عمر سے ہوئی جو انتقال کر گئے۔

فضائل و مناقب حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حدیث نمبر ۱ ...... حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب سفر کا ارادہ فرماتے تو اپنی ازواجِ مطہرات کے درمیان قرعہ ڈالتے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ جانے کیلئے کس کے نام قرعہ نکلتا ہے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے درمیان ایک رات دن کی باری مقرر فرمائی ہوئی تھی، ماسوائے حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے کہ انہوں نے اپنی باری اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دی ہوئی تھی اور اس سے ان کا مقصود حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضامندی تھی۔ (امام بخاری، امام ابوداؤد نے اس حدیث کو روایت کیا۔)

حدیث نمبر ۲ ...... حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ مجھے ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنھن میں سب سے زیادہ حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عزیز تھیں، میری تمنا تھی کہ کاش میں اُن کے جسم میں ہوتی، حضرت سودہ بنت زمعہ کے مزاج میں تیزی تھی، جب وہ بوڑھی ہوگئیں تو انہوں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اپنے ساتھ کی باری حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دے دی اور عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میں نے اپنی باری عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو دے دی ہے، پھر حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں دو دِن رہتے تھے، ایک دن حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی باری کا اور ایک دن حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی باری کا۔ (اس حدیث کو امام مسلم و نسائی نے روایت کیا۔)

تبصرہ ...... غور کرو کہ حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بعد حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کس طرح حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غم کو غلط کیا اور کس طرح کاشانۂ نبوت کو سنبھالا کہ قلب مبارک مطمئن ہوگیا اور پھر ان کی محبتِ رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایک نظر ڈالو کہ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خوشی کیلئے اپنی باری کا دن کس خوشدلی کے ساتھ اپنی سوت حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دے دیا، پھر ان کی فیاضی اور سخاوت کو بھی دیکھو دِرہموں سے بھرے ہوئے تھیلے کو چند منٹوں میں فقراء و مساکین کے درمیان تقسیم کردیا اور اپنے لئے ایک درہم بھی نہ رکھا۔

ماؤں بہنو! خدا کیلئے اُمت کی ماؤں کے طرز عمل سے سبق سیکھو اور نیک بیبیوں کی فہرست میں اپنا نام لکھاؤ۔ حسد اور کنجوسی نہ کرو اور کام چور نہ بنو۔

وہ مائیں ہیں جن کی گود میں اسلام پلتا تھا
اسی غیرت سے انساں نور کے سانچے میں ڈھلتا تھا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن پر لفظ اُمّ المومنین کا اطلاق قرآن حکیم کے ارشاد و ازواجه امهاتهم سے ماخوذ ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نہایت مقدس بی بی ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نام عائشہ اور کنیت اُم عبداللہ ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کنیت اُم عبداللہ سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہی رکھی تھی جبکہ آپ کے بھانجے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بغرضِ تحنیک بحضور نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیش کیا گیا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، یہ عبداللہ ہے اور تم اُمّ عبداللہ۔ (فتح الباری)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے والد کا نام امیر المومنین سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے اور والدہ کا نام اُم رومان زینب بنت عامر ہے۔ جن کا انتقال ۶ ہجری میں ہوا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بعثت کے چار برس بعد پیدا ہوئیں۔ ۱۰ نبوی (بعثت) میں حضور علیہ السلام کے عقدِ نکاح میں آئیں۔ آپ کی عمر شریف اُس وقت چھ برس کی تھی۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے انتقال کے بعد خولہ بنت حکم کی وساطت سے نکاح ہوا۔ چار سو درہم مہر مقرر ہوا۔ نکاح کے بعد حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تین سال مکہ میں مقیم رہے۔ ۱۳ ہجری (نبوی) میں جب آپ نے ہجرت فرمائی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ساتھ تھے۔ اہل وعیال کو مکہ چھوڑ آئے تھے۔ جب مدینہ میں اطمینان ہوا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے اہل وعیال کو مدینہ بلا لیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، اُمّ کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وغیرہ کو لانے کیلئے حضرت عبداللہ بن اریقط کو بھیج دیا۔ ماہِ شوال ۱ ہجری میں نو سال کی عمر میں رُخصتی ہوئی۔

علمی زندگی

ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا علم وفضل کے لحاظ سے سب سے ممتاز ہیں۔ حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانہ میں فتویٰ دیتی تھیں۔ اکابر صحابہ آپ کے علم وفضل کے معترف تھے اور مسائل میں آپ سے استفسار کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے 2210 احادیث مروی ہیں۔ جن میں سے 174 حدیثوں پر بخاری ومسلم نے اتفاق کیا۔ بخاری نے منفردان سے 54 حدیثیں روایت کی ہیں۔ 68 احادیث امام مسلم نے منفردطور پر روایت کی ہیں۔ علماء فرماتے ہیں کہ احکامِ شرعیہ کا ایک چوتھائی حصہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے منقول ہے۔ ترمذی کی حدیث ہے کہ جب کوئی مشکل کام پیش آتا تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہی حل کرتی تھیں۔ تفسیر، حدیث، اسرارِ شریعت، خطابت، ادب اور انساب میں آپ کو بہت کمال حاصل تھا۔ مختصر یہ کہ ایک مسلمان کیلئے یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی بیوی ہیں۔ اُمّ المومنین ہیں۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی ہیں اور حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے داماد ہیں یعنی صدیق وہ ہیں جن کے داماد مکرم رسول نہ صرف رسول بلکہ رسولوں کے رسول اور اللہ کے محبوب اور خاتم النبیین ہیں۔ سبحان اللہ!

وفات

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نو سال تک حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ زندگی بسر کی، جب حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا وِصال ہوا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر شریف اٹھارہ سال کی تھی۔ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا 48 سال زندہ رہیں اور 17 رمضانُ المبارک 57 ہجری میں وفات پائی۔ اُس وقت آپ کی عمر مبارک 66 سال تھی۔ وصیت کے مطابق جنت البقیع میں رات کے وقت دفن ہوئیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت مروان بن حکم کی طرف سے حاکمِ مدینہ تھے۔ اُنہوں نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔

فضائل و مناقب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حدیث نمبر ۱ ...... حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک روز حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ! یہ جبریل تمہیں سلام کہتے ہیں۔ میں نے جواب دیا، ان پر بھی سلام ہو اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور برکات ہوں۔ لیکن آپ (یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) جو کچھ دیکھ سکتے ہیں وہ میں نہیں دیکھ سکتی (کیونکہ جبریل علیہ السلام انہیں نظر نہیں آرہے تھے)۔ (متفق علیہ)

حدیث نمبر ۲ ...... حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک روز حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا میں نے خواب میں دو مرتبہ تمہیں دیکھا ہے۔ میں نے دیکھا کہ تم ریشمی کپڑوں میں لپٹی ہوئی ہو اور مجھے کہا گیا کہ یہ آپ کی بیوی ہے سو پردہ ہٹا کر دیکھئے۔ جب میں نے دیکھا تو تم تھی۔ تو میں نے کہا کہ اگر یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو وہ ایسا کر کے ہی رہے گا۔ (یہ حدیث متفق علیہ ہے)

حدیث نمبر ۳ ...... حضرت ابو عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سریہ 'ذات السلاسل' کیلئے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر لشکر مقرر فرمایا۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! آپ کو انسانوں میں سب سے پیارا کون ہے؟ فرمایا، عائشہ۔ میں عرض گزار ہوا، مردوں میں سے؟ فرمایا، اس کا والد۔ میں نے عرض کیا، ان کے بعد کون ہے؟ فرمایا، عمر۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چند دیگر حضرات کے نام لئے لیکن میں اس خیال سے خاموش ہو گیا کہ کہیں میرا نام آخر میں نہ آئے۔ (یہ حدیث متفق علیہ ہے)

حدیث نمبر ٤ ...... حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا، میں بخوبی جان لیتا ہوں جب تم مجھ سے راضی ہوتی ہے۔ وہ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا، یہ بات آپ کس طرح معلوم کر لیتے ہیں؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، جب تم مجھ سے راضی ہوتی ہو تو کہتی ہو کہ رب محمد کی قسم! ...... اور جب تم ناخوش ہوتی ہو تو کہتی ہو رب ابراہیم کی قسم! ...... وہ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا، خدا کی قسم! یا رسول اللہ! اس وقت میں صرف آپ کا نام ہی چھوڑتی ہوں۔ (یہ حدیث متفق علیہ ہے)

حدیث نمبر ۵...... حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ لوگ اپنے تحائف حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کرنے کیلئے میرے (ساتھ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مخصوص کردہ) دِن کی تلاش میں رہتے تھے اور اس عمل سے وہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضا چاہتے تھے۔ (متفق علیہ)

حدیث نمبر ۶...... حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (مرضِ وصال) میں (میری) باری طلب کرنے کیلئے پوچھتے کہ میں آج کہاں رہوں گا؟ کل میں کہاں رہوں گا؟ پھر جس دن میری باری تھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سرِ انور میری گود میں تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روحِ مقدسہ قبض کرلی اور میرے گھر میں ہی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدفون ہوئے۔ (یہ حدیث متفق علیہ ہے)

حدیث نمبر ۷...... حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ میرے کمرے کے دروازے پر کھڑے ہوئے تھے اور حبشی اپنے ہتھیاروں سے لیس مسجد میں کھیل رہے تھے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھے اپنی چادر میں چھپائے ہوئے تھے تاکہ میں ان کا کھیل دیکھتی رہوں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میری وجہ سے کھڑے رہے یہاں تک کہ میرا جی بھر گیا اور میں خود وہاں سے چلی گئی۔ اب تم خود اندازہ کرو جو لڑکی کم سن اور کھیل کی شائق ہو وہ کب تک دیکھے گی۔ (متفق علیہ)

حدیث نمبر ۸...... امام ابن ابی ملیکہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ (سیّدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عیادت کیلئے تشریف لے گئے اور انہوں) نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اندر آنے کی اجازت مانگی جبکہ وہ اسوقت عالمِ نزع میں تھیں۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا، مجھے ڈر ہے کہ یہ میری تعریف کریں گے۔ حاضرین نے کہا، یہ تو حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچازاد اور سرکردہ مسلمانوں میں سے ہیں۔ انہوں نے فرمایا، اچھا انہیں اجازت دیدو۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کہ آپ کا کیا حال ہے؟ جواب دیا، اگر پرہیزگار ہوں تو بہتر ہے۔ آپ نے فرمایا اِن شاءَ اللہ بہتر ہی رہے گا کیونکہ آپ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ ہیں اور آپ کے سوا انہوں نے کسی کنواری عورت سے نکاح نہیں کیا اور آپ کی برأت آسمان سے نازل ہوئی تھی۔ ان کے بعد حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اندر آئے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے تھے وہ میری تعریف کررہے تھے اور میں یہ چاہتی ہوں کہ کاش! میں گمنام ہوتی۔ (بخاری شریف)

حدیث نمبر ۹...... حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس اللہ تعالیٰ کے رزق میں سے جو بھی چیز آتی وہ اسے اپنے پاس نہ روکے رکھتیں بلکہ اسی وقت (کھڑے کھڑے) اس کا صدقہ فرما دیتیں۔ (بخاری شریف)

حدیث نمبر ۱۰...... حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایک فارسی پڑوسی بہت اچھا سالن بناتا تھا۔ پس ایک دن اس نے حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے سالن بنایا۔ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دعوت دینے کیلئے حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اور یہ بھی یعنی عائشہ (بھی میرے ساتھ مدعو ہے یا نہیں) تو اس نے عرض کیا نہیں۔ اس پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، نہیں (میں نہیں جاؤں گا) اس شخص نے دوبارہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دعوت دی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پھر انکار فرما دیا۔ اس شخص نے دوبارہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دعوت دی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، یہ بھی؟ اس نے عرض کیا ہاں یہ بھی۔ پھر دونوں (یعنی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) ایک دوسرے کو تھامتے ہوئے اُٹھے اور اس شخص کے گھر تشریف لے گئے۔ (امام مسلم، امام احمد)

حدیث نمبر ۱۱...... حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت جبریل امین علیہ السلام ریشم کے سبز کپڑے میں (لپٹی ہوئی) ان کی تصویر لے کر حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا، یا رسول اللہ! یہ دنیا و آخرت میں آپ کی اہلیہ ہیں۔ (ترمذی، ابن حبان)

حدیث نمبر ۱۲...... حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم اصحاب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے جب کبھی بھی کوئی حدیث مشکل ہو جاتی تو ہم اُمّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اس کے بارے میں پوچھتے تو ان سے اس حدیث کا صحیح علم پا لیتے۔ (ترمذی)

حدیث نمبر ۱۴...... حضرت موسیٰ بن طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بڑھ کر کسی کو فصیح نہیں دیکھا۔ (ترمذی، حاکم)

حدیث نمبر ۱۴...... حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک طویل حدیث میں روایت کرتی ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا، ربِّ کعبہ کی قسم! بے شک عائشہ تمہارے والد کو بہت محبوب ہے۔ (ابوداؤد شریف)

حدیث نمبر ۱۵ ...... حضرت ذکوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دربان تھے، روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ملنے کی اجازت طلب کرنے کیلئے تشریف لائے تو انہوں نے فرمایا، اگر تم چاہتے ہو تو انہیں اجازت دے دو۔ راوی بیان کرتے ہیں پھر میں انہیں اندر لے آیا پس جب وہ بیٹھ گئے تو عرض کرنے لگے، اے اُمّ المومنین! آپ کو خوشخبری ہو۔ آپ نے جواباً فرمایا، اور تمہیں بھی خوشخبری ہو۔ پھر انہوں نے عرض کیا، آپ کی اور آپ کے محبوب حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ملاقات میں سوائے آپ کی روح کے قفس عنصری سے پرواز کرنے کے کوئی چیز مانع نہیں ہے۔ آپ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنھن سے بڑھ کر عزیز تھیں اور حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سوائے پاکیزہ چیز کے کسی کو پسند نہیں فرماتے تھے اور ابوا والی رات آپ کے گلے کا ہار گر گیا تو حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صبح تک گھر نہ پہنچے اور جب صحابہ کرام علیہم الرضوان نے صبح اس حال میں کی کہ ان کے پاس وضو کرنے کیلئے پانی نہیں تھا تو اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے آیتِ تیمم نازل فرمائی ﴿پس تیمم کرو پاکیزہ مٹی کے ساتھ (النساء:۴۳)﴾ اور یہ سارا آپ کے سبب ہوا اور یہ جو رُخصت اللہ تعالیٰ نے (تیمم کی شکل میں) نازل فرمائی (یہ بھی آپ کی بدولت نصیب ہوئی) اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی برأت (یعنی بے گناہی) سات آسمانوں کے اوپر سے نازل فرمائی جسے حضرت جبریل امین علیہ السلام لے کر نازل ہوئے پس اب اللہ تعالیٰ کی مساجد میں سے کوئی مسجد ایسی نہیں ہے جس میں اللہ تعالیٰ کا نام لیا جاتا ہے جس میں اس (آیتِ برأت) کی رات دن تلاوت نہ ہوتی ہو۔ یہ سن کر انہوں نے فرمایا اے ابن عباس (رضی اللہ عنہ)! بس کرو میری اور تعریف نہ کرو۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! مجھے یہ پسند ہے کہ میں کوئی بھولی بسری چیز ہوتی (جسے کوئی نہ جانتا ہوتا)۔ (امام احمد، ابن حبان، ابو یعلی)

حدیث نمبر ۱۶ ...... حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے گھوڑے کی گردن پر اپنا دستِ اقدس رکھا ہوا ہے اور ایک آدمی سے کلام فرما رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے دحیہ کلبی کے گھوڑے کی گردن پر اپنا دستِ اقدس رکھا ہوا ہے اور ان سے کلام فرما رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا، کیا واقعی تم نے یہ منظر دیکھا؟ میں نے عرض کیا ہاں! آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، وہ جبریل علیہ السلام تھے اور وہ تجھے سلام پیش کرتے ہیں۔ انہوں نے عرض کیا، اور ان پر بھی سلامتی ہو اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور برکتیں ہوں اور اللہ تعالیٰ دوست اور مہمان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ پس کتنا ہی اچھا دوست (حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات) اور کتنا ہی اچھا مہمان (حضرت جبریل علیہ السلام) ہیں۔ (اس حدیث کو امام احمد نے روایت کیا ہے۔)

حدیث نمبر ۱۷ ...... حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ جب میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خوشگوار حالت میں دیکھا تو میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ! اللہ تعالیٰ سے میرے حق میں دعا فرمائیں تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اے اللہ! عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے اگلے پچھلے، ظاہری و باطنی تمام گناہ معاف فرما۔ یہ سن کر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اتنا ہنسیں کہ ان کا سر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی گود مبارک میں آ پڑا (یعنی ہنسی سے لوٹ پوٹ ہوگئیں) اس پر حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، کیا میری دعا تمہیں اچھی لگی ہے؟ انہوں نے عرض کیا، یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ آپ کی دعا مجھے اچھی نہ لگے، پھر حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ کی قسم! بے شک ہر نماز میں میری یہ دعا میری اُمت کیلئے خاص ہے۔ (ابن حبان، حاکم، ابن ابی شیبہ)

حدیث نمبر ۱۸ ...... حضرت عطا بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تمام لوگوں سے بڑھ کر فقیہ اور تمام لوگوں سے بڑھ کر عالمہ اور تمام لوگوں سے بڑھ کر روزمرہ معاملات میں اچھی رائے رکھنے والی تھیں۔ (اس حدیث کو امام حاکم نے روایت کیا ہے۔)

حدیث نمبر ۱۹ ...... حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بڑھ کر شعر، فرائض (میراث) اور فقہ کا عالم کسی کو نہیں دیکھا۔ (اس حدیث کو امام ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے۔)

حدیث نمبر ۲۰ ...... امام زہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر جملہ ازواجِ مطہرات (رضی اللہ تعالیٰ عنہن) سمیت اس اُمت کی تمام عورتوں کے علم کو جمع کرلیا جائے تو عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کا علم ان سب کے علم سے زیادہ ہے۔ (طبرانی)

حدیث نمبر ۲۱ ...... امام قاسم بن محمد بیان کرتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، میں نے کسی بھی خطیب کو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بڑھ کر بلاغت و فطانت والا نہیں دیکھا۔ (طبرانی)

حدیث نمبر ۲۲ ...... حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے لوگوں میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بڑھ کر کسی کو قرآن، فرائض، حلال وحرام، شعر، عربوں کی روایات اور نسب کا عالم نہیں دیکھا۔ (ابو نعیم)

حدیث نمبر ۲۳...... حضرت اُمّ ذرہ جوکہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خادمہ تھیں بیان کرتی ہیں کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو تھیلوں میں آپ کو اسّی ہزار یا ایک لاکھ مالیت کا مال بھیجا۔ آپ نے مال (رکھنے کیلئے) ایک تھال منگوایا اور آپ اس دن روزے سے تھیں۔ آپ وہ مال لوگوں میں تقسیم کرنے کیلئے بیٹھ گئیں۔ پس شام تک اس مال میں سے آپ کے پاس ایک دِرہم بھی نہ بچا۔ جب شام ہوگئی تو آپ نے فرمایا، اے لڑکی! میرے افطار کیلئے کچھ لاؤ، وہ لڑکی ایک روٹی اور تھوڑا سا گھی لے کر حاضر ہوئی۔ پس اُم ذرہ نے عرض کیا، کیا آپ نے جو مال آج تقسیم کیا ہے اس میں سے ہمارے لئے ایک دِرہم کا گوشت نہیں خرید سکتی تھیں جس سے آج ہم افطار کرتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا، اب مجھے اس لہجے میں شکایت نہ کرو اگر اس وقت (جب میں مال تقسیم کررہی تھی) تم نے مجھے یاد کرایا ہوتا تو شاید میں (تمہارے لئے) ایسا کرلیتی۔ (ابونعیم، ابن سعد)

حدیث نمبر ۲۴...... حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بڑھ کر سخاوت کرنے والی کوئی عورت نہیں دیکھی اور دونوں کی سخاوت میں فرق ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھوڑی تھوڑی اشیاء جمع فرماتی رہتی تھیں اور جب کافی ساری اشیاء آپ کے پاس جمع ہوجاتیں تو آپ انہیں (غرباء اور محتاجوں میں) تقسیم فرمادیتیں جبکہ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا (بھی) اپنے پاس کل کیلئے کوئی چیز بچا کر نہیں رکھتی تھیں۔ (اس حدیث کو امام بخاری نے الادب المفرد میں بیان کیا ہے۔)

حدیث نمبر ۲۵...... حضرت عطاء سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو سونے کا ہار بھیجا جس میں ایک ایسا جوہر لگا ہوا تھا جس کی قیمت ایک لاکھ دِرہم تھی۔ پس آپ نے وہ قیمتی ہار تمام اُمہات المومنین میں تقسیم فرمادیا۔ (اس حدیث کو امام ہناد نے روایت کیا ہے۔)

حدیث نمبر ۲۶ ...... حضرت عروہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مسلسل روزے سے ہوتی تھیں اور امام قاسم روایت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مسلسل روزے سے ہوتی تھیں اور صرف عید الاضحیٰ اور عید الفطر کو افطار فرماتی تھیں۔

اور ان ہی سے روایت ہے کہ میں صبح کو جب گھر سے روانہ ہوتا تو سب سے پہلے سلام کرنے کی غرض سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس جاتا۔ پس ایک صبح میں آپ کے گھر گیا تو آپ حالتِ قیام میں تسبیح فرما رہی تھیں اور یہ آیۂ کریمہ پڑھ رہی تھیں "پس اللہ نے ہم پر احسان فرمادیا اور ہمیں نارِ جہنم کے عذاب سے بچالیا"۔ (الطور: ۲۷) اور دعا کرتی اور روتی جارہی تھیں اور اس آیت کو بار بار دہرا رہی تھیں۔ پس میں (ان کی نماز سے فراغت کے انتظار میں) کھڑا ہو گیا یہاں تک کہ میں کھڑا کھڑا تھک گیا اور اپنے کام کی غرض سے بازار چلا گیا۔ پھر میں واپس آیا تو میں نے دیکھا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اسی حالت میں کھڑی نماز ادا کر رہی ہیں اور مسلسل روئے جا رہی ہیں۔ (عبد الرزاق، بیہقی، ابن جوزی)

تبصرہ...... یہ عمر میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تمام بیویوں میں سب سے چھوٹی تھیں۔ علم و فضل، زہد و تقویٰ، سخاوت و شجاعت، عبادت و ریاضت میں سب سے بڑھ کر ہوئیں۔ اس کو فضلِ خداوندی کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے۔ بہر حال پیاری بہنو! حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زندگی سے سبق حاصل کرو اور اچھے اچھے عمل کرتی رہو اور اپنے شوہروں کو خوش رکھو۔

حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(محمود حسین محمود قادری)

حضرت عائشہ صدیقہ اُم المومنین
زوجہ پاک رسول اللہ ختم المرسلین

آیت تطہیر جن کی شان میں نازل ہوئی
آپ تھیں محبوبہ محبوب ربّ العالمین

اس قدر تھا ذات والا نفاست کا شعور
پر توے نور رسالت سے منور تھیں جبین

نصف دیں اُمت نے پایا آپ ہی کے علم سے
واقف میر خفی تو حامل دین متین

سیّدہ و طاہرہ کا آپ نے پایا لقب
گوہر مقصود بخشے خسروئے روح الدین

ہم عصر کوئی نہ تھا حسن بلاغت دیکھیے
جذبہ ایثار ایسا کہ سخاوت نکتہ چیں

مانگ لے محمودؔ بنت حضرت صدیق سے
علم و عرفاں کی ضیاء میں جلوہ نور یقیں

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ...... صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ...... صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ...... صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ...... صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

رضی اللہ تعالیٰ عنہا ...... رضی اللہ تعالیٰ عنہا ...... رضی اللہ تعالیٰ عنہا ...... رضی اللہ تعالیٰ عنہا ...... رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

امیر المؤمنین حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی ہیں۔ ماں کا نام بنت مظعون ہے۔ بعثت سے پانچ برس قبل پیدا ہوئیں جبکہ قریش کعبہ کو تعمیر کر رہے تھے۔ ان کی خصوصیت یہ تھی کہ خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کی خواہش ظاہر فرمائی اور نکاح ہو گیا۔ آپ کی وفات شعبان ۴۵ھ میں زمانہ خلافت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہوئی۔ آپ پہلے خنیس بن حذافہ کے عقد میں تھیں جو غزوہ بدر میں شہید ہو گئے۔ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ساٹھ حدیثیں مروی ہیں جن میں سے امام بخاری نے پانچ روایت کیں۔

فضائل و مناقب حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حدیث نمبر ۱...... حضرت قیس بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو طلاق دی تو ان کے ماموں قدامہ اور عثمان جو کہ مظعون کے بیٹے ہیں آپ کو ملنے آئے تو آپ رو پڑیں اور کہا، خدا کی قسم! حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے غصہ اور غضب کی وجہ سے طلاق نہیں دی، اسی دوران حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ادھر تشریف لائے اور فرمایا، جبریل علیہ السلام نے مجھے کہا ہے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حفصہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی طرف رجوع کرلیں۔ بے شک وہ بہت زیادہ روزے رکھنے اور قیام کرنے والی ہیں اور بے شک وہ جنت میں بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اہلیہ ہیں۔
(امام حاکم)

حدیث نمبر ۲...... حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اے حفصہ! ابھی ابھی جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے تھے اور مجھے کہا، بے شک وہ (حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بہت زیادہ روزے رکھنے اور قیام کرنے والی ہے اور وہ جنت میں بھی آپ کی اہلیہ ہیں۔ (طبرانی)

تبصرہ...... گھریلو کام دھندا سنبھالتے ہوئے روزانہ اتنی عبادت بھی کرنی۔ پھر حدیث وفقہ کے علوم میں بھی مہارت حاصل کرنی۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بیبیاں آرام پسند اور کھیل کود میں زندگی بسر کرنے والی نہیں تھیں بلکہ دن رات کا ایک منٹ بھی وہ ضائع نہیں کرتی تھیں اور دن رات گھر کے کام کاج یا عبادت یا شوہر کی خدمت یا علم حاصل کرنے میں مصروف رہا کرتی تھیں۔ سبحان اللہ! ان خوش نصیب بیبیوں کی زندگی نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نکاح میں ہونے کی برکت سے کتنی مقدس، کس قدر پاکیزہ اور کس درجہ نورانی زندگی تھی۔ ماؤں بہنو! کاش تمہاری زندگی میں بھی ان اُمت کی ماؤں کی زندگی کی چمک دمک یا ہلکی سی بھی جھلک ہوتی تو تمہاری زندگی جنت کا نمونہ بن جاتی اور تمہاری گود میں ایسے بچے اور بچیاں پرورش پاتے جن کو اسلامی شان اور زاہدانہ زندگی کی عظمت کو دیکھ کر آسمانوں کے فرشتے دعا کرتے اور جنت کی حوریں تمہارے لئے 'آمین' کہتے مگر ہائے افسوس کہ تم کو تو اچھا کھانے، اچھے لباس، بناؤ سنگار کر کے پلنگ پر دن رات لیٹے رہنے، ریڈیو کا گانا سننے سے اتنی فرصت ہی کہاں کہ تم ان اُمت کی ماؤں کے نقش قدم پر چلو۔ خداوند کریم تمہیں ہدایت دے۔ اس دعا کے سوا ہم تمہارے لئے اور کیا کر سکتے ہیں؟ کاش تم ہماری ان مخلصانہ نصیحتوں پر عمل کر کے اپنی زندگی کو اسلامی سانچے میں ڈھال لو اور اُمت کی نیک بیبیوں کی فہرست میں اپنا نام لکھا کر دونوں جہان میں سرخرو بن جاؤ۔ (علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی)

اُمّ المومنین حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

نام مبارک ہند، کنیت اُمّ سلمہ، والد کا نام سہل اور والدہ کا نام عاتکہ تھا۔ پہلے عبداللہ بن عبدالاسد بن مغیرہ کے نکاح میں تھیں۔ انہیں کے ہمراہ اسلام لائیں۔ حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ ان کی یہ بہت بڑی فضیلت ہے کہ یہ پہلی عورت ہے جو ہجرت کر کے مدینہ آئیں اور ان کے شوہر عبداللہ بن عبدالاسد بڑے شہسوار تھے۔ غزوہ بدر میں شریک ہوئے اور اُحد میں چند زخموں کی وجہ سے شہید ہو گئے۔ ان کی نمازِ جنازہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پڑھائی اور نو تکبیریں کہیں۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا سہو ہوا ہے۔ فرمایا یہ ایک ہزار تکبیر کے مستحق تھے۔

ازواج میں سب کے بعد اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وفات پائی۔ تاریخ وفات میں اختلاف ہے واقدی ۵۹ ھ، امام ابراہیم حربی ۶۲ ھ، امام بخاری کی تاریخ میں ۵۸ ھ اور بعض روایتوں میں ۶۱ ھ آیا ہے جبکہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کی خبر آئی اس وقت ان کا انتقال ہوا۔ حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ۳۷۸ حدیثیں مروی ہیں جن سے تیرہ پر بخاری و مسلم کا اتفاق ہے اور تین کو امام بخاری اور تین کو امام مسلم نے منفرداً ذکر کیا ہے۔

فضائل و مناقب حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حدیث نمبر ۱......ابوعثمان بیان کرتے ہیں کہ مجھے بتایا گیا ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام ایک دفعہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس موجود تھیں۔ پس وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے گفتگو کرتے رہے پھر چلے گئے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت فرمایا، یہ کون تھے؟ یا جو کچھ بھی آپ نے فرمایا، انہوں نے جواب دیا کہ حضرت دحیہ تھے۔ حضرت اُمّ سلمہ فرماتی ہیں کہ خدا کی قسم! میں نے انہیں دحیہ کلبی ہی سمجھا تھا لیکن میں نے سنا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دورانِ خطبہ بتایا کہ وہ حضرت جبرائیل تھے یا جو کچھ بھی آپ نے فرمایا۔ معمر کے والد بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابوعثمان سے دریافت کیا کہ آپ نے یہ کس سے سنا ہے تو انہوں نے بتایا ہاں! اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا ہے۔ (متفق علیہ)

حدیث نمبر ۲......حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان سے نکاح کرنے کے بعد ان کے پاس تین دن رہے۔ پھر فرمایا، تمہاری اہمیت اور چاہت اپنے شوہر کی نظروں میں ہرگز کم نہیں ہوئی۔ اگر تم چاہو تو میں تمہارے پاس ایک ہفتہ قیام کرلوں اور (لیکن) اگر میں تمہارے پاس ایک ہفتہ رہا تو میں اپنی تمام ازواج کے پاس ایک ایک ہفتہ رہوں گا۔ (مسلم شریف)

حدیث نمبر ۳......حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک دن ان کے پاس ان کے گھر تشریف فرما تھے۔ پس خادم آیا اور عرض کیا، حضرت علی اور فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہما (گھر کی) دہلیز پر کھڑے ہیں۔ آپ نے فرمایا، میرے لئے میرے اہل بیت کے راستے سے ہٹ جایا کرو (یعنی انہیں بلا اجازت گھر میں آنے دیا کرو) پس وہ خادم گھر کے ایک کونے میں چلا گیا۔ پس حضرت علی اور حضرت فاطمہ اور حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اندر تشریف لائے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے نواسوں کو اپنی گود میں بٹھایا اور اپنا ایک دست مبارک حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر رکھا اور انہیں اپنے ساتھ ملایا اور اپنا دوسرا دست اقدس حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر رکھا اور انہیں بھی اپنے ساتھ ملایا اور ان دونوں کو چوما اور پھر ان سب پر کالی کملی بچھادی پھر فرمایا، اے اللہ! تیری طرف نہ کہ آگ کی طرف، میں اور میرے اہل بیت۔ حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں، میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پکار کر عرض کیا، اور میں بھی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں تم بھی۔ (احمد، امام ابن ابی شیبہ)

تبصرہ...... اللہ اکبر! حضرت بی بی اُمِّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زندگی صبر و استقامت، جذبۂ ایمانی، جوشِ اسلامی، زاہدانہ زندگی، علم و عمل، محنت و جفاکشی، عقل و فہم کا ایک ایسا شاہکار ہے جس کی مثال مشکل ہی سے مل سکے گی۔ ان کے کارناموں اور بہادری کی داستانوں کو تاریخ اسلام کے اوراق میں پڑھ کر یہ کہنا پڑتا ہے کہ اے آسمان بول! اے زمین بتا! کیا تم نے حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جیسی شیر دل اور پیکر ایمان عورت کو ان سے پہلے کبھی دیکھا تھا؟

ماؤں بہنو! تم پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیاری بیبیوں کی زندگی سے سبق حاصل کرو اور خدا کیلئے سوچو کہ وہ کیا تھیں؟ اور تم کیا ہو؟ تم بھی مسلمان عورت ہو۔ خدا کیلئے کچھ تو ان کی زندگی کی جھلک دکھاؤ۔

اُمّ المؤمنین حضرت اُمّ حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہا

نام مبارک رملہ، اُم حبیبہ کنیت، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت سے سترہ سال پہلے پیدا ہوئیں اور عبداللہ بن جحش سے نکاح ہوا۔ اپنے شوہر اوّل کے ساتھ مسلمان ہوئیں۔ پھر حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ عبداللہ بن جحش جا کر عیسائی ہوگیا اور آپ اسلام پر قائم رہیں۔ اختلافِ مذہب کی بنا پر دونوں میں علیحدگی ہوگئی اور انہیں اُمّ المومنین بننے کا شرف حاصل ہوا۔ آپ نے ۴۴ھ میں وفات پائی اور مدینہ میں دفن ہوئیں۔ آپ سے ۶۵ حدیثیں مروی ہیں جن میں سے دو پر بخاری و مسلم کا اتفاق ہے۔

فضائل و مناقب حضرت ام المؤمنین اُمِّ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حدیث نمبر ۱ ...... اُم المومنین حضرت اُمِ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا جو مسلمان بندہ ہر روز اللہ تعالیٰ کیلئے بارہ رکعات نفل پڑھے گا اس کیلئے ان کے بدلہ میں جنت میں گھر بنایا جائے گا۔ حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اس دن کے بعد کبھی بھی یہ بارہ رکعات ترک نہیں کیں۔ (امام مسلم، ابن خزیمہ)

حدیث نمبر ۳ ...... امام زہری بیان کرتے ہیں کہ شاہ نجاشی نے حضرت اُمّ حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ چار ہزار درہم حق مہر پر کی اور اس کی خبر بذریعہ خط حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے قبول فرمالیا۔ (ابوداؤد)

حدیث نمبر ۱ ...... امام زہری بیان کرتے ہیں کہ جب ابوسفیان بن حرب (قبولِ اسلام سے قبل) مدینہ منورہ آئے تو وہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں بھی حاضر ہوئے جبکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (مشرکین مکہ کی طرف سے معاہدہ کی خلاف ورزی کرنے پر) مکہ پر حملہ کرنا چاہتے تھے۔ ابوسفیان نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے صلح حدیبیہ کے معاہدہ میں توسیع کیلئے گزارش کی لیکن حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انکار فرمادیا۔ پس وہ کھڑے ہوئے اور اپنی بیٹی اُمّ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گئے لیکن جب وہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بستر پر بیٹھنے کیلئے بڑھے تو اُم المومنین حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان کے بیٹھنے سے پہلے ہی وہ بستر لپیٹ دیا۔ انہوں نے کہا، اے میری بیٹی! کیا تو اس بستر کی وجہ سے مجھ سے نفرت کرتی ہے یا میری وجہ سے اس بستر سے؟ انہوں نے فرمایا یہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا (پاکیزہ نورانی) بستر ہے اور تم ایک نجس اور مشرک انسان ہو۔ (یہ سن کر) انہوں نے کہا، اے میری بیٹی! البتہ میرے بعد تم شر میں مبتلا ہوگئی ہو۔ (اس حدیث کو امام ابن سعد نے روایت کیا ہے۔)

تبصرہ...... اللہ اکبر! حضرت بی بی اُم حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زندگی کتنی عبرت خیز اور تعجب انگیز ہے۔ سردار مکہ کی شہزادی ہو کر دین کیلئے اپنا وطن چھوڑ کر حبشہ کی دور دراز جگہ میں ہجرت کر کے چلی جاتی ہیں اور پناہ گزینوں کی ایک جھونپڑی میں رہنے لگیں پھر بالکل ناگہاں یہ مصیبت کا پہاڑ ٹوٹ پڑتا ہے کہ شوہر جو پردیس کی زمین میں تنہا ایک سہارا تھا، عیسائی ہو کر الگ تھلگ ہو گیا اور کوئی دوسرا سہارا نہیں رہ گیا مگر ایسے نازک اور خطرناک وقت میں بھی ذرا بھی ان کا قدم نہیں ڈگمگایا اور پہاڑ کی طرح دین اسلام پر قائم رہیں۔ ایک ذرا بھی ان کا حوصلہ پست نہیں ہوا، نہ انہوں نے اپنے کافر باپ کو یاد کیا، نہ اپنے کافر بھائیوں، بھتیجوں سے کوئی مدد طلب کی۔ خدا پر توکل کر کے ایک نامانوس پردیس کی زمین میں پڑی خدا کی عبادت میں لگی رہیں۔ یہاں تک کہ خدا کے فضل و کرم اور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رحمت نے ان کی دستگیری کی اور بالکل اچانک خداوند قدوس نے ان کو اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبوبہ بی بی اور ساری اُمت کی ماں بنا دیا کہ قیامت تک ساری دنیا ان کو اُمّ المومنین (مومنوں کی ماں) کہہ کر پکارتی رہے گی اور قیامت میں بھی ساری خدائی خدا کے اس فضل و کرم کا تماشا دیکھے گی۔

اے مسلمان عورتو! دیکھو ایمان پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہنے اور خدا پر توکل کرنے کا پھل کتنا میٹھا اور کس قدر لذیذ ہوتا ہے؟ اور یہ تو دنیا میں اجر ملا ہے ابھی آخرت میں ان کو کیا کیا اجر ملے گا؟ اور کیسے کیسے درجات کی بادشاہی ملے گی؟ اس کو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ ہم لوگ تو ان درجوں اور مرتبوں کی بلندی و عظمت کو سوچ بھی نہیں سکتے۔ اللہ اکبر! اللہ اکبر!

اُمّ المؤمنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن میں ممتاز حیثیت کی مالک ہیں۔ نسبی حیثیت سے وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پھوپھی زاد بہن تھیں۔ نہایت قانع، فیاض طبع اور سخی تھیں۔ عبادت میں خشوع و خضوع کے ساتھ مشغول رہتی تھیں۔ انہیں کی شان میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تھا تم میں سے مجھ سے جلد وہ ملے گی جس کا ہاتھ لمبا ہوگا۔ یہ استعارہ ان کی فیاضی اور سخاوت کی طرف تھا۔ چنانچہ پیش گوئی کے مطابق ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن میں سب سے پہلے ان کا وصال ہوا۔ سن وصال ۲۰ ھ ہے۔ ۵۳ سال کی عمر پائی۔ واقدی نے لکھا ہے کہ بوقتِ نکاح ان کی عمر شریف ۳۵ سال تھی۔ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا وہی ہیں جن کا نکاح پہلے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے متبنّیٰ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کرنا چاہا مگر یہ اور ان کے بھائی راضی نہ ہوئے تو یہ آیۂ مبارک ما کان لمؤمن ولا مؤمنۃ الخ نازل ہوئی...... پھر یہ بھی راضی ہو گئیں۔ نکاح ہوا لیکن دونوں میں نباہ نہ ہو سکا۔ حضرت زید نے طلاق دے دی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نکاح کا پیغام دیا اور کتاب مجید میں یہ ارشاد فرمایا گیا کہ یہ نکاح اللہ عزوجل نے کیا۔ چنانچہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا فخریہ فرمایا کرتی تھیں کہ میں وہ ہوں جس کا نکاح اللہ عزوجل نے آسمان پر حضور علیہ السلام کے ساتھ کیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے گیارہ حدیثیں مروی ہیں دو پر بخاری اور مسلم کا اتفاق ہے۔

فضائل و مناقب اُمّ المؤمنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالٰی عنہا

حدیث نمبر ۱ ...... حضرت ثابت رضی اللہ تعالٰی عنہ کا بیان ہے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ کے پاس حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالٰی عنہا کے نکاح کا ذکر ہوا تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو کسی زوجہ مطہرہ کا ولیمہ حضرت زینب رضی اللہ تعالٰی عنہا کے ولیمہ جیسا کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ان کا ولیمہ ایک بکری کے ساتھ کیا تھا۔ (متفق علیہ)

حدیث نمبر ۲ ...... امام عیسیٰ بن طہمان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ پردے کی آیت حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالٰی عنہا کے حق میں نازل ہوئی ان کے ولیمہ میں آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے روٹی اور گوشت کھلایا اور یہ (حضرت زینب رضی اللہ تعالٰی عنہا) حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی باقی ازواجِ مطہرات پر اظہار تفاخر کیا کرتی تھیں اور فرمایا کرتی تھیں کہ اللہ تعالٰی نے میرا نکاح آسمان پر کیا ہے۔ (بخاری شریف)

حدیث نمبر ۳ ...... حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ حضرت زینب رضی اللہ تعالٰی عنہا حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی تمام ازواجِ مطہرات سے فخریہ فرمایا کرتی تھیں کہ تمہارا نکاح تمہارے گھر والوں نے کیا اور میرا نکاح اللہ تعالٰی نے سات آسمانوں کے اوپر کیا۔ (بخاری، نسائی)

حدیث نمبر ٤ ...... اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا، (میری وفات کے بعد) مجھے تم سب میں سے زیادہ جلد وہ بیوی ملے گی جس کے ہاتھ تم سب سے لمبے ہوں گے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا فرماتی ہیں پھر ہم سب اپنے اپنے ہاتھ ناپنے لگیں کہ کس کے ہاتھ سب سے زیادہ لمبے ہیں لیکن سب سے زیادہ لمبے ہاتھ حضرت زینب رضی اللہ تعالٰی عنہا کے تھے کیونکہ وہ اپنے ہاتھوں سے کام کیا کرتی تھیں اور زیادہ صدقات و خیرات کرتی تھیں۔ (مسلم شریف)

حدیث نمبر ٥ ...... حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا ایک طویل حدیث میں بیان کرتی ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالٰی عنہن نے آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالٰی عنہا کو آپکے پاس بھیجا اور وہی حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے نزدیک مرتبہ میں میرے برابر تھیں اور میں نے حضرت زینب رضی اللہ تعالٰی عنہا سے زیادہ دیندار، اللہ تعالٰی سے ڈرنے والی، سچ بات کہنے والی، صلہ رحمی کرنے والی اور صدقہ و خیرات کرنے والی کوئی عورت نہیں دیکھی اور نہ ان سے زیادہ تواضع کرنے والی کوئی عورت دیکھی ہے۔ اس عمل میں جس کے ذریعے وہ صدقہ کرتیں اور اللہ تعالٰی کا قرب حاصل کرتی تھیں، البتہ وہ زبان کی تیز تھیں لیکن اس سے بھی وہ بہت جلد رجوع کر لیتی تھیں۔ (مسلم شریف)

حدیث نمبر ٦...... حضرت عبداللہ بن شداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا، بے شک زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا 'اوّاہہٗ' ہے۔ عرض کیا گیا، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! اوّاہہ کا کیا مطلب ہے؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، خاشعہ (بہت زیادہ خشوع وخضوع کرنے والی)۔ (ابونعیم، ابن عبدالبر، ذہبی)

تبصرہ...... حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات سے کس قدر والہانہ محبت اور عشق تھا کہ انہوں نے اپنے نکاح کی خبر سن کر اپنا سارا زیور خوشخبری سنانے والی لونڈی کو دے دیا اور سجدہ شکر ادا کیا اور خوشی میں دو ماہ لگاتار روزہ دار رہیں۔ پھر ذرا ان کی سخاوت پر بھی ایک نظر ڈالو کہ شہنشاہِ دارین کی ملکہ ہوکر اپنے ہاتھ کی دستکاری سے جو کچھ کمایا کرتی تھیں وہ فقراء ومساکین کو دے دیا کرتی تھیں اور صرف اسی لئے محنت ومشقت کرتی تھیں کہ فقیروں اور محتاجوں کی امداد کریں۔ اللہ اکبر! محبتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور مسکین نوازی اور غریب پروری کے یہ جذبات تمام مسلمان عورتوں کیلئے نصیحت آموز وقابل تقلید شاہکار ہیں۔ خداوند کریم سب عورتوں کو توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اُمّ المؤمنین اُمّ المساکین حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

نام مبارک زینب، اُمّ المساکین لقب یہ اس لئے کہ آپ فقرا کو نہایت فیاضی کے ساتھ کھانا کھلایا کرتی تھیں۔ آپ پہلے عبد اللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں تھیں جو جنگ اُحد میں شہید ہو گئے تھے اور ۳ھ میں آپ عقد نبوی میں آ گئیں۔ نکاح کو دو تین ماہ ہی گزرے تھے کہ آپ کا انتقال ہو گیا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بعد صرف حضرت زینب ہی ہیں جن کا وصال حضور علیہ السلام کی حیاتِ ظاہری میں ہوا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود نمازِ جنازہ پڑھائی۔ جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔ وفات کے وقت حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر شریف ۳۰ سال تھی۔

﴿ مومن عورت کی صفات ﴾

- ☆ متقی عورت۔
- ☆ غیب کی حقیقتوں پر ایمان رکھنے والی عورت۔
- ☆ نماز قائم کرنے والی عورت۔
- ☆ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والی عورت۔
- ☆ نبی آخر الزماں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور سابقہ انبیاء علیہم السلام کی کتابوں پر ایمان رکھنے والی عورت۔
- ☆ آخرت کی منزل پر یقین رکھنے والی عورت۔

﴿ سورۂ انعام کی فضیلت ﴾

بعض روایات میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منقول ہے کہ یہ سورۃ جس مریض پر پڑھی جائے تو اللہ تعالیٰ اس کو شفا عطا فرماتا ہے۔ (سورۂ انعام..... معارف القرآن، جلد ۳ صفحہ ۵۱۲)

عورت اپنے شوہر کے گھر کی حکمران ہے اور وہ اپنی اس حکومت کی نگرانی کی جواب دہ ہے۔

(حدیث رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

اُمّ المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

آپ نے اپنی ذات کو بحضور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہبہ کیا۔ نام مبارک میمونہ، والد کا نام حارث، والدہ کا نام ہند تھا۔ پہلے مسعود بن عمر بن عمیر ثقفی کے نکاح میں تھیں۔ ان سے طلاق کے بعد ابودرہم سے نکاح ہوا۔ ان کے انتقال کے بعد حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زوجیت میں آئیں۔ ۵۱ ھ میں وفات پائی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ستر حدیثیں مروی ہیں۔ جن میں سے سات پر بخاری و مسلم نے اتفاق کیا ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آخری منکوحہ تھیں۔

اُمّ المؤمنین حضرت میمونہ بنت الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے فضائل و مناقب

حدیث نمبر ...... حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، تمام مومن عورتیں آپس میں بہنیں ہیں (پھر فرمایا) اُمّ المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس کی بہن اُمّ فضل بنت حارث اور اس کی بہن سلمیٰ بنت حارث جو حمزہ کی بیوی ہے اور اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان کی اخیافی بہنیں ہیں۔ (نسائی، حاکم، طبرانی)

تبصرہ...... ان کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے انتہائی محبت بلکہ عشق تھا۔ انہوں نے خود حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نکاح کی تمنا ظاہر کی تھی بلکہ یہ کہا تھا کہ میں اپنی جان رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہبہ کرتی ہوں اور مجھے مہر لینے کی بھی کوئی خواہش نہیں ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ایک آیت بھی اسی کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ ماؤں بہنو! دیکھ لو! حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مقدس بیبیوں کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کیسی والہانہ محبت تھی۔ سبحان اللہ! سبحان اللہ! کیا کہنا! ان اُمت کی ماؤں کے ایمان کی نورانیت کا۔

اعظمی مومن ہوں، ربّ العالمین میرا خدا
رحمۃ العالمین صلِ علیٰ میرے رسول

اُمّ المؤمنین حضرت جویریہ بنت الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا

قبیلہ بنی مصطلق کے سردار حارث بن ضرار کی بیٹی تھیں۔ ان کی پہلی شادی مسافع بن صفوان سے ہوئی جو غزوہ مریسیع ۵ ھ میں قتل ہوا اور یہ بھی غلاموں کے ہاتھ آئیں اور ثابت قیس بن شماس انصاری کے حصہ میں آئیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو خرید کر آزاد کردیا اور عقد نکاح میں لیا۔ ربیع الاوّل ۵۰ ھ میں وفات پائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔ آپ سے سات حدیثیں مروی ہیں۔ دو بخاری میں اور دو مسلم میں ہیں۔

فضائل و مناقب اُمّ المؤمنین حضرت جویریہ بنت الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حدیث نمبر ۱...... حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نمازِ فجر پڑھنے کے بعد علی الصبح ہی ان کے پاس سے چلے گئے اور وہ اس وقت اپنی نماز کی جگہ میں بیٹھی تھیں۔ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دن چڑھے تشریف لائے اور وہ وہیں بیٹھی تھیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت سے میں تمہیں چھوڑ کر گیا ہوں تم اسی طرح بیٹھی ہو؟ حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا جی ہاں! حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، میں نے تمہارے بعد چار ایسے کلمات تین بار کہے ہیں کہ جو کچھ تم نے صبح سے اب تک پڑھا ہے اگر اس کا ان کلمات کے ساتھ وزن کرو تو ان کلمات کا وزن زیادہ ہوگا۔ وہ کلمات یہ ہیں:۔

سبحان اللہ و بحمدہ عدد خلقۃ و رضا نفسہ و زنۃ عرشہ و مداد کلماتہ (امام مسلم، ابن ماجہ، نسائی)

اللہ کی حمد اور تسبیح ہے۔ اس کی مخلوق کے عدد اور اس کی رضا اور اس کے عرش کے وزن اور اس کے کلمات کی روشنی کے برابر۔

حدیث نمبر ۲...... حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نام پہلے برہ تھا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کا نام تبدیل کر کے جویریہ رکھ دیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسے ناپسند فرماتے تھے کہ یہ کہا جائے کہ فلاں شخص برّہ (نیکی) کے پاس سے نکل گیا۔ (امام مسلم، احمد)

تبصرہ...... ان کی زندگی بھر کا یہ عمل کہ نمازِ فجر سے نمازِ چاشت تک ہمیشہ لگاتار ذکرِ الٰہی اور وظیفوں میں مشغول رہنا۔ یہ ان عورتوں کیلئے تازیانہ عبرت ہے جو نمازِ چاشت تک سوتی رہتی ہیں۔ اللہ اکبر! نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بیبیاں تو اتنی عبادت گزار اور دیندار اور اُمتیوں کا یہ حال زار کہ نوافل کا تو پوچھنا ہی کیا؟ فرائض سے بھی بیزار۔ بلکہ اُلٹے دن رات طرح طرح کے گناہوں کے آزار میں گرفتار۔ الٰہی توبہ! الٰہی تیری پناہ! ...... یا اللہ! ہمیں معاف فرمادے۔ آمین

اُمّ المؤمنین حضرت صفیہ بنت حیی بن اخطب رضی اللہ تعالیٰ عنہا

نام مبارک زینب، باپ کا نام حیی بن اخطب تھا، جو بنونضیر کا سردار تھا۔ ماں کا نام ضرہ تھا، جو بنوقریظہ کے سموال کی بیٹی تھی۔ ان کی پہلی شادی شام بن مشکم سے ہوئی۔ طلاق کے بعد دوسری شادی کنانہ بن الحقیق کے ساتھ ہوئی۔ ۷ھ میں جب قلعہ قموص (خیبر) فتح ہوا تو کنانہ قتل ہوا۔ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا باپ اور بھائی بھی کام آئے اور یہ گرفتار ہوئیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو دحیہ سے لے کر آزاد کردیا اور نکاح فرمایا۔ ۵۰ھ میں ساٹھ سال کی عمر پاکر وصال فرمایا اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دس حدیثیں مروی ہیں جن میں سے صرف ایک متفق علیہ ہے۔

فضائل و مناقب اُمّ المؤمنین حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حدیث نمبر ۱...... حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آزاد فرمایا اور ان کی رہائی کو ان کا حق مہر بنایا۔ (متفق علیہ)

حدیث نمبر ۲...... حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو پتا چلا کہ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے انہیں یہودی کی بیٹی کہا ہے۔ وہ رو پڑیں۔ اتنے میں ان کے پاس حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے وہ رو رہی تھیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پوچھا کیوں رو رہی ہو؟ عرض کیا، حفصہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے مجھے یہودی کی بیٹی کہا ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، تم نبی (یعنی حضرت ہارون علیہ السلام) کی بیٹی ہو۔ تمہارے چچا (یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام) بھی نبی ہیں اور نبی (محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی بیوی ہو۔ پس وہ کس بات میں تم پر فخر کرتی ہیں۔ پھر فرمایا اے حفصہ! اللہ تعالیٰ سے ڈرو (اور اس طرح کی باتیں نہ کیا کرو)۔ (ترمذی، احمد)

حدیث نمبر ۳...... حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے۔ مجھے حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف سے ایک بات پہنچی تھی۔ میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، تم نے یہ کیوں نہیں کہا کہ تم دونوں مجھ سے کیسے بہتر ہوسکتی ہو جبکہ میرے شوہر حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، میرے باپ حضرت ہارون علیہ السلام اور میرے چچا حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ (ترمذی، حاکم)

حدیث نمبر ۴...... حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مال غنیمت کا وہ حصہ ہیں جنہیں آقا علیہ السلام نے اپنے لئے منتخب فرمایا۔ (ابوداؤد، ابن حبان، حاکم)

تبصرہ...... حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے محض اس بنا پر خود نکاح فرمالیا تا کہ ان کے خاندانی اعزاز و اکرام میں کوئی کمی نہ ہونے پائے۔ تم غور سے دیکھو گے تو سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے زیادہ تر جن جن عورتوں سے نکاح فرمایا وہ کسی نہ کسی دینی مصلحت ہی کی بنا پر ہوا۔ کچھ عورتوں سے اس بنا پر نکاح فرمالیا کہ وہ رنج و غم کے صدموں سے نڈھال تھیں۔ کچھ عورتوں کی بیکسی پر رحم فرما کر۔ کچھ عورتوں کے خاندانی اعزاز و اکرام کو بچانے کیلئے۔ لہٰذا حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے زخمی دلوں پر مرہم رکھنے کیلئے ان کو یہ اعزاز بخش دیا کہ اپنی ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنھن میں ان کو شامل کرلیا۔

حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اتنی عورتوں سے نکاح فرمانا ہرگز ہرگز اپنی خواہش نفس کی بنا پر نہیں تھا اور اس کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بیبیوں میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سوا کوئی بھی کنواری نہیں تھیں بلکہ یہ سب عمر دراز اور بیوہ تھیں۔ حالانکہ اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خواہش فرماتے تو کون سی ایسی کنواری لڑکی تھی جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نکاح کرنے کی تمنائیں نہ کرتی۔

مگر دربارِ نبوت کا تو یہ معاملہ ہے کہ شہنشاہِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کوئی قول، کوئی فعل، کوئی اشارہ بھی ایسا نہیں ہوا جو دین اور دین کی بھلائی کیلئے نہ ہو۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو کہا اور جو کیا سب دین ہی کیلئے کیا۔ بلکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو کہا وہی دین ہے بلکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذاتِ اکرم ہی مجسم دین ہے۔

اللھم صل وسلم و بارك علیٰ سیدنا محمد و اٰلہٖ وصحبہٖ اجمعین

تین عورتیں

(سیّد یونس علی شمرؔ ماچوی)

میری نگاہ ناز میں یہ مہ جبیں ہیں
دنیا میں تین عورتیں سب سے حسین ہیں

﴿ پہلا بند ﴾

پہلی حسین آمنہ بی بی نظر میں ہیں
عظمت کی جن کے تذکرے ہر ایک گھر میں ہیں

مژدہ یہ آمنہ کو پیمبر سناتے ہیں
آغوش میں تمہاری شہِ دین آتے ہیں
وہ معجزہ سراپا ہیں آئینہ کمال
سایہ نہ ہوگا جسم کا وہ پیکر جمال
فرزند آمنہ کا نہ ہوگا کوئی جواب
نازل انہیں پہ ہوگی خداوند کی کتاب
سردار انبیاء ہیں ہدایت بھی آئے گی
وہ آئیں گے تو دولت رحمت بھی آئے گی
اُمی لقب تو ہوگا مگر فخرِ دو جہان
قدرت عطا کرے گی انہیں اپنی خود زبان
فرش زمیں پہ آئیں گے لے کر وہ عظمتیں
مرعوب کر سکیں گی نہ باطل کی طاقتیں
روشن کریں گے کلمہ توحید کا چراغ
مہکے گا کائنات میں انسانیت کا باغ
خدمت میں ان کی حضرت جبریل آئیں گے
غارِ حرا میں سورۂ علق پڑھائیں گے
اے آمنہ تو سب سے بڑی خوش نصیب ہے
جن کی تو ماں بنے گی خدا کا حبیب ہے
جلوہ نما جو ہوں گے وہ نور مبین ہیں
دنیا میں تین عورتیں سب سے حسین ہیں

عزّوجل ...... صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ...... رضی اللہ تعالیٰ عنہا ...... عزّوجل ...... صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ...... رضی اللہ تعالیٰ عنہا

﴿ دوسرا بند ﴾

ہیں دوسری حسین مقدس نگاہ میں
گزری ہے جن کی عمر شریعت کی راہ میں
آنکھوں میں جن کی شرم و حیا کا جمال تھا
کردار بے نظیر تھا اور بے مثال تھا
پردے کا بھی خیال شریعت کا بھی خیال
فرمان تاجدار شفاعت کا بھی خیال
ملتی نہیں ہے جن کی خواتین میں مثال
شہزادیٔ رسول ہیں اللہ رے کمال
جن کو ادب سے پیکر صبر و رضا کہیں
جن کو ادب سے پیکر شرم و حیا کہیں
وہ آبروئے سیّد کونین فاطمہ
دُختر نبی کی مادر حسنین فاطمہ
سنئے کہ کیا جہیز دیا تھا حضور نے
اک تکیہ چار پائی تھی اک چکی دو گھڑے
لیکن ملول بنت رسول خدا نہ تھیں
حیدر کے آگے شکوہ بہ لب فاطمہ نہ تھیں
کردار فاطمہ کے بڑے دل نشیں ہیں
دنیا میں تین عورتیں سب سے حسین ہیں

عزوجل ...... صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ...... رضی اللہ تعالیٰ عنہا ...... عزوجل ...... صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ...... رضی اللہ تعالیٰ عنہا
عزوجل ...... صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ...... رضی اللہ تعالیٰ عنہا ...... عزوجل ...... صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ...... رضی اللہ تعالیٰ عنہا

﴿ تیسرا بند ﴾

حاکم ہے حاکموں کا جو چاہے خدا کرے
وہ جس کو چاہے شانِ فضیلت عطا کرے
کیا مرتبہ حلیمہ کو بخشا کریم نے
قطرے کو دریا کردیا ربّ عظیم نے
لیتے ہیں ان کا نام بڑے احترام سے
ہے پیار سب کو دائی حلیمہ کے نام سے
اللہ رے یہ دائی حلیمہ کا مرتبہ
پیتے تھے جن کا دودھ شہنشاہِ انبیاء
بھائی کا حصہ چھوڑ کے وہ فخر دو جہان
پیتے تھے دودھ دائی حلیمہ کا ہے بیان
فرمایا ان کو مائی حلیمہ حضور نے
بخشا زبانِ پاک سے رُتبہ حضور نے
تعریف پیارے بچے کی کیسے کرے زبان
جب آئے گود میں تو حلیمہ کا ہے بیان
ہر ایک سمت نور مبیں دیکھتی تھی میں
فرشِ زمین سے خلد بریں دیکھتی تھی میں
فخر عرب ہیں آپ ہی فکر عجم قمرؔ
تعریف کیا کرے گی یہ نوک قلم قمرؔ
یہ فخر آسمان ہیں فخر زمین ہیں
دنیا میں تین عورتیں سب سے حسین ہیں

عزوجل ...... صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ...... رضی اللہ تعالیٰ عنہا ...... عزوجل ...... صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ...... رضی اللہ تعالیٰ عنہا

واقعہ اَفشاءِ راز اور ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن

سورۃ **التحریم** میں ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے سلسلہ میں ایک واقعہ مذکور ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے سخت تنبیہ فرمائی ہے۔ آیات کا ترجمہ حسبِ ذیل ہے:۔

☆ (اور یہ بات بھی قابلِ توجہ ہے کہ) نبی نے ایک بات اپنی کسی بیوی سے راز میں کہی تھی پھر جب اس بیوی نے (کسی اور پر) وہ راز ظاہر کر دیا اور اللہ نے نبی کو اس (افشاءِ راز) کی اطلاع دے دی تو نبی نے اس پر کسی حد تک (اپنی بیوی کو خبردار کیا اور کسی حد تک اس سے درگزر کیا پھر جب نبی نے افشاءِ راز کی) یہ بات بتائی تو اس نے پوچھا آپ کو اس کی خبر کس نے دی؟ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہا مجھے اس نے خبر دی جو سب کچھ جانتا ہے اور خوب باخبر ہے۔ اگر تم دونوں اللہ سے توبہ کرتی ہو (تو توبہ تمہارے لئے بہتر ہے) کیونکہ تمہارے دل سیدھی راہ سے ہٹ گئے ہیں اور اگر نبی کے مقابلے میں تم نے باہم گروہ بندی کی تو جان رکھو کہ اللہ اسکا مولیٰ ہے اور اس کے بعد جبریل علیہ السلام اور تمام صالح اہل ایمان اور سب ملائکہ اس کے ساتھی اور مددگار ہیں۔ ان کا ربّ قریب ہے اگر وہ تمہیں (سب بیویوں کو) طلاق دے دے تو اللہ اُسے ایسی بیویاں تمہارے بدلے میں عطا فرمائے گا جو تم سے بہتر ہوں، سچی مسلمان، باایمان، اطاعت گزار، توبہ گزار، عبادت گزار اور روزہ دار، خواہ شوہر دیدہ (شادی شدہ) ہوں یا باکرہ (کنواریاں)۔ (التحریم:۳۔۵)

مذکورہ بالا آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ سرورِ انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی کسی بیوی کو ایک راز کی بات بتائی تھی لیکن اس بیوی نے راز کو راز نہ رکھ کر اسے آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کسی دوسری بیوی پر ظاہر کر دیا اور اس پر اللہ نے سخت تنبیہ فرمائی۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ دونوں بیویاں اس راز کو پی گئیں اور کسی کو آج تک نہ معلوم ہو سکا کہ وہ کیا بات تھی جو سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی کسی بیوی کو بتلائی تھی اور جس پر انہیں تنبیہ کی گئی۔ اگر کچھ معلوم ہو سکا تو صرف اتنا کہ وہ دونوں بیویاں حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما تھیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، میں ایک مدت سے اس فکر میں تھا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھوں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بیویوں میں وہ کون سی دو بیویاں تھیں جنہوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقابلے میں گروہ بندی کی تھی (ایکا کیا تھا) جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ایسی تنبیہ فرمائی، لیکن حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رُعب مجھ پر اتنا تھا کہ میری ہمت نہیں ہوتی تھی کہ پوچھوں۔ آخر کار ایک بار حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حج کیلئے تشریف لے گئے میں بھی ساتھ تھا واپسی پر راستے میں ایک جگہ وضو کراتے ہوئے مجھے موقع مل گیا اور میں نے پوچھ ہی لیا، اُنہوں نے بتایا کہ وہ دونوں حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں۔

قارئین محترم! اس واقعہ سے ہمیں یہ نصیحت ملتی ہے کہ انسان سے غلطی ہونا عین ممکن، لیکن کبھی کوئی غلطی سرزد ہو جائے اور بندہ اس پر فوراً توبہ کرلے تو اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتا ہے۔

مجرمِ عصیاں نے جب استغفر اللہ کہہ دیا
حق نے بھی لا تقنطوا من رحمة الله کہہ دیا

واقعۂ اِفک اور اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

قرآن حکیم کی سورۂ نور میں 'واقعۂ افک' بیان ہوا ہے۔ اِفک کے معنی ہیں 'اُلٹنا' چونکہ اس واقعہ میں منافقین نے سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حرم حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر بہتان تراشی کی تھی اور ایک بہت بڑا فتنہ برپا کردیا تھا اور جھوٹی باتیں منسوب کرکے واقعہ کو اُلٹ دیا تھا اس لئے اس کو 'واقعۂ اِفک' کہتے ہیں۔ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قاعدہ تھا کہ جب آپ سفر پر جانے لگتے تو قرعہ ڈال کر فیصلہ فرماتے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بیویوں میں سے کون آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ جائے گی۔

غزوہ بنی المصطلق (۵ ہجری) میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ شریکِ سفر تھیں۔ غزوہ سے واپسی کے وقت مدینہ کے قریب ایک منزل پر رات کے وقت آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پڑاؤ کیا۔ رات کا کچھ حصہ باقی تھا کہ کوچ کی تیاریاں شروع ہوگئیں۔ اُمّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ضرورت کیلئے کسی گوشہ میں تشریف لے گئیں۔ وہاں ہار آپ کا ٹوٹ گیا اور اسکی تلاش میں مصروف ہوگئیں۔ ادھر قافلہ نے کوچ کیا اور آپ کا محمل شریف اُونٹ پر کس دیا (باندھ دیا) (قاعدہ یہ تھا کہ کوچ کے وقت ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن ہودج (محمل) میں بیٹھ جاتی تھیں اور لوگ اُسے اُٹھا کر اونٹ پر رکھ دیتے تھے) اور اُنہیں یہی خیال رہا کہ اُم المومنین اس ہودج میں تشریف فرما ہیں۔ قافلہ چل دیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا واپس آ کر قافلے کے پڑاؤ کی جگہ بیٹھ گئیں اور آپ نے خیال کیا کہ میری تلاش میں قافلہ ضرور واپس ہوگا۔ قافلہ کے پیچھے پڑی گری چیز اُٹھانے کیلئے ایک صاحب رہا کرتے تھے (یہ ان کی ڈیوٹی تھی)۔ اس موقع حضرت صفوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کام پر مامور تھے۔ جب وہ آئے اور اُنہوں نے آپ (حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو دیکھا تو بلند آواز سے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کپڑے سے پردہ کرلیا انہوں نے اپنے اونٹ کو بٹھایا۔ آپ اس پر سوار ہو کر لشکر کے ساتھ جا ملیں۔ اس پر بہتان لگانے والے منافقین سیاہ باطن نے اوہامِ فاسدہ پھیلائے اور ان میں سب سے پیش پیش عبد اللہ بن اُبی بن سلول عوفی خزرجی مدنی (متوفی ۹ ہجری) تھا۔ قرآن حکیم میں یوں آیا ہے:

وہ جس نے اس (فتنہ) میں سب سے بڑا حصہ لیا، اسے عذاب بھی سخت ہونے والا ہے۔ (نور:۱۱)

☆ بعض مسلمان بھی اس کے دام فریب میں آگئے۔ ان میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ، مسطح رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن اثاثہ اور حمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت جحش شامل تھی۔ اُمّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیمار ہوگئیں اور ایک ماہ تک بیمار رہیں۔ اس زمانہ میں انہیں اطلاع نہ ہوئی کہ ان کی نسبت منافقین کیا بک رہے ہیں ایک روز اُمِ مسطح سے اُنہیں یہ خبر معلوم ہوئی اس سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مرض اور بڑھ گیا اور اس صدمہ میں اس طرح روئیں کہ آپ کے آنسو نہ تھمتے تھے اور نہ ایک لحہ کیلئے نیند آتی تھی۔ اس حال میں سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی اور اُمّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طہارت میں یہ آیات اُتریں اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا شرف و مرتبہ اللہ تعالیٰ نے اتنا بڑھایا کہ قرآن حکیم کی بہت سی آیات آپ کی طہارت و فضیلت میں بیان فرمائی گئیں۔ اس دوران میں سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بر سر منبر بہ قسم فرمادیا تھا مجھے اپنے اہل وعیال کی پاکی و خوبی بالیقین معلوم ہے تو جس شخص نے ان کے حق میں بدگوئی کی ہے اس کی طرف سے میرے پاس کون معذرت پیش کرسکتا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ منافقین بالیقین جھوٹے ہیں۔ اُمّ المومنین بالیقین پاک ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم پاک کو مکھی کے بیٹھنے سے محفوظ رکھا کہ وہ نجاستوں پر بیٹھتی ہے' کیسے ہوسکتا ہے کہ وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بدعورت کی صحبت سے محفوظ نہ رکھے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طہارت بیان فرمائی اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کا سایہ زمین پر نہ پڑنے دیا کہ سایہ پر کسی کا قدم نہ پڑے تو جو پروردگار آپ کے سایہ کو محفوظ رکھتا ہے کہ کس طرح ممکن ہے کہ وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اہل خانہ کو محفوظ نہ فرمائے۔ اس طرح بہت سے صحابہ اور بہت سی صحابیات نے قسمیں کھائیں۔ آیت نازل ہونے سے قبل ہی حضرت اُم المومنین کی طرف سے قلوب مطمئن تھے۔ آیات کے نزول نے ان کا عز و شرف اور زیادہ کردیا۔ تو بدگوئی کرنے والوں کی بدگوئی اللہ اور اُس کے رسول اور صحابہ کرام کے نزدیک باطل ہے اور بدگوئی کرنے والوں کیلئے سخت ترین مصیبت ہے۔ چنانچہ عبداللہ بن اُبی، حسان اور مسطح کے حد لگائی گئی۔ (مدارک)

☆ اس موقع پر نازل ہونے والی آیات کا ترجمہ یہ ہے...... جو لوگ یہ بہتان گڑھ لائے ہیں وہ تمہارے ہی اندر کا ایک گروہ (ٹولہ) ہے اس بات کو تم اپنے لئے شر (برائی) نہ سمجھو بلکہ یہ بھی تمہارے لئے خیر (بھلائی) ہے جس نے اس میں جتنا حصہ لیا، اس نے اتنا ہی گناہ سمیٹا ہے اور جس نے اس کی ذمہ داری کا بڑا حصہ اپنے سر لیا اس کیلئے تو سب سے بڑا عذاب ہے۔ جس وقت تم لوگوں نے اسے سنا تھا اسی وقت کیوں نہ مومن مردوں اور مومن عورتوں نے اپنے آپ سے نیک گمان کیا؟ اور کیوں نہ کہہ دیا کہ یہ کھلا ہوا بہتان ہے۔ وہ لوگ الزام کے ثبوت میں چار گواہ کیوں نہ لائے؟ اب جبکہ وہ گواہ نہیں لائے تو اللہ کے نزدیک وہی جھوٹے ہیں۔ اگر تم لوگوں پر دنیا اور آخرت میں اللہ کا فضل اور اس کا رحم و کرم نہ ہوتا تو جن باتوں میں تم پڑ گئے تھے ان کے بدلے میں بڑا عذاب تم کو آلیتا (ذرا غور کرو تم کیسی غلطی اس وقت کرتے چلے جا رہے تھے) جبکہ تمہاری ایک زبان سے دوسری زبان اس جھوٹ کو لیتی جا رہی تھی اور تم اپنے منہ سے وہ کچھ کہے جا رہے تھے جس کے بارے میں تم کچھ بھی نہ جانتے تھے۔ تم اسے ایک چھوٹی بات سمجھ رہے تھے حالانکہ اللہ کے نزدیک یہ بڑی بات تھی۔ کیوں نہ اسے سنتے ہی تم نے کہہ دیا کہ ہمیں ایسی بات زبان سے نکالنا زیب نہیں دیتا۔ سبحان اللہ! یہ تو ایک بہت بڑی تہمت ہے۔ اللہ تم کو نصیحت کرتا ہے کہ اب کبھی ایسی حرکت نہ کرنا اگر تم مومن ہو، اللہ تم کو صاف صاف ہدایت دیتا ہے اور وہ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔ جو لوگ چاہتے ہیں کہ ایمان والوں کے گروہ میں بے حیائی پھیلے وہ دنیا اور آخرت میں دردناک سزا کے مستحق ہیں۔ اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے اگر اللہ کا فضل اور اس کا رحم و کرم تم پر نہ ہوتا اور یہ بات نہ ہوتی کہ اللہ بہت ہی شفقت کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے تو (یہ چیز جو ابھی تمہارے اندر پھیلائی گئی بہت ہی برے نتیجے دکھاتی) اے لوگو! جو ایمان لائے ہو شیطان کے بتائے ہوئے طریقے پر نہ چلو جو اس کے پیچھے چلے گا تو وہ اسے بے حیائی اور برائی کا حکم دے گا۔ اگر اللہ کا فضل اور اس کا رحم و کرم تم پر نہ ہوتا تو تم میں سے کوئی شخص پاک نہ ہو سکتا مگر اللہ ہی جسے چاہتا ہے پاک کر دیتا ہے اور اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔ (سورۃ نور: ۱۱ تا ۲۰)

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

محسن انسانیت حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے ارشاد ہوا ہے کہ (وہ وقت بھی یاد کیجئے) جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس شخص سے کہہ رہے تھے جس پر اللہ نے اپنا فضل کیا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی عنایت کی کہ تو اپنی بیوی کو (اپنی زوجیت میں) رہنے دے اور اللہ سے ڈر۔ (الاحزاب:۳۷)

وہ کون قابل رشک ہستی تھی جس پر اللہ کے فضل کی بھی صراحت آگئی ہے اور رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عنایت کی بھی؟ مراد حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ جیسا کہ قرآن حکیم ہی کی اسی آیت میں آگے چل کر تصریح ہے۔ یہ آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آزاد شدہ غلام تھے۔ان کا عقد (نکاح) قریش کی ایک عالی نسب اور حسن وصورت میں ممتاز خاتون زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت جحش کے ساتھ ہوا، جو تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پھوپھی زاد بہن تھیں لیکن نباہ ان سے نہ ہوسکا۔ یہ وقت آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے خود سوچ بچار کا تھا۔ایک طرف حالات ایسے ہوگئے تھے کہ ایک تعلق عقد باقی رہنا ناممکن سا تھا لیکن دوسری طرف حضرت زینب کیلئے یہ امر انتہائی دل شکنی اور سبکی کا باعث ہوتا کہ وہ عمر بھر ایک آزاد شدہ غلام کی مطلقہ کہلائیں۔ اس وقت عرب کے معاشرے میں یہ بات انتہائی غیرت کی تھی۔ اشک شوئی کی صورت صرف یہ تھی کہ بعد طلاق آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے عقد میں لے لیں، لیکن دُشواری یہ تھی کہ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے منہ بولے بیٹے تھے اور ان کی مطلقہ سے عقد کر لینا عرب معاشرہ میں ایک سخت عیب تھا۔تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسی تردد اور تذبذب میں تھے کہ وحیِ قرآنی نے خود ہی فیصلہ کر دیا اور زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عقد سے نکال کر آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عقد میں دے دیا۔

حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام قرآن حکیم میں صرف ایک جگہ آیا ہے...... اور جب زید نے اس (عورت) سے قطع تعلق کرلیا تو ہم نے اس کا نکاح آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے ساتھ کر دیا تا کہ مومنین کو اپنے بولے بیٹوں کی بیویوں کے بارے میں تنگی نہ رہے۔ (الاحزاب:۳۷)

تمام صحابیوں میں یہ شرف صرف حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حاصل ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام صراحت کے ساتھ قرآن حکیم میں وارد ہوا ہے اور اسی بناء پر بعض لوگوں نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو 'افضل الصحابہ' قرار دیا ہے۔

پورا نام ابو امامہ زید بن حارثہ بن شراحیل الکلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (یعنی قبیلہ الکلب سے تھے)۔ ان کی والدہ سعدیٰ بنت ثعلبہ قبیلہ طے کی شاخ بنی معن سے تھیں۔ نصرانی خاندان کے تھے۔ ان کی عمر آٹھ سال تھی کہ ان کی ماں انہیں اپنے میکے لے کر گئیں۔ وہاں بنی قین بن جسر کے لوگوں نے ان کے پڑاؤ پر حملہ کیا اور لوٹ مار کے ساتھ جن آدمیوں کو پکڑ کر لے گئے ان میں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے۔ پھر اُنہوں نے طائف کے قریب عکاظ کے میلے میں زید کو فروخت کر دیا۔ خریدنے والے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھتیجے حکیم بن حزام تھے۔ اُنہوں نے زید کو مکہ لاکر اپنی پھوپھی کی خدمت میں نذر کر دیا۔ آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح ہوا تو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے زید کو بعثت سے قبل ہدیتاً آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا۔ اس وقت حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر پندرہ سال تھی۔ کچھ مدت بعد حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے باپ اور چچا کو پتا چلا تو وہ آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے اور عرض کیا کہ آپ جو چاہیں فدیہ لے لیں مگر ہمارا بچہ ہمیں دے دیں۔ آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں لڑکے کو بلاتا ہوں اگر وہ تمہارے ساتھ جانا چاہے گا تو میں کوئی فدیہ لئے بغیر چھوڑ دوں گا لیکن اگر وہ میرے پاس رہنا چاہے تو میں ایسا آدمی نہیں ہوں کہ اسے خواہ مخواہ نکال دوں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر ان سے ان کی خواہش دریافت فرمائی۔ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو چھوڑ کر کسی کے پاس نہیں جانا چاہتا۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسی وقت زید کو آزاد کر دیا اور حرم میں جا کر قریش کے مجمع میں اعلان فرمایا کہ آج سب گواہ رہیں آج سے زید میرا بیٹا ہے یہ مجھ سے وراثت پائے گا اور میں اس سے، اسی بنا پر لوگ ان کو زید (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بن محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کہنے لگے۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب منصبِ نبوت سے سرفراز ہوئے تو چار ہستیاں ایسی تھیں جنہوں نے ایک لمحہ تردد کے بغیر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دعویٰ نبوت کو تسلیم کر لیا۔ ایک حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، دوسرے حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ، تیسرے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور چوتھے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ اس وقت حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر تیس سال تھی۔ ۴ ہجری میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیلئے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا (اپنی پھوپھی زاد بہن) کے نکاح کا پیغام دیا۔ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور اس کے رشتہ داروں نے اسے نامنظور کر دیا۔ اس پر قرآن حکیم کی یہ آیت نازل ہوئی:۔

"کسی مومن مرد اور کسی مومن عورت کو یہ حق نہیں کہ جب اللہ اور اُس کا رسول کسی معاملے میں فیصلہ کر دے تو پھر اسے اپنے معاملے میں خود فیصلہ کرنے کا اختیار حاصل رہے اور جو کوئی اللہ اور اُس کے رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی نافرمانی کرے تو وہ صریح گمراہی میں پڑ گیا"۔ (الاحزاب:۳۶)

اس آیت کے سنتے ہی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ان کے خاندان والے راضی ہو گئے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کا نکاح پڑھایا۔ایک سال سے کچھ ہی مدت زیادہ گزری تھی کہ نوبت طلاق تک پہنچ گئی۔ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بعد حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُمّ کلثوم بنت عقبہ سے شادی کی۔ جن کے بطن سے زید اور رُقیہ پیدا ہوئے۔اس کے بعد ان کی شادی دُرّہ بنت ابی لہب سے ہوئی۔لیکن ان دونوں کو بھی حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے طلاق دے دی۔ اُنہوں نے ہند بنت عوام اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آزاد کردہ کنیز اُمّ ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بھی شادی کی۔اُم ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ان کے ہاں اُسامہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) پیدا ہوئے۔

مواخات ہجرتِ مدینہ سے قبل ہی خاندانِ رسول میں حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ قائم ہو چکی تھی۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ بہادر سپاہی تھے۔غزوہ بدر سے موتہ تک تمام اہم غزوات میں خوب دادِ شجاعت دی اور بڑی پامردی سے لڑے بلکہ سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی غیر حاضری میں مدینہ منورہ میں آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جانشینی کا شرف بھی حاصل کیا اور وہ بھی ایک بار نہیں متعدد بار۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جس فوج کشی میں زید شریک ہوتے امارت کا عہدہ اُنہیں کو عطا ہوتا۔ اس طرح وہ نو بار سپہ سالار (Commander In Chief) بنا کر بھیجے گئے۔ ۸ ہجری میں ۵۵ سال کی عمر میں غزوہ موتہ میں سردار و علمبردار لشکرِ اسلامی کی حیثیت سے شہید ہوئے۔

شہادت ہے مطلوب و مقصودِ مومن
نہ مالِ غنیمت نہ کشور کشائی

(اقبال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا قول ہے کہ اگر زید (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) زندہ رہتے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہیں کو اپنا جانشین بناتے۔ (اسلامی انسائیکلوپیڈیا)

حضرت خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت ثعلبہ

وہ خاتون جن کی شکایت اللہ تعالیٰ نے آسمانوں پر سنی اور ان کے بارے میں قرآن حکیم میں حکم نازل کر کے ان کا تذکرہ زندہ جاوید بنا دیا۔ حضرت خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت ثعلبہ ہیں۔ ان کا نکاح ان کے چچا زاد بھائی حضرت اَوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن صامت سے ہوا تھا جن کا شمار جلیل القدر صحابہ میں ہوتا ہے۔ دونوں ایک ساتھ مشرف با اسلام ہوئے۔ قرآن حکیم میں ارشاد ہوا:

اللہ نے سن لی اُس عورت کی بات جو اپنے شوہر کے معاملے میں تم سے تکرار کر رہی ہے اور اللہ سے فریاد کیے جاتی ہے اللہ تم دونوں کی گفتگو سن رہا ہے۔ (سورۃ المجادلہ: ۱)

حضرت اَوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن صامت ایک معمر آدمی تھے بڑھاپے کی وجہ سے ان کے مزاج میں چڑ چڑا پن آ گیا تھا۔ معمولی معمولی بات پر ان کو غصہ آ جایا کرتا تھا اور حضرت خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بہت کچھ کہہ دیا کرتے تھے۔ ایک دن غصہ میں انہوں نے کہہ دیا انت علی کظھر اُمی یعنی تم مجھ پر میری ماں کی طرح ہو۔ فقہ کی اصطلاح میں اسے 'ظہار' کہتے ہیں۔ اس کا مطلب ہوتا ہے کہ آدمی اپنی بیوی کو ماں کی طرح اپنے اوپر حرام کر لے۔

جب غصہ ٹھنڈا ہوا تو وہ بہت نادم و پشیمان اور سخت پریشان ہوئے، حضرت خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے چین تھیں چنانچہ وہ اس مسئلے کو لیکر حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں تاکہ آپ اس کا کچھ حل بتا دیں اور گھر کو بگڑنے سے بچا لیں۔ اس وقت تک اس قسم کا کوئی مسئلہ پیش نہیں آیا تھا۔ لہٰذا تاجدارِ مدینہ سرورِ قلب و سینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی کوئی فیصلہ کن بات نہیں کہی اور فرمایا کہ میرا خیال ہے کہ تم اس پر حرام ہو گئی ہو۔ یہ سن کر حضرت خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نالہ و فریاد کرنے لگیں اور بار بار سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کرنے لگیں کہ اوس میرے چچا کے بیٹے ہیں' اُنہوں نے غصے میں آ کر یہ بات کہی ہے' میں قسم کھا کر کہتی ہوں کہ اُنہوں نے طلاق نہیں دی ہے۔ کوئی ایسی صورت بتایئے کہ میری اور میرے بوڑھے شوہر اور بچوں کی زندگی تباہ ہونے سے بچ جائے۔

حضرت خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اصرار جاری تھا کہ سرورِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر یکا یک نزولِ وحی کی کیفیت طاری ہوئی اور خدا نے اس مسئلہ کا فیصلہ فرما دیا۔ سرورِ انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، خولہ اپنے شوہر سے کہو کہ کفارہ میں ایک لونڈی آزاد کر دیں، اگر یہ نہ ہو سکے تو مسلسل ساٹھ روزے رکھیں، اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو پھر ساٹھ مساکین کو کھانا کھلا دیں۔ حضرت خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ وہ کسی بھی چیز (ان میں سے) کی استطاعت نہیں رکھتے تو خود حضور رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اوس کی مدد کی، اس طرح انہوں نے اپنی قسم کا کفارہ ادا کیا۔

اس واقعہ کے بعد حضرت خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مرتبہ بہت بلند ہوگیا تھا اور حضرت خولہ کی ہر شخص بہت زیادہ عزت کرتا تھا۔ ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو روک لیا اور انہیں نصیحت کرنے لگیں اور بہت دیر تک نصیحت کرتی رہیں، کچھ لوگ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تھے جن کو یہ بات ناگوار گزری، ان میں سے ایک نے کہا بڑی بی تم نے امیر المومنین کو بہت کچھ کہہ ڈالا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوراً بول اُٹھے، یہ جو کہتی ہیں کہنے دو تمہیں معلوم نہیں کہ یہ کون ہیں؟ یہ خولہ بنت ثعلبہ ہیں۔ ان کی بات تو سات آسمانوں کے اوپر سنی گئی تھی اور انہیں کے بارے میں سورۂ مجادلہ نازل ہوئی تھی۔ مجھ اللہ کے ناچیز بندے کو تو ان کی بات بدرجہ اولیٰ سننی چاہئے۔

حضرت خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے کچھ بندے اللہ کے نزدیک اتنے مقرب ہوتے ہیں کہ اگر وہ کوئی بات کہہ دیں تو اللہ ان کی بات کو پورا ہی کر دیتا ہے۔ تاجدارِ مدینہ محسن انسانیت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، بہت سے پراگندہ بال اور غبار آلودہ لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ اگر وہ اللہ پر قسم کھا کر کوئی بات کہہ دیں تو اللہ ان کی قسم پوری کر دیتا ہے۔

علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شاید ایسے ہی لوگوں کا نمونہ پیش کرتے ہوئے فرمایا تھا ؎

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

قرآن کی فریاد

(ماہرالقادری)

طاقوں میں سجایا جاتا ہوں، آنکھوں سے لگایا جاتا ہوں
تعویذ بنایا جاتا ہوں، دھو دھو کے پلایا جاتا ہوں
جزدان حریر و ریشم کے، اور پھول ستارے چاندی کے
پھر عطر کی بارش ہوتی ہے، خوشبو میں بسایا جاتا ہوں
جب قول و قسم لینے کیلئے تکرار کی نوبت آتی ہے
پھر میری ضرورت ہوتی ہے ہاتھوں پہ اُٹھایا جاتا ہوں
کس بزم میں مجھ کو بار نہیں کس عرس میں میری دھوم نہیں
پھر بھی میں اکیلا رہتا ہوں، مجھ سا بھی کوئی مظلوم نہیں
مجھ سے محبت کے دعوے، قانون پہ راضی غیروں کے
یوں بھی مجھے رُسوا کرتے ہیں، یوں بھی میں ستایا جاتا ہوں

عورت قرآن کی نظر میں

١......اے لوگو! ڈرو اپنے ربّ سے جس نے پیدا فرمایا تمہیں ایک جان سے اور پیدا فرمایا اسی سے جوڑا اس کا اور پھیلا دیئے ان دونوں سے مرد کثیر تعداد میں اور عورتیں (کثیر تعداد میں) اور اللہ سے ڈرو جس کے نام پر مانگتے ہو اور تم ایک دوسرے سے (اپنے حقوق) جس کے واسطہ سے اور (ڈرو) رحموں (کے قطع کرنے سے) بے شک اللہ تعالیٰ تم پر ہر وقت نگران ہے۔
(سورۃ النساء:١)

٢......تمہاری بیویاں تمہاری کھیتی ہیں سو تم آؤ اپنے کھیت میں جس طرح چاہو اور پہلے پہلے کرلو اپنی بھلائی کے کام اور ڈرتے رہو اللہ سے اور خوب جان لو کہ تم ملنے والے ہو اس سے اور (اے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم!) خوشخبری دو مومنوں کو۔ (البقرہ:٢٢٣)

٣......اور بنالیا کرو دو گواہ اپنے مردوں سے اور اگر نہ ہوں دو مرد تو ایک مرد اور دو عورتیں اُن لوگوں میں سے جن کو پسند کرتے ہو تم (اپنے لئے) گواہ تا کہ اگر بھول جائے ایک عورت تو یاد کرائے (وہ) ایک دوسری کو۔ (البقرہ:٢٨٢)

٤......مرد محافظ و نگران ہیں عورتوں پر اس وجہ سے کہ فضیلت دی ہے اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں پر اور اس وجہ سے کہ مرد خرچ کرتے ہیں اپنے مالوں سے (عورتوں کی ضرورت و آرام کیلئے) تو نیک عورتیں اطاعت گزار ہوتی ہیں حفاظت کرنے والی ہوتی ہیں۔ (مردوں کی) غیر حاضری میں اللہ کی حفاظت سے اور وہ عورتیں اندیشہ ہو تمہیں جن کی نافرمانی کا تو (پہلے نرمی سے) انہیں سمجھاؤ اور پھر الگ کردو انہیں خواب گاہوں سے اور (پھر بھی باز نہ آئیں تو) مارو انہیں پھر اگر وہ اطاعت کرنے لگیں تمہاری تو نہ تلاش کرو ان پر (ظلم کرنے کی) راہ یقیناً اللہ تعالیٰ (عظمت و کبرائی میں) سب سے بالا سب سے بڑا ہے۔ (سورۃ النساء:٣٤)

٥......اور اگر کوئی عورت خوف کرے اپنے خاوند سے (اس کی) زیادتی یا روگردانی کی وجہ سے تو نہیں کوئی حرج ان دونوں پر کہ صلح کرلیں آپس میں اور صلح ہی (دونوں کیلئے) بہتر ہے اور موجود رکھا گیا ہے نفسوں میں بخل اور اگر تم احسان کرو اور متقی بنو تو بے شک اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کرتے ہو اس سے اچھی طرح باخبر ہے۔ (سورۃ النساء:١٢٨)

٦......اور تم ہرگز طاقت نہیں رکھتے کہ پورا پورا انصاف کرو اپنی بیویوں کے درمیان اگرچہ تم اس کے بڑے خواہش مند بھی ہوتے، نہ کرو کہ جھک جاؤ (ایک بیوی کی طرف) بالکل اور چھوڑ دو دوسری کو جیسے وہ (درمیان میں) لٹک رہی ہو اور اگر تم درست کرلو (اپنا رویہ) اور پرہیزگار بن جاؤ تو بے شک اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔ (سورۃ النساء:١٢٩)

۷......وعدہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے مومن مردوں اور مومن عورتوں سے باغات کا، رواں ہیں جن کے نیچے ندیاں۔ یہ ہمیشہ رہیں گے ان میں۔ نیز (وعدہ کیا ہے) پاکیزہ مکانات کا سدا بہار باغوں میں اور رضائے خداوندی ان سب نعمتوں سے بڑی ہے یہی تو بڑی کامیابی ہے۔ (سورۃ التوبہ:۷۲)

۸......تو اُن کے پروردگار نے قبول کر لی اُن کی دعا (اور فرمایا) کہ میں ضائع نہیں کرتا کسی عمل کرنے والے کے عمل کو مرد ہو یا عورت۔ تم ایک دوسرے کی جنس ہو۔ (آلِ عمران:۱۹۵)

۹......جو بھی نیک کام کرے مرد ہو یا عورت بشرطیکہ وہ مومن ہو تو ہم اُسے عطا کریں گے ایک پاکیزہ زندگی اور ہم ضرور دیں گے اُنہیں اُن کا اجر ان کے اچھے (اور مفید) کاموں کے عوض جو وہ کیا کرتے تھے۔ (سورۃ النحل:۹۷)

۱۰......اور تاکہ عذاب میں مبتلا کر دے منافق مردوں اور منافق عورتوں، مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو جو اللہ کے بارے میں برے گمان رکھتے ہیں۔ اُنہیں پر ہے بری گردش اور ناراض ہوا اللہ تعالیٰ ان پر اور (اپنی رحمت سے) اُنہیں دور کر دیا اور تیار کر رکھا ہے ان کیلئے جہنم۔ اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے۔ (سورۃ الفتح:۶)

۱۱......اور اُس کی (قدرت کی) ایک نشانی یہ ہے کہ اس نے پیدا فرمائیں تمہارے لئے تمہاری جنس سے بیویاں تاکہ تم سکون حاصل کرو ان سے اور پیدا فرما دیئے تمہارے درمیان محبت اور رحمت (کے جذبات) بے شک اس میں بہت نشانیاں ہیں ان لوگوں کیلئے جو غور و فکر کرتے ہیں۔ (الروم:۲۱)

عورت اور مرد میں برابری

۱ ......اور نہ آرزو کرو اس چیز کی، بزرگی دی ہے اللہ نے جس سے تمہارے بعض کو بعض پر مردوں کیلیے حصہ ہے اُس سے جو اُنہوں نے کمایا اور عورتوں کیلیے حصہ ہے اس سے جو اُنہوں نے کمایا اور مانگتے رہو اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل (وکرم) کو بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔ (النساء:۳۲)

۲ ......تو قبول فرمالی اُن کی التجا اُن کے پروردگار نے (اور فرمایا) کہ میں ضائع نہیں کرتا عمل کسی عمل کرنے والے کا، تم میں سے خواہ مرد ہو یا عورت بعض تمہارا اجز و ہے بعض کی تو وہ جنہوں نے ہجرت کی اور نکالے گئے اپنے وطن سے اور ستائے گئے میری راہ میں اور (دین کیلیے) لڑے اور مارے گئے تو ضرور میں مٹادوں گا اُن (کے نامہ عمل) سے ان کے گناہ اور ضرور داخل کروں گا اُنہیں باغوں میں بہتی ہیں جن کے نیچے نہریں (یہ) جزا ہے (ان کے اعمالِ حسنہ کے) اللہ کے ہاں اور اللہ ہی کے پاس بہترین ثواب ہے۔ (آلِ عمران:۱۹۵)

۳ ......اور جس نے عمل کیے اچھے مرد ہو یا عورت بشرطیکہ وہ مومن ہو سو وہی لوگ داخل ہوں گے جنت میں اور نہ ظلم کیے جائیں گے تل بھر۔ (النساء:۱۲۴)

٤ ......جو کوئی بھی نیک کام کرے مرد ہو یا عورت بشرطیکہ وہ مومن ہو تو ہم اُسے عطا کریں گے ایک پاکیزہ زندگی اور ہم ضرور دیں گے اُنہیں ان کا اجر ان کے اچھے (اور مفید) کاموں کے عوض جو وہ کیا کرتے تھے۔ (النحل:۹۷)

۵ ......بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں، مومن مرد اور مومن عورتیں، فرمانبردار مرد اور فرمانبردار عورتیں، سچ بولنے والے مرد اور سچ بولنے والی عورتیں، صابر مرد اور صابر عورتیں، عاجزی کرنے والے اور عاجزی کرنے والیاں، خیرات کرنے والے اور خیرات کرنے والیاں، روزہ دار مرد اور روزہ دار عورتیں، اپنی عصمت کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والیاں اور کثرت سے اللہ کو یاد کرنے اور یاد کرنے والیاں، تیار کر رکھا ہے اللہ نے ان سب کیلیے مغفرت اور اجرِ عظیم۔ (الاحزاب:۳۵)

عورتیں حسن سلوک کی مستحق ہیں

☆ اے ایمان والو! نہیں حلال تمہارے لئے کہ وارث بن جاؤ عورتوں کے زبردستی اور نہ روکے رکھو اُنہیں تاکہ لے جاؤ کچھ حصہ اس (مہر وغیرہ) کا جو تم نے دیا ہے انہیں بجز اس صورت کے کہ ارتکاب کریں کھلیں بدکاری کا اور زندگی بسر کرو اپنی بیویوں کے ساتھ عمدگی سے پھر اگر تم ناپسند کرو اُنہیں تو (صبر کرو) شاید تم ناپسند کرو کسی چیز کو اور رکھ دی ہو اللہ تعالیٰ نے اس میں (تمہارے لئے) خیرِ کثیر۔ (النساء:۱۹)

عورت دانایانِ فرنگ کی نظر میں

۱ ......عورت آدمی سے بنائی گئی ہے اور آدمی مٹی سے۔ (رنڈالف)

۲ ......عورت مصیبت وغم کو کم کرنے کیلئے پیدا کی گئی ہے۔ (باربولڈ)

۳ ......عورت کا بناؤ سنگھار اس کے دل کی حالت کا آئینہ دار ہوتا ہے۔

٤ ......خوبصورت عورت دیکھنے سے آنکھ، لیکن نیک دل عورت دیکھنے سے دل خوش ہوتا ہے۔ (سموئیل)

۵ ......عورت اور شراب سب کو احمق بنا لیتے ہیں۔

٦ ......خدا تعالیٰ نے عورت کو مرد کی پیشانی سے نہیں بنایا کہ وہ مرد پر حکومت کرے نہ اس کے پاؤں سے پیدا کیا کہ وہ اس کی غلامی کرے بلکہ اس کی پسلیوں سے پیدا کیا کہ وہ اس کے دل کے قریب ہو۔

۷ ......ایک حسین اور با عصمت خاتون خدائے قدوس کی صنعت کاملہ کا نمونہ، فرشتوں کی حقیقی شان وشوکت، زمین کا نادر معجزہ اور دنیا کی عجیب ترین چیز ہے۔ (تھیلو)

۸ ......عورت سے بے نیاز ہو کر زندگی بسر کرنے کا عزم ایک شدید ترین جرم ہے اور فطرت کبھی نہ کبھی اس کا انتقام لے لیتی ہے۔ (ٹیلر)

۹ ......ایک عورت صرف ایک راز مخفی رکھ سکتی ہے اور وہ ہے اُس کا عمر کا راز۔ (مارکوئس)

۱۰ ......کسی خاتون کے پاس اسقدر ملبوسات نہیں ہونے چاہئیں کہ پہننے کے وقت اُسے یہ سوچنا پڑے کہ کونسا لباس پہنوں۔ (ڈان ہیرلڈ)

۱۱ ......بعض عورتیں ایسی بھی ہوتی ہیں کہ اگر عورتیں نہ ہوتیں تو نا قابل برداشت ہوتیں۔

۱۲ ......عورت سے بے نیاز ہو کر زندگی بسر کرنا نا قابل معافی جرم اور فطرت سے بغاوت ہے۔ (ہٹلر)

۱۳ ......اگر فیشن کی سرپرستی عورت نہ کرتی تو ہزاروں درزی بھوکے مر جاتے۔ (آسکر وائلڈ)

۱٤ ......عورت کے ساتھ زندگی بسر کرنا مشکل ہے۔ مگر عورت کے بغیر زندگی بسر کرنا اس سے بھی زیادہ مشکل ہے۔ (آسکر وائلڈ)

۱۵ ......عورت کا دل ہمیشہ چاند کی طرح بدلتا رہتا ہے لیکن اس کا باعث ہمیشہ مرد ہوگا۔

۱٦ ......میٹھی سے میٹھی عورت بھی ترش ہوتی ہے۔ (نطشے)

۱۷ ......عورت سب سے اچھا اور سب سے آخری آسمانی تحفہ ہے۔ (ملٹن)

۱۸ ......وہ جو عورت کی خواہش کے رُخ کو قوت سے بدلنا چاہے، بے وقوف ہے۔ (سموئل ٹیوک)

۱۹......میں عورت کے بارے میں اپنی رائے اس وقت دوں گا جب میرا ایک پاؤں قبر میں ہوگا۔ پھر جب میں اپنی رائے دے چکوں گا تو تابوت میں کود کر اس کا ڈھکنا بند کرلوں گا اور اندر سے پکاروں گا 'اب میرے ساتھ جو چاہو کرلو'۔ (ٹالسٹائی)

۲۰......عورت کی 'ہاں' اور 'نہیں' میں اتنا قرب ہوتا ہے کہ ان کے درمیان سوئی بھی نہیں سما سکتی۔

۲۱......عورت نے سب سے پہلے حضرت آدم (علیہ السلام) کو احمق بنایا تھا۔ اس وقت سے یہی ہوتا آیا ہے آج بھی اس کا مشاہدہ ہوسکتا ہے کہ عورت نے مرد پر حکومت کی اور شیطان نے عورت پر۔

۲۲......یہ خیال کہ میں عورت ہوں اور مجھے کسی عورت سے شادی نہیں کرنا پڑے گی۔ میرے لئے بے حد اطمینان بخش ہے۔ (میری مالفیگو)

۲۳......ڈاکو کو یا تو آپ کی زندگی کی ضرورت ہوگی یا دولت کی۔ لیکن عورت کو دونوں کی ضرورت ہے۔

۲۴......قدیم دور کے شرفا یہ کہا کرتے تھے کہ عورت کے نام کی اشاعت صرف دو مرتبہ ہونی چاہئے۔ ایک تو اس وقت جبکہ وہ کسی کے عقد میں آئے اور دوسرے اس موقع پر جب وہ دنیا کو خیرباد کہے۔ (آرتھر)

قارئین محترم! قرآن حکیم جیسی مقدس اور آخری کتاب میں متعدد مقامات پر اور ایک مکمل سورۃ 'النساء' یعنی عورتوں کے نام سے ذکر کر کے عورت کے بلند انسانی درجے اور مرتبے کا اظہار فرمایا جو عورت کا اللہ کی نظر میں مقام ہے۔ ہم تبرکاً ایک آیت کا ترجمہ تحریر کررہے ہیں:۔

'اے لوگو! اپنے ربّ سے ڈرو جس نے تمہیں پیدا فرمایا ایک جان سے اور اسی سے اس کا جوڑا (بیوی) پیدا فرمایا اور پھیلا دیئے ان دونوں سے کثیر تعداد میں مرد اور عورتیں اور ڈرو اللہ تعالیٰ سے جس کے واسطے سے تم ایک دوسرے سے اپنے حقوق مانگتے ہو اور ڈرو قریبی رشتہ داروں سے تعلق توڑنے سے بے شک اللہ تعالیٰ ہر وقت تم پر نگران ہے'۔ (النساء:۱)

علامہ اقبال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک لطیف و باریک و عجیب و غریب اور دلچسپ و حقیقت افروز اپنے اشعار میں عورت کی عظمت اور اس کے وجود کے مقصد کو بیان کرتے ہیں ؎

وجودِ زن سے ہے تصویرِ کائنات میں رنگ
اسی کے ساز سے ہے زندگی کا سوزِ دروں

(اقبال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)